

الکامل
فی التاریخ
لابن الاثیر

اردو

دار طائر

پہلے اسے پڑھئے

یہ کتاب صلاح الدین ایوبی، تاتاری یلغاروں اور اس زمانے کے دیگر واقعات کے حوالے سے اہم ذریعہ معلومات ہے۔ لیکن اسے پڑھنے سے پہلے یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اس میں صحابہ کرام سے متعلق کچھ نہایت نا مناسب اور جھوٹی روایات بھی شامل ہیں۔ اس زمانے میں تاریخ لکھنے والوں کا یہی طریقہ ہوتا تھا کہ ان تک جو معلومات بھی تاریخ کے حوالے سے پہنچتی، اسے بلا تحقیق کتاب میں شامل کر لیتے تھے۔ اس کے برعکس محدثین کا طریقہ صحیح اور ضعیف احادیث کو چھانٹ کر الگ کر لینے کا تھا تا کہ اس میں کسی ملاوٹ کا اندیشہ نہ رہے۔ یہی وجہ ہے حدیث کی کتابوں میں بڑی آسانی کے ساتھ حدیث کی صحت اور اس کے قابل قبول ہونے کے بارے میں معلوم کیا جا سکتا ہے۔

لہذا اس کتاب کو پڑھتے وقت اس امر کو ذہن میں رکھ کر پڑھنے سے انشاء اللہ ممکنہ گمراہی سے بچا جا سکتا ہے۔ واللہ عالم



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فایح الکامل

تصنیف
علامہ ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الوہاب شیبانی
المعروف بابن الاثیر البخاری
جلد پنجم
عہد بنی العباس
حصہ اول : آغاز دولت

ترجمہ

مولوی سید ابوالخیر صاحب مودودی
مکمل شعبہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ کراچی
۱۳۵۴ھ ۱۳۵۴ھ ۱۳۵۴ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست مضامین

تاریخ الکامل

حصہ اول

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۲	۱	۲	۱
۳۹	ملطیہ پر دوسریں کا قبضہ۔	۱۰ تا ۱۰	ابتداء دولت بنی العباس
۴۰ تا ۴۱	چند حوادث۔	۱۰ تا ۱۰	ابو القاسم السفاح کی بیعت۔
۴۲ تا ۴۳	باسام بن ابراہیم کی بغاوت۔	۱۳ تا ۱۴	الحنا بن سید بن مروان کی ہزیمت کا ذکر
۴۳ تا ۴۴	خارج کا عالم اور شیبان بن مہاجر	۱۶ تا ۱۷	ابو ابراہیم بن محمد بن علی امام کے قتل کا ذکر
۴۴ تا ۴۵	کا قتل۔	۲۲ تا ۲۳	مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کے قتل کا ذکر
۴۵ تا ۴۶	غزوہ بکرش۔	۲۵ تا ۲۶	بنی امیہ میں سے آئی کا ذکر جو قتل کیے گئے۔
۴۶	منصور بن محبوب کا حال	۲۵ تا ۲۶	حبیب بن ثمرۃ المري کا قطع۔
۴۶ تا ۴۷	چند حوادث۔	۲۵ تا ۲۶	ابو المرداد اور اہل دمشق کی بغاوت
۴۷ تا ۴۸	ذیان بن صالح کا خروج۔	۲۸ تا ۲۹	اہل الجبیرہ کی شیعہ اور قطع بیعت۔
۴۸	جوہرہ عقیقہ کی جنگ۔	۳۰ تا ۳۱	ابو سلمہ، افضال اور سلیمان بن کثیر کا قتل
۴۸ تا ۴۹	چند حوادث۔	۳۵ تا ۳۶	اسطی میں ابن سیرہ کا محاصرہ۔
۴۹ تا ۵۰	ابو جعفر اور ابو سلمہ کا حج۔	۳۷ تا ۳۸	تارس میں ابو سلمہ کے محال کا قتل۔
۵۰ تا ۵۱	السفاح کی موت کا ذکر۔	۳۹ تا ۴۰	چند حوادث
۵۱ تا ۵۲	ذکر خلافت المنصور۔		
۵۲ تا ۵۳	ذکر خلافت کے نئے کا ذکر۔		

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۲	۱	۲	۱
۹۵۵۶۴	خیرستان کی فتح۔	۵۳	چند حوادث کا ذکر
۹۵	چند حوادث۔		عبد اللہ بن علی کے خروج اور اس کی
۹۶۵۶۵	عین بن مہدی بن کعب کا قلع۔	۵۷	پڑیست کا ذکر
۹۷۵۶۶	الاصبہ کا قلعہ۔	۷۱ ۷۲ ۷۳	ابو مسلم خراسانی کے قتل کا ذکر
۹۹۵۶۷	چند حوادث۔	۷۳ ۷۴ ۷۵	خراسان میں سب کا خروج۔
	عبد اللہ بن علی کا قلعہ۔	۷۳	عبد بن علی کا خروج۔
۱۰۸۵۶۸	قرقر اور محمد بن عبد اللہ بن الحسن کا قلعہ۔	۷۳ ۷۴ ۷۵	چند حوادث
۱۰۹۵۶۹	اولاد حسن قلعہ میں	۷۴	جہد بن مراد علی کی بنیاد
۱۱۳۵۷۰	اولاد حسن عراق کے زندان میں۔	۷۶ ۷۷ ۷۸	عبد لاریجی کا قتل
۱۱۴۵۷۱	چند حوادث	۷۶	چند حوادث۔
۱۲۸۵۷۲	محمد بن عبد اللہ بن الحسن کا قلعہ۔	۷۷ ۷۸ ۷۹	روم سے جنگ اور امیر ول کا قلعہ۔
	محمد بن عبد اللہ کے قلعہ پر عین بن	۸۳ ۸۴ ۸۵	عبد الرحمن بن معاویہ الاندلس میں۔
	بن موسیٰ کا شیخون اور محمد بن عبد اللہ کا	۸۵	عبد اللہ بن علی قلعہ ہو گئے۔
۱۳۸۵۷۳	قتل۔	۸۶	چند حوادث۔
۱۳۹۵۷۴	بعض مشہور لوگوں کا ذکر جو محمد کے قلعہ تھے۔		ابو اؤد و علی خراسان کی موت اور
	محمد کی صفات اور ان کے قتل کی	۸۷ ۸۸ ۸۹	خراسان پر عبد اللہ بن علی کی ولایت۔
۱۴۲۵۷۵	خیبر کا ذکر۔	۸۸ ۸۹ ۹۰	یوسف اللہری کا قتل۔
۱۴۳۵۷۶	مدینہ مبارکہ میں سودان کی شورش کا ذکر۔	۸۹ ۹۰ ۹۱	چند حوادث۔
۱۴۴۵۷۷	ذکر بنائے دینہ بندہ۔	۹۲ ۹۳ ۹۴	الراوندیہ کا خروج۔
	ذکر تہور ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن،		خراسان میں عبد اللہ بن علی کی بنیاد
۱۵۲۵۷۸	برادر محمد۔		اور اس کی طرف اللہ بن علی کا
۱۵۸۵۷۹	ابو جہم کے جانے اور محمد کے قتل کے جانے کا ذکر۔	۹۴ ۹۵ ۹۶	شخص۔

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲	۱	۴	۱
۱۸۴۱۸۶	سفر ہونے اور خراج سے لڑنے کا ذکر۔	۱۵۹۱۱۵	چند حوادث کا ذکر۔
۱۸۶۱۸۷	ذکر بیٹا الرضا علیہ السلام کے لیے۔		المنصور کے ہندو کی طرف منتقل ہونے کا
۱۹۰۱۸۹	ذکر قتل سلطان بن حکیم العبدی۔	۱۶۱۱۸۹	ذکر اس کی تعمیر کی کیفیت۔
	انتخاب کے معاملے کی ابتدا اور الائنس میں	۱۶۳۱۸۹	الائنس میں الحاد کے فروع کا ذکر۔
۱۹۱۱۹۰	اس کے فروع کا ذکر۔	۱۶۴۱۸۹	مشہور حوادث کا ذکر۔
۱۹۲۱۹۱	ذکر قتل سلی بن زکریا۔	۱۶۵۱۸۹	ذکر قتل عرب بن عبد اللہ۔
۱۹۶۱۹۲	چند حوادث کا ذکر۔	۱۶۶۱۸۹	ذکر بیت اللہ کی قطع عیسیٰ بن موسیٰ۔
۱۹۷	البحر و الاماکن۔	۱۶۷۱۸۹	عبد اللہ بن علی کی موت کا ذکر۔
	احیاس بن محمد کے الجور سے معزول ہونے	۱۶۸۱۸۹	چند حوادث کا ذکر۔
۱۹۹۱۹۸	اور موسیٰ بن حکیم کے عامل بنانے کا ذکر۔	۱۷۰۱۸۹	ذکر فروع حسان بن مجالد۔
	مصر و سامان کے انکود سے معزول ہونے	۱۷۱۸۹	خالد بن برمک کو عامل بنانے کے تھانے کا ذکر۔
۲۰۰۱۹۹	اور عربی میر کے عامل بنانے کا ذکر۔	۱۷۲۱۸۹	الاعلیٰ بن مسلم کی ولایت افریقیہ کا ذکر۔
۲۰۱۲۰۰	مشہور حوادث کا ذکر۔	۱۷۳۱۸۹	اللائس کے فتوں کا ذکر۔
	عبد الرحمن الاموی پر اہل شیعہ کے شورش	۱۷۴۱۸۹	مشہور حوادث کا ذکر۔
۲۰۲۲۰۱	کرنے کا ذکر۔	۱۷۵۱۸۹	ذکر فروع استاذ عیس۔
۲۰۳۲۰۲	افریقہ میں خراج کے ساتھ نندہ پر پورے کا ذکر۔	۱۷۶۱۸۹	چند حوادث کا ذکر۔
۲۰۵۲۰۳	مشہور حوادث کا ذکر۔		عمر بن حفص کے والد سے معزول
	الموصل سے موسیٰ کے عزل اور خالد بن برمک		کیے جانے اور ہشام بن محمد کے مقرر
۲۰۷۲۰۴	کی ولایت کا ذکر۔	۱۷۷۱۸۹	ہونے کا ذکر۔
۲۱۱۲۰۵	المنصور کی موت اور اس کی وصیت کا ذکر۔		ابو جعفر عمر بن حفص کے ولایت افریقیہ پر
۲۱۳	المنصور کا علیہ اور اس کی اولاد۔	۱۷۸۱۸۹	مقرر ہونے کا ذکر۔
۲۱۴۲۰۶	المنصور کی میرت کا کچھ حال۔		یزید بن حاتم کے افریقیہ کی ولایت پر

ابتداء دولت بنی العباس ابو العباس السفاح کی بیعت

اس سال (یعنی ۱۳۲ھ میں) ابو العباس عبد اللہ بن محمد بن علی بن عباس اللہ بن عباس سے ماہ ربیع الاول میں اور بقول بعض ماہ ربیع الآخر میں، جبکہ اس ہینے کے تیرہ دن گزر چکے تھے اور بقول بعض جمادی الاولیٰ میں خلافت کی بیعت کی گئی۔

خلافت بنی العباس کی ابتدا یوں ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العباس بن عبد المطلب کو خبر دی تھی کہ خلافت ان کی اولاد کی طرف منتقل ہوگی۔ اس بنا پر ان کی اولاد ہمیشہ اس کی توقع کرتی رہی اور ان کے درمیان اس کے چرچے ہوتے رہے۔ پھر یہ ہوا کہ ابو ہاشم بن الحنفیہ، اشام کی طرف نکلے۔ محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس سے ان کی ملاقات ہوئی ابو ہاشم نے محمد بن علی سے کہا اس معاملہ کا ذکر جس کے واقع ہونے کی لوگ تم میں توقع رکھتے ہیں، تم سے کوئی سنتے نہ پائے۔

ابن الاثم کے بیان میں عبد الملک بن مروان سے خالد بن یزید بن معاویہ کا یہ قول گزر چکا ہے کہ "اگر فتیٰ سبستان سے رونما ہو تو اس میں تمھارے لئے کوئی خطرہ نہیں، لیکن ہم نہ تھے ہیں کہ کہیں خراسان سے رونما ہو"۔

محمد بن علی نے کہا: "ہمارے لئے تین اوقات ہیں۔ طاعینہ یزید بن معاویہ کی موت، حدی کا سرا، اور آخر قیچہ فتنہ؛ جب یہ اوقات آئیں گے تو داعی ہمارے لئے دعوت دیں گے، پھر ہمارے انصار مشرق سے بڑھیں گے، اور ان کے سوار آکر جہادوں کے جمع کردہ خزانوں کو ان کے چنگل سے نکالیں گے۔"

جب یزید بن ابی سلمہ افریقیہ میں قتل کیا گیا اور بڑ بڑ باغی ہو گئے تو محمد بن علی نے خراسان کی طرف ایک داعی بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ رضا کی طرف دعوت دے مگر کسی کا نام نہ لے۔ ہم اس سے قبل بنی العباس کے دعاۃ اور ابو اسلمہ کی سامعی، اور مروان کے حکم سے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کا حال بیان کر چکے ہیں۔ مروان نے ابراہیم کو گرفتار کرنے کے لئے جب کسی کو بھیجا تو اس سے ابو العباس کا نصف بیان کیا اس نے فوشتوں میں دیکھا تھا کہ ان اوصاف کے آدمی کو ان کا بادشاہ گرفتار کرے اور قتل کر دے۔ اور اس سے کہا کہ ابراہیم بن محمد کو لائے۔ فرستادہ پہنچا اور اس نے حسب صفت ابو العباس کو گرفتار کیا۔ جب ابراہیم ظاہر ہو گئے اور وہ بے خوف تھے، تو فرستادہ سے کہا گیا کہ تجھے حکم ابراہیم کو گرفتار کرنے کا دیا گیا ہے۔ اور یہ عہدائد ہے۔ اس نے ابو العباس کو چھوڑا، اور ابراہیم کو گرفتار کر کے مروان کے پاس لے گیا۔ مروان نے جب ابراہیم کو دیکھا تو کہا: یہ تو وہ علیہ نہیں ہے جس علیہ کا میں نے تجھ سے ذکر کیا تھا، لوگوں نے کہا: جو صفت تو نے بیان کی تھی ہم نے اس علیہ کا آدمی دیکھا ہے، لیکن تو نے نام ابراہیم کا لیا تھا، اور ابراہیم بھی ہے، اس نے ابراہیم کے لئے حکم دیا اور اس کو قید کر دیا گیا۔ اور قاصدوں کو دوبارہ ابو العباس کی تلاش میں بھیجا، مگر انہوں نے اس کو کہیں نہ دیکھا۔

ابو العباس کے ائمہ سے جانے کا سبب یہ تھا کہ قاصد نے جب ابراہیم کو گرفتار کیا تو ابراہیم نے اپنے اہل بیت کو اپنی موت کی خبر دی، اور انہیں حکم دیا کہ وہ ابو العباس عبد اللہ بن محمد کے ساتھ الکوفہ جائیں اور سب سے مطاعت کریں ابراہیم نے ابو العباس کے لئے وصیت کی اور اپنے بعد اس کو اپنا خلیفہ قرار دیا۔ ابو العباس روانہ ہوا۔ اس کے اہل بیت میں سے اسکے ساتھ اس کا بھائی ابو جعفر المنصور تھا۔ (اور یہ لوگ تھے) عبد الوہاب و محمد اس کے بھائی ابراہیم کے بیٹے اس کے چچا داؤد، عیسیٰ، صالح، اسماعیل، عبد اللہ اور جمد اللہ ابنو علی بن عبد اللہ بن العباس۔

اس کا ابن عم موسیٰ بن داؤد۔

اس کا بھتیجا حبیبی بن موسیٰ بن محمد بن علی اور بھتیجی بن جعفر بن تمام بن عباس
یہ لوگ مصر میں اٹکھوڑ پہنچے۔ اہل خراسان میں سے ان کے شیعوں اٹکھوڑ کے باہر حمام امین پر تھے
ابو سلمہ انکھال نے ان کو الولید بن سعد مولیٰ بنی ہاشم، کے گھر میں، جو بنی آدم میں تھا، آگایا
اور ان کے احوال تقریباً پانیس دن تمام قواد و شیعوں نبی العباس سے مٹنی رکھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابو سلمہ نے امام ابراہیم کی خبر سنا کر ارادہ کیا کہ امیر خلافت آل
اہل طالب کی طرف منتقل کر دے۔ ابو الجہم نے اس سے پوچھا، امام نے کیا کیا؟ اس نے
کہا، وہ نہیں آیا؟ ابو الجہم نے امرار کیا۔ اس نے کہا، یہ اس کے خروج کا وقت نہیں ہے
کیونکہ واسطہ اس کے خروج کے بعد فتح نہیں کیا جائے گا۔

ابو سلمہ سے امام کی نسبت پوچھا جاتا تو وہ کہتا: جلدی ذکر وہ اس کی یہی روش رہی
حتیٰ کہ ابو حمید محمد بن ابراہیم بخیری، الکناسہ جلنے کے ارادہ سے حمام امین سے آیا۔ ابو الجہم
الامام کے ایک خادم سابق الخوارزمی سے اس کی ملاقات ہوئی۔ ابو حمید نے اسے پہچانا اور
اس سے پوچھا، ابراہیم الامام نے کیا کیا؟ اس نے خبر دی کہ مردان نے اس کو قتل کر دیا۔
اور یہ کہ ابراہیم نے اپنے بھائی ابو العباس کے لئے وصیت کی ہے اور اپنے بعد اس کو
اپنا خلیفہ قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ وہ اپنے عائد اہل بیت کے ساتھ اٹکھوڑ میں ہے؟ ابو حمید
نے اس سے خواہش کی کہ اسے ان کے پاس لے چلے۔ اس نے بغیر ان کا اذن حاصل کئے اس کو
ان کے پاس جانا بڑا سمجھا، اس سے کہا، میرے اور تیرے درمیان وعدہ ہے کہ میں تجھ سے
کل اسی جگہ ملوں گا۔ ابو حمید ابو الجہم کے پاس واپس گیا، اور اس کو اس بات کی خبر دی،
ابو الجہم اس وقت ابو سلمہ کے لشکر میں تھا، اس نے ابو حمید کو حکم دیا کہ وہ ان سے ملنے کی
صورت نکالے۔ ابو حمید دوسرے دن اسی جگہ پہنچا جہاں غصے کا سابق نے اس سے وعدہ
کیا تھا۔ سابق اس سے ملا اور اس کو ابو العباس اور اس کے اہل بیت کے پاس لے گیا۔
ابو حمید نے ان کے پاس پہنچ کر پوچھا، ان میں خلیفہ کون ہے؟ وہ آدمی بن علی نے کہا، یہ
تھار امام اور تمھارا خلیفہ ہے، اور ابو العباس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے ابو العباس کو
خلافت کا سلام کہا، اس کے ہاتھ اور پاؤں چومے، اور کہا، ہمیں اپنے امیر کا حکم دے۔
نیز اس کو ابراہیم الامام کی تعزیت دی۔ اور واپس گیا۔

ابراہیم بن سلمہ ایک شخص تھا، جو غیاث العباس کی خدمت کرتا تھا، وہ ابو حمید کے

ساتھ ابو الجہم کے پاس گیا اور اس کو ان کی ضرورت دکھانے کی خبر دی۔ امام نے (ابراہیم بن مسلمہ کو) ابو سلمہؓ انصاریؓ کے پاس بھیجا کہ وہ قتال کو اونٹوں کا کرایہ ادا کرنے کے لئے جو اس کو اور اس کے اہل بیت کو اکوفہ لایا تھا سودینا رخصتا کرے، مگر اس نے نہیں بھیجے۔ ابو الجہم اور ابو احمد اور ابراہیم بن مسلمہ، موسیٰ بن کعب کے پاس گئے اور اس سے یہ فقرہ بیان کیا اس نے ابراہیم بن مسلمہ کے ہاتھ امام کو دو سو دینار بھیج دیئے۔ اور خود اس سے ایک جماعت کی رائے اس پر متفق ہو گئی کہ امام سے عیس۔ چنانچہ موسیٰ بن کعب اور ابو الجہم اور عبد الحمید بن ربیع اور سلمہ بن محمد اور ابراہیم بن مسلمہ اور عبد اللہ ابوطی اور اسحاق بن ابراہیم اور عثر اچیل اور عبد اللہ بن بسلام اور ابو حمید محمد بن ابراہیم اور سلیمان بن ابی اسود اور محمد بن الفضل، امام ابو العباس کے پاس گئے۔ ابو سلمہ کو یہ خبر پہنچی، اس نے ان کی نسبت پوچھا کہ کیا گیا وہ اپنی ایک حاجت سے اکوفہ آئے ہیں۔ اور پوچھا، تم میں عبد اللہ بن محمد بن اسحاقؓ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ”ہے“ مئے اس کو خلافت کا سلام کیا اور اس کو ابراہیم کی تعزیت دی۔ موسیٰ بن کعب اور ابو الجہم واپس ہوئے۔ ابو الجہم نے باقی لوگوں کو امام کے پاس رہنے کا حکم دیا۔ ابو سلمہ نے ابو الجہم کے پاس کسی کو بھیجا کہ اس سے دریافت کیا جائے کہ تو کہاں تھا؟ اس نے کہا: میں اپنے امام کے پاس گیا تھا، ابو سلمہ بھی امام کی طرف جانے کے لئے سوار ہوا۔ ابو الجہم نے ابو حمید کو کہلا بھیجا کہ ابو سلمہ تھارے پاس آیا چاہتا ہے، وہ امام کے پاس تہنا داخل ہونے پائے۔ ابو سلمہ ان کے پاس پہنچا تو اس کو روکا کہ وہ تہنا ہی داخل ہو سکتا ہے، کوئی دوسرا اس کے ساتھ نہیں داخل ہو سکتا۔ وہ تہنا داخل ہوا اور اس نے ابو العباس کو خلافت کا سلام کیا۔ ابو حمید نے اس سے کہا: ”تیرے علی رغم انص!“ اسے اپنی ماں کا ہنر چوسنے والے“ ابو العباس نے اس سے کہا: ”خاموش رہ“ اور ابو سلمہ کو حکم دیا کہ اپنے معسر کی طرف واپس جائے، چنانچہ وہ واپس گیا۔ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں، جب دن نکلا، اور وہ جمعہ کا دن تھا، تو لوگوں نے ہتھیار نکائے اور ابو العباس کے برآمد ہونے کے لئے پرے باندھ کر کھڑے ہو گئے اس کے لئے جانور لائے، وہ اہل ثور کی گھوڑے پر سوار ہوا، اور اس کے اہل بیت بھی (جو اس کے ساتھ تھے) سوار ہوئے، اور وہ ان کی سمیت میں دارالامارۃ میں داخل ہوا۔ پھر وہ

مسجد کی طرف نکلا۔ اس نے خطبہ دیا اور لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی پھر منبر پر چڑھا اور اس کے لئے نہایت کی نہایت کی تھی؛ وہ منبر کے ابلانی تھے پر کھڑا ہوا اور اس کا چچا دادود بن علی منبر پر چڑھ کر اس سے ایک درجہ نیچے کھڑا ہوا۔ ابوالعباس نے حکام شروع کیا اور کہا: محمد ہے اس نیکو کی جس نے مسووم کو برگزیدہ کیا، اپنے نفس اور اپنے کرم اور اپنے شرف اور اپنی عظمت کے لئے۔ اور اس کو چار سے لے پسند کیا اور ہمارے قریب اس کی تائید کی اور جس میں اس کا اہل اور اس کا بیٹا اور اس کی حمایت میں کھڑا ہونے اور اس کی طاقت کرنے اور اس کی مدد کرنے والا بنایا۔ پھر ہمارے لئے کھڑے تقویٰ لازم کیا اور جس اسکے لئے حق اور اس کا اہل بنایا؛ اور جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم اور قراست کے مخصوص فرمایا۔ جس چار سے آبا سے پیدا کیا اور جس رسول اللہ کے درخت سے اگلا؛ اور جو آپ کی اصل سے خلق کیا اور آپ کو ہم میں سے کیا۔ اس خدا پر کر پڑے وہ جو ہمیں پیٹتے۔ ہمارے بھال کے لئے موعیوں اور مسلمانوں کے ساتھ رؤف و رحیم اور اس نے ہمیں اسلام اور اسکے اہل میں موعیہ وضع کر رکھا؛ اور اس کی نسبت اہل اسلام پر ایک کتاب نازل کی جو ان میں تبادۃ کی جاتی ہے۔ تمہارے دفعائی نے اس کتاب حکم میں جو اس نے نازل کی ہے فرمایا ہے: **اَلْکِتٰبُ الَّذِیْ لَدَیْہِمْ اَنْزَلْنٰہُ اَنْزَلْنٰہُ اَنْزَلْنٰہُ** اور تمہاری عقل نے آئنا لکھ کر اُن کو دیا **وَلَا تَاْخُذْہِمْ اَنْفُسُہِمْ** کہ تم سے تودۃ فی القربیٰ کے معنی اس پر کوئی اجبر نہیں چاہتا اور فرمایا **وَاَنْتُمْ لَدُنْہِمْ کُنٰتُمْ** الا قربینوں (اپنے قریبی رشتہ داروں کو تداراؤ) اور فرمایا **وَمَا اَقْرَبَہُ اللّٰہُ عَقْلًا رَّحْمٰتًا بِہِمْ اَخْلٰی اَنْفُسُہِمْ** و لکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے قریب داروں کے لئے ہے اور فرمایا **اَلَا تَرَہُمْ یُحْسِنُوْنَ** فَاَنْتُمْ لَدُنْہِمْ اَنْزَلْنٰہُ اَنْزَلْنٰہُ اَنْزَلْنٰہُ اور جان لو کہ کسی شے میں سے جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس کا بیٹا جو حصہ اللہ اور اسکے رسول اور اس کے قراست داروں اور پیغمبروں کے لئے ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چار سے فضل کی خبر دیا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے؛ لیکن گمراہ شایعوں نے زعم کیا کہ ریاست و سیاست اور خلافت کے لئے ہمارا خیر ہم سے زیادہ سخی ہے !

ان کی صورتیں مسخ ہو جائیں۔ اور اسے لوگوں کیسے کہیں گے؟ اور ان کو بھارت دی؟ اس کے بعد
 کہ وہ جاہل تھے اور ان کو بچایا، اس کے بعد کہ وہ ظالم ہو رہے تھے۔ اس نے ہمارے ذہنی
 حق کو ظاہر اور باطل کو سرخوش کیا، اور اس کی اصلاح کی جو کچھ کہنا سہو چکا تھا، اس نے
 ہمارے ذہنی خبیثت رفع کی، نفیست کی تکمیل کی، اور فرقت و پرانگی کو جمع و اتحاد
 سے بدل دیا، حتیٰ کہ لوگ انہی دنیا میں آپس کے جنس و عداوت کے لطافت اور نیکی اور مواصلت
 کی طرف غلطی اور زنی آخرت میں آئے ساتھ تختوں پر ہمارے بھائی ہوں گے۔ اللہ نے
 اس کامیابی کو محمد علی علیہ وسلم کے لئے سنت اور محبت کے طور پر رکھ دیا اور جب اللہ
 نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا تو آپ کے بعد آپ کے اصحاب اس کام کے لئے کھڑے ہوئے
 اور ان کے امور ان کے درمیان شوری سے انجام پاتے رہے۔ وہ قوموں کے ساریش
 پر حاوی ہوئے، انھوں نے ان میں عدل کیا اور ان کو ان کے مصلحت میں رکھا اور انہیں
 ان کے سختیوں کو دیا، اور وہ ان سے بے لوث نکلے۔ پھر بنو خزیمہ و بنو مہران بچ گئے۔
 اور ان کو خیمہ بنا لیا اور ان کو خود اپنے آپس میں گردش دی، اور اس میں جو رکھا اور
 اسے اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ اور وہ اس کے سختیوں پر اس وقت تک ظلم کرتے رہے
 جب تک اللہ نے ان کا بیٹا نہ لایا، وہ اس کو پکڑ لے، اور جب وہ اس کو پکڑ لے
 تو اس نے ہمارے ہاتھوں ان سے انتقام لیا، ہمارا حق ہمارا طرف واپس کیا، ہمارے
 ذہنی ہمارے امت کا تدارک کیا، ہماری مدد کی اور ہمارے کام کا ذمہ دار بنا لیا کہ ہمارے
 ذہنی ان لوگوں پر احسان کرے جو زمین میں ضعیف بنائے گئے تھے، اور اس نے ہمیں پر
 ختم کیا جس طرح ہم سے اختلاف کیا تھا۔ یقیناً میں امید رکھتا ہوں کہ تم پر اس طرف سے
 جو نہیں آئے گا جس طرف تم پر نزول غیر ہوا تھا اور اس طرف سے خدا کے حکم کے خلاف آئی تھی
 اور اسے الگ بیت! ہماری توفیق صرف اللہ سے ہے۔ اسے اہل الکوفہ! تم ہمارے مکمل محبت
 اور مستند ہوتے ہو۔ تمہی ہو جو اس سے متغیر نہیں ہوئے۔ اور اس سے تم کو
 دلچسپ رکھنا تھا نہ پھر رکھا، حتیٰ کہ تم نے ہمارا زمانہ پایا، اور اللہ تم پر ہماری دولت سے آیا
 تم ہی ہمارے ساتھ سید قرین اور ہم پر کرم ترین ہو۔ میں نے تمہارے وظائف
 میں سب سے درجہ کا افساد کر دیا ہے۔ پس متعجب نہ ہو جاؤ کہ میں مباح کرنے والا کثیر العطاء

اور عطیہ کر کے دانا خضبناک ہوں۔

ابوالباس کو اس وقت بخار چھڑا ہوا تھا۔ اس کا بخار شدید ہو گیا، وہ ستر پر بیٹھ گیا اور اس کو چار دود ستر کی سیٹھریوں پر کھڑا ہوا، اس نے کہا: تم ہے خدا کی شکر اس کا جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہمارے طرف دشمنی میرا شہید کر دی جو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پہنچی ہے۔ اے لوگو! اب دنیا کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور اسکے پردے کھل گئے۔ اس کی زمین اور اس کا آسمان چمک اٹھا اور اس کا آفتاب اپنے مطلع سے طلوع ہو گیا۔ چاندنی جالو بطور سے ظاہر ہو گیا، کہاں اسکے بنانے والے کے ہاتھ میں آگئی اور تیر اسی ٹکڑے اس آگیا جہاں سے نکلا تھا۔ حق اپنے نصاب میں تمہارے نبی کے اہل بیت کے اندر آگیا جو تمہارے ساتھ رافت و رحمت اور تم پر مہربانی کرنے والے ہیں۔ اے لوگو! وہ ہم میں کام کی طلب میں اس کو نہیں لکھے کہ چاندی سونے کی مقدار بڑھائیں، اور نہ ہم نہر کھودیں گے اور نہ قصہ بنائیں گے۔ بلکہ انھوں نے جو بار حق پھینک دیا تھا اس پر ہمارے غصے اور اپنے نبی محمد کے لئے ہمارے غضب، اور اس کراہت نے جو تمہارے امور کی خرابی دیکھ کر ہم محسوس کرتے تھے ہمیں اس کام کے لئے نکالا ہے۔ تمہارے امور کی خرابی سے ہم اپنے فرشتوں پر ایسا محسوس کرتے تھے کہ شدت گرامیں ہمارے ہمارے کیا جاتا ہے۔ تمہارے حق میں نبی امیہ کی بری سیرت اور ان کا تمہارے حقوق دہلیزا اور تمہارے حق اور صداقت اور معاملات تمہاری بجائے اپنے لئے مخصوص کر لینا ہم پر گراں گزرتا تھا۔ تمہارے لئے ہم پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا امداد اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امداد اور عباس رحمۃ اللہ کا امداد ہے۔ ہم تمہارے درمیان اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ اللہ کی کتاب کے مطابق عمل کریں گے اور عام و خاص کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش پر چلیں گے۔ ہلاکت ہو ہلاکت ہو نبی محبوب نبی امیہ اور نبی مردان کے لئے۔ انھوں نے اپنی مدد میں عاجلہ کو آجلہ پر اور واہ فانیہ کو اقصیہ پر ترجیح دی۔ وہ گناہوں کے مرتکب ہوئے اور غلو نے خلعت کے ساتھ ظلم کیا۔ محارم کی ہتک کی، براءم کے ساتھ پیش آئے اور ہندوں کے ساتھ اپنے برتاؤ اور ملکوں میں اپنے چلن میں جو کر کیا، وہ معاصی کی اہل اور

کے ساتھ بچے اور گھڑی کے میدان میں انھوں نے دوڑ لگائی۔ اور اللہ کے استہراج اور اس کے کرم سے نادانوں اور بے خوف رہے۔ اللہ کا عذاب راتوں رات آگیا اس حال میں کہ وہ موٹے ہوئے تھے اور جب صبح ہوئی تو وہ محض افسانہ تھے، بالکل پارہ پارہ ہو چکے تھے۔ دور ہد ظالم قوم۔ اللہ نے ہمیں مردان سے نازل کیا وہ اللہ کی طرف سے دھوکہ کھا گیا، اور اللہ کے دشمن کی نگاہ میں بے نیل چھوڑ دی گئی۔ حتیٰ کہ وہ خود اپنی چھوٹی چھوٹی نیکیوں میں الجھ کر اوندھ بھڑار اللہ کا دشمن سمجھتا تھا کہ ہم اس پر قدرت نہیں رکھتے۔ اس نے اپنی ٹوٹی کو پکارا اور اپنے مکان کو جمع کیا اور اپنے لشکروں کو بھیجا، اگر اس نے اپنے تگے اور تیرچھے دائیں اور بائیں اللہ کے کمر اور اس کے عذاب اور اس کے انتقام کا وہ سالن پایا جس نے اس کے بائیں کو ہلاک اور اس کی گرجا کو ٹکڑ کر دیا۔ اس پر برا بھیر ڈال دیا اور چار مشرف اور چار ہی عزت زندہ کی یہ ہماری طرف ہمارے حق اور ہماری وراثت واپس کر دی گئی۔

اسے لوگو! امیر المومنین، اللہ ان کی قوی امداد کرے نماز کے بعد اس نے منبر پر دوبارہ آئے کہ وہ کلام مجید کو دوسرے کلام سے خلط ملط کرنا چاہتے تھے۔ اور اپنے کلام کو پورا کرنے سے جس چیز نے ان کو روک دیا وہ بخار کی شدت ہے۔ امیر المومنین کے لئے اللہ سے عافیت کی دعا کرو کہ اللہ نے تم پر مردان کے ہندے جو اللہ کا دشمن اور شیطان کا خلیفہ اور ان مغلوں کا پیروں ہے جنہوں نے بیدار دین اور آستانہ حرمیم مسلمانوں سے زمین میں نسا ابر پا کر دیا، اس کے بعد کہ اس کی اصلاح ہو چکی تھی، ایک ایسے تروتازہ اور درامد اسطے نوجوان کو بھیجا جو اپنے ان نیک اسلاف کا مقتدی ہے جنہوں نے معاملہ بدنی اور سنا بیج تقویٰ سے زمین کی اصلاح کی اس کے بعد کہ وہ بگڑ چکی تھی۔ واپس دیکھنے لگے۔ پھر راکھ دے گا، اسے اہل انکسوف اللہ کی قسم، ہم اپنے حق میں براہ مظلوم اور مستغور رہے حتیٰ کہ اللہ نے ہمارے شیعہ اہل خراسان کو اٹھایا اور ان کے ذریعہ جو حق زندہ کیا اور ان کے واسطے سے ہمارے رحمت روشن کی اور ان کی وجہ سے ہماری دولت ظاہر کی۔ اور انھوں کے واسطے سے اللہ نے تم کو وہ شے دکھائی جس کے تمام شکر نہیں رہے۔ اس نے تمہارے درمیان فجا لاشم میں سے خلیفہ ظاہر کیا اور اس کے ذریعہ تمہارے چہرے روشن کئے اور اہل، انعام سے چین کر تم کو دولت عطا کی۔

اور تھاروی طرف منقزل کی۔ اور اسام کو عزت دی اور تم پر ایک ایسا نام مقرر کر کے احسان کیا جس کو اس نے عدالت اور حسن سیاست مطلقا کی ہے، جو کچھ اللہ نے تم کو دیا ہے اس کو شکر کے ساتھ خود اور چاروں اہل امت لازم کر لو اور خود اپنے آپ سے خدح نہ کرو کیونکہ امر تمھارا امر ہے۔

مراد الہیہ کا ایک مصر ہوتا ہے اور تم ہمارے مصر ہو۔ البتہ تمھارے اس منہر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی خلیفہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب اور امیر المؤمنین عبد اللہ بن محمد (یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ سے ابوالعباس اس سفاح کی طرف اشارہ کیا) کے سوا نہیں پھر سلا۔ اور جان لو کہ یہ امر ہم میں سے نکلتے والا نہیں ہے حتیٰ کہ ہم اس کو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سپرد کر دیں گے۔ محمد ہے خدا کی اس بلا پر جو اس نے ڈالی اور اس شخصیت پر جو اس نے مطلقا کی۔

پھر ابوالعباس ائمہ داؤد بن علی، اس کے آگے عتاسی کہ وہ قصر میں داخل ہو گیا اور اپنے بھائی ابو جعفر منصور کو لوگوں سے حیرت لینے کے لئے مسجد میں بھیجا گیا۔ وہ بیت ایشارہ یعنی کہ ان کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتی پھر سرف کی، اور ان پر سات تھاروی ہو گئی۔ پھر وہ قصر میں چلا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ داؤد بن علی نے جب تقریر کی تھی تو اپنے کلام کے آخر میں کہا تھا کہ میں سے لوگو! واللہ تمھارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سوا علی بن ابی طالب اور اس امیر المؤمنین کے جو میرے پیچھے ہے اور کوئی خلیفہ نہیں ہوا پھر وہ دونوں اترے اور ابوالعباس نے نکل کر حمام میں پر ابوترک کے لشکر میں پڑاؤ کیا اور اس کے ساتھ ایک ہی جگہ تعمیر اس طرح کہ دونوں کے درمیان صرف ایک پردہ تھا۔ اس زمانہ میں سفاح کا حاجب عبد اللہ بن ہشام تھا۔ اس نے اسکاؤ اور اسکی سرزمین پر اپنا جانشین اپنے چچا داؤد بن علی کو بنایا اور اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو دونوں بن نہ یہ کہ طرف شہر نہ دیکھیا اور اپنے بھائی عیسیٰ بن یونس کو انھیں بن خلیفہ کی طرف بھیجا جو اس زمانہ میں واسطہ میں ابن ابیہرہ کامیاب ہوئے تھے۔ اور عیسیٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن خلیفہ کے پاس الہدائن بھیجا اور ابوالیقظان عثمان بن عمرو بن محمد بن عمار بن یاسر کو ہشام بن ابیہم بن ہشام کے پاس الاماز بھیجا۔ اور سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن سلیمان کی طرف بھیجا۔ سفاح چند ماہ تک اس میں رہا پھر وہ

سے چل کر مدینہ طہاشیر کے قصر امانہ میں اترا وہ اپنے اس نقل مکان سے قبل دو ستمہ پر بارہو چکا تھا، حقیقی کہ اس نے یہ بات محسوس کر لی۔

اور کہا جاتا ہے کہ داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ دونوں بنی العباس کے العراق کی طرف جاتے وقت الشام میں نہ تھے بلکہ وہ العراق میں یا کسی اور جگہ تھے، پھر وہ دونوں الشام کے املا سے نکلے اور ستمہ میں ابو العباس اور اسکے اہل بیت انکو ڈھاتے ہوئے دو مہرہ الیخندل پر لے داؤد نے ان سے ان کا ماجرا پوچھا ابو العباس نے اس سے ان کا قصہ بیان کیا اور اسے بتایا کہ وہ انکو ڈھاتے ہیں تاکہ وہیں پہور کر میں اور اپنا امر ظہر کر دیں، اس پر داؤد نے اس سے کہا: اے ابو العباس! تم انکو ڈھاتے ہو۔ حال اس کہ شیخ بنی امیہ مروان بن محمد العراق کے سر پر عمان میں اہل الشام و ہجرہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور شیخ العرب یزید بن ہبیرہ العراق میں شہر ب کے ساتھ موجود ہے؟ ابو العباس نے جواب دیا کہ اسے میرے چچا جس نے زندگی محبوب رکھی وہ ذلیل ہو گیا، پھر امشی کا یہ قول مثال میں پیش کیا۔

فما صبتہ ان متواخیر عاجز ہوا اذا ما قالت النفس غلوا
اگر میں عاجز ہو کر بغیر مردانہ قویاں عادی نہ رہتا تو جبکہ نفس کو اس کا غولی چاک کر دے۔

پھر دلو اپنے لئے نہ سفاکی طرف متوجہ ہو اور اس سے کہا: داند تیرے چچا کے بیٹے نے سچ کہا۔ ہم اسی کے ساتھ یا عزت کا رہنا چاہیں گے یا عزت کی موت مر جائیں گے وہ سب واپس ہو گئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ جب ان کے ہمراہ سے انکو ڈکی طرف نکلنے کا ذکر کرتا تو کہتا تھا کہ چودہ آدمیوں کا ایک گروہ اپنے گھروں اور اہل و عیال میں سے نکلا، وہ جو شے طلب کرتے تھے اپنی عظمت بہت کے سبب طلب کرتے تھے ان کے نفوس کبیر اور ان کے قلوب شدید تھے۔

الزب میں مروان کی ہنرمیت کا ذکر

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ تحلیہ نے ابو عون عبد الملک بن یزید الاموی کو شہر زور کی طرف بھیجا تھا، اور وہ عثمان بن سفیان کو قتل کر کے ناحیہ الموصل میں منقہم ہو گیا تھا۔ اور یہ کہ

مروان بن محمد مروان سے اس کی طرف چلا حتیٰ کہ الزاب پہنچا اور ایک خندق کھود لی۔ وہ اس وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ تھا۔ اور اس سے ابو عون الزاب کی طرف چلا۔ ابو سلمہ نے ابو عون کی طرف عینہ بن موسیٰ اور نہال بن قساک اور اسحاق بن طلحہ کو بھیجا جن میں سے ہر ایک تین تین ہزار فوج کے ساتھ تھا۔ جب ابو العباس تل ہر ہوا تو اس نے سلمہ بن محمد کو دو ہزار فوج کے ساتھ اور عبد اللہ الطائی کو ڈیڑھ ہزار فوج کے ساتھ اور عبد الحمید بن ربیع الطائی کو دو ہزار کے ساتھ اور دو اس بن نضہ کو پانچ سو کے ساتھ ابو عون کی طرف بھیجا۔ پھر کہا: میرے اہل بیت میں سے کون مروان کے مقابلے پر جانا ہے؟ عبد اللہ بن علی نے کہا: میں۔ ابو العباس نے اس سے ابو عون کے پاس بھیجا اور وہ اسکے پاس چاہیچھا۔ ابو عون نے اپنے سر پر وہ اس کے لئے خالی کر دیئے اور ان میں جو کچھ تھا اس کے لئے چھوڑ دیا۔ جمادی الآخر سنہ ۱۳۲ کو عبد اللہ بن علی نے گھاٹ کے متعلق دریافت کیا، چنانچہ اسے الزاب کا راستہ دکھایا گیا اور اس نے عینہ بن موسیٰ کو حکم دیا جو یا پھر ہر فوج کے ساتھ عبور کر گیا اور مروان کے لشکر کے سامنے پہنچا۔ اس نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ شام چو گئی اور وہ عبد اللہ بن علی کے پاس واپس آ گیا۔ دوسرے دن صبح کو مروان نے دریا پر پل بند ہوا یا اور اس سے عبور کر کے آیا۔ ان کے وراء نے اس کو اس سے منع کیا مگر اس نے ان کی بات نہ مانی اور اپنے بیٹے عبد اللہ کو بھیجا عبد اللہ بن علی کے لشکر سے نیچے جاتا رہا۔ عبد اللہ بن علی نے المخارق کو چار ہزار فوج کے ساتھ عبد اللہ بن مروان کی طرف بھیجا اور اس سے ابن مروان نے ولید بن معاویہ بن مروان بن الحکم کو اس کی طرف بھیجا، وہ فوج کی مشق بھڑکائی جس میں مخارق کے اصحاب بھاگ نکلے لیکن خود مخارق ثابت قدم رہا اور ایک ہلاکت کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ ابن مروان نے ان لوگوں کو مقتولین کے سروں سمیت مروان کے پاس بھیجی اور ان نے حکم دیا کہ قیدیوں میں سے ایک شخص کو میرے پاس لاؤ، مخارق لایا گیا، وہ خلیف تھا، مروان نے کہا: تو ہی مخارق ہے؟ اس نے کہا: میں اہل لشکر کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں، مروان نے پوچھا: کیا تو مخارق کو جانتا ہے؟ اس نے کہا: اہل مروان نے کہا: تو بیکہ کیا مجھے ان سروں میں وہ نظر آتا ہے۔ اس نے ان سروں میں سے ایک کی طرف نظر کی اور کہا: وہ ہے مروان نے اس کو چھوڑ دیا۔ مروان کے ایک راعی نے جب

مخارق کی طرف دیکھتا اور وہ اسے نہیں جانتا تھا تو کہا، اللہ ابو مسلم پر لعنت کرے کہ وہ لوگوں کو ہمارے مقابلہ میں مانتا ہے اور ان کے ساتھ ہم سے متفقہ کر رہا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مخارق نے جب سروں کی طرف نظر کی تو کہا، میں اس کا سر ان سروں میں نہیں دیکھتا، میں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ چلا گیا۔ پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔

جب اس ہزیمت کی خبر عبد اللہ بن علی کو پہنچی تو اس نے بھانپنے والوں کے رستے پر لوگوں کو بھیجا تاکہ ان کو لشکر میں داخل ہوتے سے روکیں اور وہ اہل لشکر کو گٹھڑے لگے۔ ابو عوف نے اس کو مشورہ دیا کہ مردان سے جنگ نہ کرنے میں جلدی کرے، قبیلہ کے کھنڈرات کا معاملہ ظاہر ہو اور لوگوں کے دل بٹھا دیں۔ اس نے فوج میں سنا دیا کی کہ تھیرا لگا لیں اور جنگ کے لئے نکلیں، لوگ ہوا ہوئے، اس نے اپنے لشکر پر محمد بن رسول کو نائب کیا اور مردان کی طرف چلا، اور اپنے بیٹے پر ابو عوف اور یسہ و پر ولید بن معاویہ کو مقرر کیا، اور اس کا لشکر بیس ہزار سپاہ پر مشتمل تھا۔ بقول بعض اس میں بارہ ہزار آدمی تھے اور بعض نے کچھ اور تعداد بتائی ہے۔ جب دونوں لشکروں کی مشق بھیلے ہوئے تو مردان نے عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز سے کہا، اگر آج دن کو سورج ڈھل گیا اور انہوں نے ہم سے جنگ نہ کی تو ہمیں ہوں گے جو حکومت مسیح علیہ السلام کے سپرد کر دیں گے۔ اور اگر انہوں نے مردان سے قبل ہم سے جنگ شروع کر دی تو ان کے لئے دانا اور ایہ راجحونا۔ مردان نے عبد اللہ کے پاس پیغام بھیج کر سوا دھشت کی درخواست کی۔ عبد اللہ نے کہا، ابھی تم نہیں جھوٹا ہے۔ سورج ڈھلنے سے پہلے ہی میں اس کو گھوڑوں سے پامال کر دوں گا۔ انشا اللہ۔ مردان نے اہل اشام سے کہا، تمہیں جاؤ۔ ہم ان سے جنگ کی ابتدا کریں گے اور وہ سورج کی طرف دیکھنے لگا لیکن ولید بن معاویہ بن مردان بن الحکم نے جو مردان بن محمد کا داماد تھا حکم کر دیا۔ مردان غضبناک ہوا اور اس نے ولید کو گالی دی، ابن معاویہ نے ابو عوف سے جنگ کی۔ ابو عوف چپا ہوا کہ عبد اللہ بن علی کے پاس جا پہنچا، اس پر موسیٰ بن کعب نے کہا، اسے عبد اللہ باؤگوں کو حکم دے کہ گھوڑوں سے اتریں۔ چست انچہ ندادی گئی کہ اللہ میں آتے رہو، لوگ اتر گئے، نیزے تان لئے اور سواروں پر ٹوٹ پڑے، اور ان سے جنگ کی، اب اہل اشام پیچھے پڑنے لگے گو پاؤہ ہرٹے رہے ہیں۔ عبد اللہ بن علی بھٹایا تھا اور دھاکرنا جاتا تھا

کہ یار سب ہم کو ایک تیرے حق میں لڑتے رہیں گے۔ اس نے پکارا کہ اسے
اہل خراسان، ابراہیم کے خون کا بدلہ لو۔ یا محمد یا منصور۔ اور ان کے درمیان سخت قتال
ہوا۔ مروان نے قضا سے کہا: اگر پڑو۔ مگر انہوں نے کہا: بنی سلیم سے کہہ کہ وہ آتے ہیں۔
پھر اس نے سکا سب کی طرف حکم بھیجا کہ ہلا کر دو گراؤ انہوں نے کہا: بنی عامر سے کہہ کہ کلمہ
کریں۔ پھر اس نے انہوں کو حکم بھیجا کہ ہلا کر دو انہوں نے کہا کہ خطفان سے کہہ کہ حکم
کریں۔ پھر اس نے اپنے صاحب انشراط سے کہا: تو اگر اس نے کہا: خدا کی قسم میں اپنے
تئیں نشانہ نہ بنائوں گا۔ مروان نے کہا: واللہ میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ اس نے
جواب دیا: بخدا میں بھی چلا ہوتا ہوں کہ تو اس پر قادر ہوگا۔ اس دن مروان کا یہ حال
تھا کہ جہد بیکرتا تھا اس میں غلغلہ پڑ جاتا تھا۔ اس نے اسواں نکالنے کا حکم دیا۔ وہ نکالے
گئے اور اس نے لوگوں سے کہا: ثابت قدم رہو اور لڑے جاؤ۔ یہ مال تھا۔ سے ہی لئے
ہیں۔ لوگوں میں سے کچھ اس میں سے لینے لگے۔ اس پر اس سے کہا گیا: لوگ اس مال کی
طرف جھک پڑے ہیں اور تمہیں خوف ہے کہ وہ اس کو لے کر چلے جائیں گے۔ اس نے
اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم بھیجا کہ تو اپنے آدمیوں کے ساتھ اپنے لشکر کے لوگوں کی
طرف یا اوہ بن لوگوں سے مال لیا ہے ان کو قتل کر۔ اور ان کو روک دے۔ مجدد
اپنے علم اور اپنے آدمیوں کے ساتھ اور عجمی لوگوں میں شور مچ گیا کہ ہزیمت
ہزیمت۔ مروان بھاگ نکلا: فوج والے بھی بھاگے۔ اسی عالم میں اہل تور دیا گیا
اس روز جو لوگ غرق ہوئے وہ ان سے زیادہ نقص ہمارے گئے۔ اس روز غرق
ہونے والوں میں سے ایک ابراہیم بن الولید بن عبد الملک بن المخلوع بھی تھا۔ لوگوں
نے اسے غرق ہونے سے نکال لیا۔ عبداللہ نے اس پر یہ آیت پڑھی۔ **وَاِذَا كُنْتَ فَتًا**
يَسْكُو الْغَوْرَ فَاتُجْبِنَا كُنْ وَآخِرُ خَيْبٍ آتِي وَخَيْرُ نَاصِرٍ **اِنَّكَ كُنْتَ نَصِرٌ**
بعض لوگ کہتے ہیں: اسے تو عبداللہ بن علی نے انعام میں قتل کیا اس واقعے میں سعید بن
ہشام بن عبد الملک مار گیا: اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے عبداللہ نے انعام میں
قتل کیا۔

عبداللہ بن علی اپنے لشکر میں سات دن بقیع رہا۔

سعید بن العامر کی اولاد میں سے ایک شخص نے مروان کو غارت کرتے ہوئے کہا:

ابراہیم بن محمد بن علی اللام کے قتل کا ذکر

ہم اس کے قید کئے جانے کا سبب بیان کر چکے ہیں۔ لوگوں نے اس کی موت کے باب میں اختلاف کیا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ مروان نے اس کو عراق میں قید کیا اور سعید بن ہشام بن عبد الملک اور اس کے دونوں بیٹوں عثمان اور مروان، اور عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز، اور عباس بن الولید بن عبد الملک اور ابو محمد الشیفانی کو بھی قید کیا۔ ان میں سے عباس بن الولید اور ابراہیم بن محمد بن علی اللام اور عبد اللہ بن عمر بن العزیز اس واپس مر گئے جو عراق میں پھیلی تھی۔ پھر الزبیر بن مروان کی ہزیمت سے قتل جمعہ کے دن سعید بن ہشام اور اس کا ابن نعم اور اس کے ساتھ جو لوگ مجوس تھے سب لکھے اور انہوں نے قید خانہ کے محافظ کو قتل کر دیا اور قتل بھاگے۔ ان کو دہلی خزان اور ان غوغائیوں نے جو دہلی جمع ہو گئے تھے قتل کر دیا۔ اہل خزان نے جن لوگوں کو قتل کیا ان میں شراحیل بن مسلم بن عبد الملک اور عبد الملک بن بشر القلی اور صیہ کا جو متنا بطریق جس کا نام کوستان تھا، ابو محمد الشیفانی قید خان میں چھوڑا اور وہ لکھے والوں کے ساتھ نہ نکلا۔ اس کے ساتھ کچھ دوسرے بھی تھے جنہوں نے قید سے نکلنا درست نہ سمجھا۔ جب مروان القزازی سے شکست کھا کر آیا تو اس نے ان کو چھوڑ دیا، اور بعض کہتے ہیں کہ شراحیل بن مسلم بن عبد الملک ابراہیم کے ساتھ مجوس تھا۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے لٹنے رہتے تھے۔ ان دونوں میں محبت ہو گئی۔ ایک دن ایک آدمی شراحیل کی طرف سے ابراہیم کے پاس دودھ بکرا آیا اور اس نے کہا: تیرا بھائی تجھ سے کہتا ہے کہ میں نے اس دودھ میں اسے پیا اور اسے خوب پیا۔ میرا بھی چاہا کہ تو بھی اس میں سے پی لے۔ اس نے پی لیا اور اسی وقت اس کا جسم توڑنے لگا۔ یہ وہ دن تھا جس دن وہ شراحیل کے پاس جانا تھا۔ جب دیر ہوئی تو شراحیل نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ تجھے دیر ہو گئی ہے، کس شے نے تجھے روک لیا۔ ابراہیم نے جواب دیا: جب سے میں نے وہ دودھ پیا ہے جو تو نے بھیجا تھا، مجھے اہمال شروع ہو گئے ہیں، اس پر شراحیل اس کے پاس آیا اور اس نے کہا: قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے کہ میں نے آج نہ دودھ پیا اور نہ تیرے پاس

بھیجا۔ انشاء اللہ و ان شاء اللہ۔ ابھون۔ واللہ ترے ساتھ جیل گیا گیا۔ اس رات ابراہیم
 صوبہ اور صبح مردہ نکلا۔ ابراہیم بن ہر شہ نے اس کا مرثیہ کیا۔

فلا حذا اللہ عن مروان حظه	لکن عفا اللہ عنک قال امین
فیہ الامامہ و خیر الناس کلہم	وہیں الصفا علیہ والاسلام
فیہ الامامہ و خیر الناس کلہم	وہیں الصفا علیہ والاسلام
فیہ الامامہ و خیر الناس کلہم	وہیں الصفا علیہ والاسلام

میں اپنے تئیں مشہور ہوں کہ سمجھتا تھا لیکن مجھے قرآن کی ایک آیت نے جس میں دین کی نصرت
 ہے مقرر کر دیا۔ اس میں نام اور تمام لوگوں میں بہترین آدمی پناہ اور پتھر دیا اور
 مٹی کے درمیان پڑا ہے۔ اس میں وہ نام ہے جس کی مصیبت عام ہو گئی اور اس سے
 ہر آدمی اور مسکین کو محتاج کر دیا۔ اللہ مردہ کو اس غلطی سے معاف نہ کرے۔ لیکن اسکو
 معاف کر دے جو اس پر آمین کہے۔

ابراہیم بنیک، فاضل اور کریم آدمی تھا۔ ایک دفعہ ائمہ شیعہ گیا تو وہاں کے باشندوں میں بہت
 مال تقسیم کیا۔ ابو عبد اللہ بن ابراہیم کو پاس دیا۔ اچھے اور جعفر بن محمد کو ایک ہزار دینار بھیجے۔ اسی
 طرح اس نے جماعت علویین کو بہت مال بھیجا۔ پھر حسین بن زید بن علی اس کے پاس آئے
 وہ اس وقت بچہ تھے۔ ابراہیم نے ان کو اپنی گود میں لایا اور پچھلے نام کون جو بولے اس
 حسین بن زید بن علی ہوں ابراہیم ہوا حتیٰ کہ اس کی چادر تر ہو گئی۔ اس نے اپنے کو
 کو حکم دیا کہ جو کچھ مال باقی ہے فاد۔ وہ چار سو دینار لایا۔ ابراہیم نے وہ حسین بن زید کو دیدیئے
 اور ان سے کہا: اگر چار سو سے پاس کچھ اور ہوتا تو میں وہ بھی تم بچا کو دیتا۔ اس نے حسین بن
 زید کے ساتھ اپنے حوالیہ سے ایک کو ان کی ہاں رابطہ نہایت جلد مالک بن محمد بن ابراہیم
 کے پاس بھیجی تاکہ ان سے خدمت کرے۔ وہ سب سے پہلے پیدا ہوا۔ اس کی ہاں
 ایک برہمنی ہم وہ تھی جس کا نام مٹی تھا۔ اس کے قتل کا ذکر مروان بن زید سے قبل
 ہوا چاہئے تھا لیکن ہم نے اس کو اس نے پہلے بیان کیا کہ اس کے والد نے اس کو قتل کیا۔

مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کے قتل کا ذکر

اسی سال مروان بن محمد قتل کیا گیا۔ اس کا قتل احوال مصر کے مقام کو مصر میں

تھا میں ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۲ کو ہوا۔ جب مروان کو عبداللہ بن علی نے اصحاب میں شکست
 دی تو وہ مدینہ المومنین آیا جہاں ہشام بن عمر الشعملی اور بشر بن خزیمہ الاسدی تھے۔
 ان دونوں نے آپ کا استقبال کیا۔ ہشام نے ان کو پکا۔ کہ یہ تو میرا مونسین مروان ہیں لیکن
 ان لوگوں نے کہا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ میرا مونسین بھی نہیں جانتا۔ اہل المومنین نے اس کو
 گھیرا اور کہا: اے عبداللہ، اے عیسیٰ، اس خدا کا شکر ہے جس نے تیری حکومت
 ختم کر دی اور تیری دولت مٹا دی۔ اس خدا کا شکر ہے جو ہمارے نبی کے اہل بیت کے
 ہمارے پاس لے آیا۔ جب مروان نے یہ سنا تو ایک اور شہر کی طرف چلا گیا اور وہاں
 سے وجہ مہر کیا اور مروان پہنچا۔ وہاں اس کا بھتیجا ابان بن زیاد بن محمد بن مروان اس کا
 عامل تھا۔ وہاں وہ نہیں دن اور کچھ روز ٹھہرا۔ عبداللہ بن علی چل کر المومنین پہنچا اور وہاں
 داخل ہوا اور ہشام کو المومنین سے معزول کر کے محمد بن سول کو عامل قرار کیا۔ پھر مروان بن محمد
 کے پیچھے ہٹا اور جب عبداللہ اس کے قریب پہنچ گیا تو مروان نے اپنے اہل دیہات کو سارے
 کیا اور وہاں سے بھاگ نکلا۔ وہ مدینہ مروان میں اپنے بھتیجے ابان بن زیاد کو چھوڑ گیا
 جس کے نکات میں مروان کی بیٹی ام شکان تھی۔ جب عبداللہ بن علی مروان پہنچا تو ابان
 یہاں شہار کے ساتھ اس سے ۱۶ اور اس سے بیعت کی عبداللہ نے اس سے بیعت لی اور
 وہ اس کی اخلاصت میں داخل ہو گیا۔ عبداللہ نے اس کو اور ان کو جو مروان کا بھائی بہن ہیں
 تھے امان دے دی۔ مروان صحران پہنچا۔ یہاں کے باشندہ اس سے بیعت و طاعت کے ساتھ
 لے کر وہاں دو تین دن ٹھہرا۔ پھر یہاں سے چل نکلا۔ جب ان لوگوں نے اس کے
 ساتھیوں کی قلت دیکھی تو انہیں اس کے حق میں شیع پیدا ہوئی اور انہوں نے کہا: یہ تو
 مرعوب بھگڑا ہے۔ اس کے جانے کے بعد انہوں نے اس کا تعاقب کیا اور چند میل پر
 اسے جا پنا۔ اس نے جو گھوڑوں کی گرد دیکھی تو ان کے لئے کہیں گا۔ میرا چھپ گیا۔ جب وہ
 کہیں گا۔ وہ گھڑے گئے تو مروان نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے پیچھے تھے ان کے مقابلہ میں
 صف بندی کی اور ان کو قہقہیں دیں۔ لیکن انہوں نے اس سے جنگ پر اصرار کیا۔ اس نے
 ان سے جنگ کی کہیں گا۔ میں پیچھے ہوتے ہوئی ان کے پیچھے سے حملہ آور ہونے لگا۔ اہل مومنین
 شکست کھا کر بھاگے اور مارے گئے حتیٰ کہ شہر کے قریب پہنچ گئے۔ پھر مروان دمشق پہنچا
 جہاں اس وقت ولید بن معاویہ بن مروان ولی تھا۔ مروان نے اس کو وہاں چھوڑا اور کہا:

ان سے لڑتے تھے۔ اہل الشام مجتمع ہو جائیں۔ مروان وہاں سے مل کر فلسطین آیا اور
 ہزار آبی فلسطین پر دستہ فلسطین پر حکم بن مہسان الجذامی کا بغل ہو گیا تھا۔ مروان نے عدنانہ
 الجذامیہ بن رافع بن زبایع الجذامی کے پاس پیغام بھیجا، اس نے مروان کو پناہ دینی لیکن
 بیت المال و حکم کے ہاتھ میں تھا۔ السفاح نے عبداللہ بن علی کو گھٹا تھا اور یہ حکم دے دیا
 تھا کہ مروان کا تقارب کرنا۔ ہے کہ وہ چلتا رہا حتیٰ کہ الموصل پہنچا، اس سے وہاں کے
 باشندہ سیاہ شعار کے ساتھ ملے اور انہوں نے اس کے لئے مدینہ کھول دیا۔ پھر وہ مروان
 گیا جہاں ابان بن یرید اس سے سیاہ شعار کے ساتھ ملا۔ جیسا کہ اوپر گزرا، اس نے اسے ان
 دنی عبداللہ نے وہ مکان خندم کر دیا جس میں ابراہیم قید کیا گیا تھا۔ پھر وہ مروان سے
 بیج گیا۔ وہاں کے باشندوں نے بھی سیاہ شعار ظاہر کیا وہ یہاں ٹھہرا، اہل قنسرین نے
 اس کے پاس اپنی بیعت بھیجی، اور اس کے پاس اس کا بھائی عبداللہ بن علی آیا، السفاح
 نے اس کو عبداللہ کی مدد کے لئے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا، وہ عبداللہ کے
 آنے کے دو دن بعد قنسرین میں گیا، یہاں کے باشندہ سیاہ شعار اختیار کر چکے تھے۔ وہ
 یہاں دو دن ٹھہرا، پھر جس کی طرف روانہ ہوا، یہاں کے باشندوں نے بیعت کی، اور
 وہ یہاں چند روز ٹھہرا۔ ثم بدلیک کی طرف گیا اور دو دن ٹھہرا، پھر حلا و نمرہ و دمشق
 میں انرا جو غوطہ کے قریبوں میں سے ایک قریب ہے۔ یہاں اسکے پاس اس کا بھائی صالح
 بن علی مدد لے کر آیا اور آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ مرج عذرا پر اترا۔ پھر عبداللہ کے
 باب شرقی پر اترا، صالح باب البجایہ پر، ابو عون باب کیسان پر، یسار بن ابراہیم
 باب الصغیر پر، حمید بن قحطبہ باب توہارہ اور حمید بن عبداللہ بن علی بن معنواں اور عباس بن زید
 اب العزادیں پر ترے۔ دمشق میں ولید بن معاویہ تھا۔ ان لوگوں نے اسے محصور کر لیا
 اور چار شہرہ کے دن پانچویں رمضان سنہ ۱۳۲ کو اس میں زور داخل ہو گئے۔ پہلا
 شخص جو دین کی فصل پر باب شرقی کی طرف سے چڑھا وہ عبداللہ الطالی تھا۔ اور جو تیسرا
 باب الصغیر سے چڑھا وہ یسار بن ابراہیم تھا۔ یہ لوگ دمشق میں تین گھنٹہ تک لڑتے
 رہے اور مقتولوں میں ولید بن معاویہ بھی مار گیا۔ عبداللہ بن علی دمشق میں پندرہ دن ٹھہرا
 پھر فلسطین کے ارادہ سے چلا جہاں اہل الارون سیاہ شعار کے ساتھ اس سے ملے۔ وہ
 ہزار آبی فلسطین پر پہنچا جہاں سے مروان گزر چکا تھا۔ عبداللہ فلسطین میں ٹھہرا اور شہر میں

یہی بن جعفر الہاشمی تھا۔ جب دہشت کے پاس اسکا سفاح کا نام آیا کہ وہ سفاح بن علی کو مروان کی
 فاحش میں بھیجے۔ سفاح تہرانی فطرس سے ذی القعدہ سنہ ۱۳۲ میں ہلا اس کے ساتھ
 ابن قتان اور عامر بن اسماعیل تھے۔ سفاح نے اپنے آگے ابو عون اور عامر بن اسماعیل
 کو روانہ کیا۔ یہ دونوں پہلے جتنی کہ العرب میں پہنچے، مروان نے اس کے دیگر دو جس قدر چارہ
 اور غلہ تقاسم ہلا دیا۔ سفاح ہلا اور یثیل پر اترا۔ پھر یہاں سے بھی آگے بڑھتی کہ اسکی
 پہنچا۔ اس کو خبر ملی کہ مروان کے سوار چارہ بھگتے پھر رہے ہیں، اس نے ان کی طرف تڑپ
 بھیجی جو ان کو سفاح کے پاس پہنچا لائے۔ وہ اس وقت الفطاط میں تھا۔ پھر وہ ہلا اور ایک
 مقام پر اترا جس کا نام ذات اسماعیل ہے۔ یہاں سے اس نے ابو عون اور عامر بن اسماعیل
 اسماعیلی اور شعیب بن کثیر المازنی کو الموصل کے سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ آگے بڑھایا۔
 مروان سے ان کی سہل بھیر ہوئی جن کو انہوں نے شکست دیدی اور ان میں سے بہتوں کو
 پکڑ لیا، ان میں سے بعض کو انہوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ رکھا۔ ان سے انہوں نے
 مروان کی نسبت پوچھا، انہوں نے اس شرط پر اس کی جگہ بتادی کہ ان کو امان دی جائے۔
 لوگ گئے اور اس کو بصرہ کے ایک گنبد میں اترا جو بابا، انہوں نے رات کے وقت اس سے
 جنگ کی۔ اس وقت ابو عون کے ساتھ کم آدمی تھے۔ عامر بن اسماعیل نے ان سے کہا:
 اگر صبح ہو گئی اور مروان کے ساتھیوں نے ہماری قلت دیکھ لی تو وہ ہمیں ہلاک کر دیں گے
 اور ہم میں سے کوئی نہ بچ سکے گا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی تلوار کا نیام تڑپھینکا اس کے ساتھیوں
 نے بھی بھی کیا اور مروان کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ ایک
 شخص نے مروان پر حملہ کیا اور اس پر نیزہ مارا۔ اور وہ اس کو جیسے جانتا تھا کہ کون ہے۔
 اس پر ایک پتھر ڈالا چھینکا کہ امیر المومنین گر گئے۔ یہ سیکر لوگ اس کی طرف بھیسے اور بالکل
 اس کے ایک شخص سب سے اول اس کے پاس جا پہنچا اور ابھی تھا اور اس نے اس کا
 سر کاٹ لیا، عامر نے اس کا سر لے لیا اور ابو عون کے پاس بھیج دیا اور ابو عون نے سفاح کے
 پاس بھیج دیا۔ جب اس کا سر سفاح کے پاس پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ اس کا سر ان کاٹ
 لی جائے۔ اس کی زبان کاٹ لی گئی اس کو جیش ہونے لگی اس پر سفاح نے کہا: نہ
 ہمیں کیا کیا عجائب اور عبرت کے سامان دکھا کہے۔ یہ مروان کی زبان ہے جسے
 ہمیشہ ہر دہا ہے۔ شاعر نے کہا: سہ

قال: ثم الله صبره عذوبة تكفو
 ذرا هلك الغابر الجعدى اذ ظن
 غدا لن يهلكه هلك بغير مرد
 وكان رثا من ذن انشر سنق
 اللہ نے عسرتو مار سے لئے بڑا فتح کر دیا اور قاجر جعدی کو ہاک کر دیا جبکہ اس نے
 ظلم کیا۔ اس کی زبان کو ایک جنبش نہ پائے گئی۔ اور اللہ کفر کرنے والوں سے
 انتقام لینے والا ہے۔

ساحج نے اس کا سر بلو عباس السفاح کے پاس بھیج دیا۔ ذی الحجہ کی دو راتیں باقی تھیں جب
 اس کا قتل ہوا۔ ساحج اشام و اس آگیا، ابو عون کو اس نے مصر میں بھیج دیا اور اسلحہ اموال
 اور غلام اس کے سپرد کئے۔ مروان کا سر جب السفاح کے پاس پہنچا وہ اسکو ذمہ لے لیا۔ اسکو
 دیکھ کر السفاح نے سجدہ کیا، پھر برا بھلا اور کہا احمد ہے اس ضد کی جس نے مجھے تجھ پر ٹال سکیا
 اور مجھے تجھ پر فتح عطا کی۔ میرا شمار تجھ پر اور تیرے دشمن دین قبیل پر باقی نہ رہا۔ اور
 یہ شعر پڑھا:
 لو بشيرون دعي العبد وشاردهم
 ولا دعا في هو لا خيط شروني

اگر وہ میرے دشمن، ان خون پیتے تو ان کا مینے والا سیراب ہوتا اور نہ ان کے خون
 میرے غنیمت کو سیراب کرتے ہیں۔
 جب مروان مارا گیا تو اس کے مینے عبد اللہ اور عبید اللہ رضی اللہ عنہما کی طرف بھاگ گئے۔
 اور ان کو جیشوں کے ہاتوں مصائب اٹھانے پڑے۔ جیشوں نے ان سے جنگ کی،
 عبید اللہ قتل ہوا اور عبد اللہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بچ نکلے اور وہ المہدی کی
 خلافت تک زندہ رہا۔ پھر اسے نصر بن محمد بن الاشعث عامل فلسطین نے پکڑ لیا اور
 المہدی کے پاس بھیج دیا۔

مروان جب مارا گیا تو عامر نے اس کینہہ کا رخ کیا جس میں مروان کا حرم تھا۔
 مروان نے عورتوں کی حفاظت ایک خادم کے سپرد کی تھی۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ انھیں
 اس کے بعد قتل کرے۔ لیکن عامر نے اسے پکڑ لیا اور مروان کی عورتوں اور اس کی بیٹیوں
 کو لے کر صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ اس کے سامنے
 حاضر ہوئیں تو مروان کی بڑی بیٹی نے غلام کیا اور کہا: اے امیر المومنین کے چچا! اللہ
 تبارک سے لئے وہ امر محفوظ رکھے جس کے محفوظ رہنے کا تو خواہشمند ہے۔ ہم تیری اور

تیرے بھائی اور تیرے ابن عمر کی بیسیاں ہیں، ہمیر تیرا عضو اسی طرح و بیع جو اسی طرح بخارا۔
 جو تم پر وسیع ہوا صلح نے کیا، اندہ کی قسم، میں تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔
 کیا تیرے باپ نے میرے بیٹے ابراہیم و امام کو قتل نہیں کیا؟ کیا ہشام بن عبد الملک
 نے زید بن حنی بن احمین کو قتل نہیں کیا اور اسکو ذہیں نہیں صلیب نہیں دی؟ کیا ولید بن
 زید نے یحییٰ بن زید کو قتل کر کے خراسان میں صلیب نہیں دی؟ کیا ابن زیاد الدامی نے
 مسلم بن عقیل کو قتل نہیں کیا؟ کیا زید بن معاویہ نے انصاریت بن علی اور ان کے ابن زیت
 کو قتل نہیں کیا؟ کیا اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل حرم نہیں گئے اور
 کیا اس نے ان کو سبایا کے مقام میں گھرا نہیں کیا؟ کیا انھیں اس کے پاس نہیں لایا
 گیا اس جلی میں کہ ان کا راسٹہ پھٹا ہوا تھا۔ پھر کیا چیز ہے جو مجھے تمھارے زندہ چھوڑنے
 پر آمادہ کر سکتی ہو؟ اس نے جواب دیا کہ: اتھرا راعضو ہم پر وسیع ہو۔ صلح نے کہا:
 اس پر منظور ہے، اگر تو چاہے تو میں اپنے بیٹے افضل سے بیری شادی کر دوں، اس نے
 جواب دیا: اس سے بہتر کوئی عروتہ ہوگی، لیکن آپ میں خزانہ بھیج دیں۔ اس نے انھیں
 حوان بھیج دیے۔ جب وہ وہاں داخل ہوئیں اور انھوں نے مروان کی منازل دیکھیں تو
 ان کے رونے کی آواز کیا بلند ہوئی۔

کہا جاتا ہے: ایک دن مروان کے قتل سے قبل بکیر بن مالان اپنے اصحاب کے
 ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ عامر بن اھمیل ان کے پاس سے گزرا اور وہ اس کو نہیں سنا
 گئے۔ وہ دجلہ پر آیا اور اس نے اس میں سے پانی پیا۔ پھر واپس چلا۔ بکیر نے اسے بلایا
 اور پوچھا: اسے جو ان تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: عامر بن اھمیل بن امھار سف۔ بکیر
 نے پوچھا: تو بنی سلیمہ میں سے ہے؟ اس نے کہا: ہاں میں بنی میں سے ہوں۔ بکیر نے کہا:
 اندہ کی قسم تو میں مروان کو قتل کر رہے گا۔ یہی بات تھی جس نے مروان کے قتل کے لئے عامر
 کی طرح تیز لو کر دی۔ جب مروان قتل کیا گیا اس کی عمر ۶۲ برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں ۶۵ برس
 کی تھی۔ اس کی حکومت کا زمانہ اس کی بیعت کے وقت سے اس کے قتل تک پانچ برس
 اس ہمزہ سوز دن تھا۔ وہ ابو عبد الملک کثیف کرنا تھا۔ اس کی مال ایک ام و لد تھی
 جو پہلے ابراہیم بن الاشتر کے پاس تھی پھر اسے محمد بن مروان نے ابراہیم کے قتل کے دن
 لے لیا، اور اس سے مروان پیدا ہوا۔ اسکی بہنا پر عبد اللہ بن عباس المظرف نے السفاح

تے کہا: شکر ہے اس خدا کا جس نے ابو بکر کے گم شدہ اور خلع کی لونڈی کے بچے کے بدلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بن عم عبدالمطلب کا بیٹا دیا، مردان کو ہمارا اور جد کی کالقب دیا رہا تھا۔ کیا کہ اس نے جد بن ارم سے خلیفہ قرآن اور قدر و غیرہ کا مذہب اخذ کیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ جد نے بدعتی تھا جس کو یحیون بن مردان نے نصیحت کی تھی، اس پر اس نے کہا: قرآن کی بکری تھی اس میں سے نیا وہ محبوب ہے جس کی تو پر رو کرنا ہے نہ یحیون نے اس کے حواس میں کہا: اللہ تجھے قتل کرے اور وہ ضرور تجھے قتل کرنے والا ہے۔ یحیون نے اس کے خلاف شہادت دی، ہشام نے اسے قاتل کیا اور کڑا دیا اور خالد القسری کے پاس بھیجا دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ لوگ مردان کی مذمت کے لئے اسے جد کی طرف نسبت دیتے تھے۔ مردان گورا تھا، اس کی آنکھوں میں بہت سرخ دورے تھے وہ بڑے سردار، سفید گھنی ڈالھی والا اور متوسط القامت تھا، وہ شجاع صاحب صوم تھا، لیکن اس کی عادت پوری ہو چکی تھی اس لئے اس کی شجاعت اور اس کا عزم اس کے کچھ کام نہ آیا۔

یہاں باقیار و شین مسجد۔

نئی امیرہ میں سے ان کا ذکر جو قتل کئے گئے

سدیفہ السفاح کے پاس داخل ہوا اور اس کے پاس سلیمان بن ہشام بن عبدالمطلب تھا اور السفاح نے اس کو عزت دی تھی۔ اس پر سدیفہ نے کہا:۔

لا یغیر ذلک ما تریم من وصال ۲ من تحت الضلوع ۳ آو ۴ دونا

فوضع السیفہ وادفع السوطا حتی ۵ لا تری فوق ظہرہا ۶ اخبونا

تو جو ان لوگوں کو دیکھ رہا ہے ان سے دھوکہ نہ کھا جا، کیونکہ پسلیوں کے نیچے ایک شدید تیار چھپی ہوئی ہے۔ تو تلواریں اٹھا اور کور، اٹھا حتیٰ کہ زمین کی چٹختہ پر ایک آنوی بھی نظر نہ آئے۔

سلیمان نے کہا: اسے شیخ تو نے مجھے قتل کر دیا۔ السفاح اندر چلا گیا، سلیمان کو کڑا دیا اور قتل کر دیا گیا۔

ایک دفعہ شہل بن عبد اللہ مولیٰ بنی ہاشم عبد اللہ بن علی کے پاس آیا، اس وقت اس کے پاس نئی امیرہ سے کتڑیاں فونٹے آدمی کھالے پر لپیٹے ہوئے تھے۔ شہل اس کو طرف

مقبول ہوا اور بولا۔

اصبح الملک ثابت الاساس بالہیا لیل من ہنی العباس
طلیوا وشرھا شمس فشقھا بعد امیل من الزمان و یاس
لا تکیکن عسد شمس عشارا واقطعن کل رقعة و غراس
ذئبا اخضر الشوق ذئبا وکھا منکھ کعشر المواس
ولقد غاطنی وغاھا سواہی قریبھم من نماروق وکراس
انزلھا بحیث انزلھا اللہ بلسان الفوان والاعباس
واذکرو اصغر العسین وریدا وقتلا بجا نب المہر امین
والقتیل الذی یحقون اضحی ثاریا بین عقریبة و ثنائس

عبد اللہ نے ان کے لئے حکم دیا اور ان کو نیا سون سے مارا گیا حتیٰ کہ سب قتل کر دئے گئے۔ ان پر
برسات بچانی اور اس پر کھانا کھایا۔ اور وہ ان میں سے بعض کے گراہنے کی آوازیں سن رہے تھے۔
حتیٰ کہ وہ سب مر گئے۔

عبد اللہ نے دمشق میں بنی امیہ کی قبریں کھودنے کا حکم دیا۔ معاویہ بن ابی سفیان
کی قبر کھودی گئی لیکن اس میں ایک جنازہ جیسے تاج کے سوا کچھ نہ پایا۔ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان
کی قبر کھودی گئی اس میں راکھ جیسا براہہ پایا گیا۔ عبد الملک بن مروان کی قبر کھودی گئی
اس کا صرف مجھ ٹلا۔ اسی طرح ہر قبر میں کوئی ایک عضو پایا گیا۔ سو اہشام بن عبد الملک
کے کہ وہ یزید کا پورا پایا گیا، اس کی ناک کے ٹخنوں کے سوا کچھ نہ ملا تھا۔ عبد اللہ نے
اس کو کھودوں سے فار اور اس کو سلیب پر لٹکایا اور اسے جلا کر اس کی راکھ ہوا اس
کا ادلی۔

اس نے بنی امیہ میں سے اس کے خلفاء کی اولاد اور دوسروں کو دھونڈ دھونڈ کر کھڑا کیا
اور ان میں سے کوئی نہ بچا، سوا ایک شیر خوار بچے کے یا اس شخص کے جو اللہ بس بچا گیا۔ اس نے ان
سب کو نہرانی فطر میں برقع کر دیا۔ ان لوگوں میں یہ بھی تھے جو قتل کئے گئے یا محمد بن عبد الملک بن
مروان بن یزید بن عبد الملک عبد الوارث بن سلیمان بن عبد الملک سعید بن عبد الملک (جنہیں کہتے
ہیں سعید اس سے قبل ہر چکا تھا) ابو جعدہ بن الولید بن عبد الملک۔ بعض کہتے ہیں ابو جعدہ بن زید بن جعدہ
بھی ان کے ساتھ قتل کیا گیا۔ عبد اللہ نے ان کی ہر شے خواہ وہ مال کی قسم سے تھی یا

کچھ اور غلط گئی۔ جب ان سے فارغ ہوا تو کہا:

بني امية قلب الخبيث جرمكم
فكيف لو ملكه بالاذل الماضي
يؤذيكم النفس ان النار جمعكم
لكن قد لا اقل الله عقركم
ان كان غيظكم ففوت منكم خقدكم
صنيت منكم بآل بني امية

بنی امیہ میں نے تمہارا ہی صلیب تباہ کر دی۔ اگر شہزادہ زمانہ میں تم نے مجھ سے کیسا ملوک
کہا تھا تو نفس کو خوشی ہوتی ہے کہ آگ تمہیں بھیج رہی ہے اس کی پشت تمہیں پہنچے
میرا لی یا کیسا بڑا بدلہ ہے۔ اللہ تمہیں اذیت سے نواٹھا ہے تم ایک ایسے شخص
کے ساتھ آزمائش میں ڈالے گئے جو جو شہزادہ کی طرح نہیں ہے جیسا کہ اگر غلط
تم پر ہوتا تو میں تم سے دوسری آزمائش میں ڈال دیتا جس سے
میرا غریب راستہ ہوتا۔

کہا بتا ہے کہ یوسف نے یہ شعر السخاخ کے سامنے پڑھے تھے اور اسی کے ساتھ یہ حادثہ پیش
آیا اور وہی تھا جس نے ان کو قتل کیا۔

سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے البصرہ میں بنی امیہ کی ایک جماعت
کو قتل کیا اور ان پر منقش بھاری کپڑے تھے۔ سلیمان نے حکم دیا کہ ان کی ٹانگیں کڑ
کڑ کر ان کو گسیٹا جائے۔ وہ سر کوں پر ڈال دے گئے اور کتوں نے ان کو کھایا۔ جب
بنی امیہ نے یہ حال دیکھا تو وہ بہت خوفزدہ ہوئے اور ان کے پاس پرالگ ہو گئے
اور ان میں سے جو چھپ سکے چھپ گئے ان چھپنے والوں میں عمر بن معاویہ بن عمرو
بن سفیان بن عتبہ بن ابی سفیان بھی تھا۔ وہ کہتا ہے: میں جہاں بچھا بچھا گیا
نہیں میرے لئے تنگ ہو گئی۔ سلیمان بن علی کے پاس بچھا، وہ مجھے نہیں پاتا تھا۔
میں نے اس سے کہا: غمروں نے مجھے تیری طرف بھیجا یا اور تیرے فضل نے مجھے تیری
راہ دکھائی، چاہے تو مجھے قتل کر دے کہ میں راحت پا جاؤں اور چاہے مجھے سلامت
واپس کر دے کہ بے خوف ہو جاؤں۔ سلیمان نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے اس کو
اپنی اصلیت بتائی، اس نے کہا: مر جاتا ہوں، تیری کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا:
وہ عزم میں کی حاجت کا سب سے زیادہ تو حقدار ہے اور ان سے تو سب سے

نرا وہ قریب کر پے ہمارے خوف کی وجہ سے خوف زدہ ہیں اور جو خوف زدہ ہو اس پر رحم کیا جاتا ہے۔ اس نے کہا: سلیمان بن علی خوب رویا پھر بولا: استدعا کرتا ہوں کہ اسے اور نیز اس کے بڑے بھائی کے عہد میں اس کی حفاظت کرے پھر اس نے اسحاق کو لکھا: اے امیر المومنین! بنی امیہ میں سے ایک آئے والا ہمارے پاس آیا۔ ہم نے چون کہ قتل کیا جائے ان کے حقوق کی بنا پر قتل کیا ہے، نہ کہ انعام کی بنا پر کیونکہ ہمیں اور انہیں جو منافق جمع کرنا ہے۔ رحم عطا کیا جاتا ہے قتل نہیں کیا جاتا، اور اسے اٹھایا جاتا ہے گریبا نہیں جاتا۔ اگر امیر المومنین کی رائے ہو کہ انہیں جھکو بخش دیں تو وہ ایسا کریں۔ اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ تمام ممالک کو ایک عام فرمان سمجھ دیں۔ ہم اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں اس نعمت پر جو اس نے ہمیں انعام کی ہے اور اس احسان پر جو اس نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔ اسحاق نے اس کی درخواست قبول کر لی اور یہ بھی امیر کی پہلی امانت ہے۔

جعیب بن مرۃ المری خلع

اسی سال جعیب بن مرۃ المری نے علویین کی دعوت قبول کی اور بنی العباس کی مخالفت جماعت جیسند میں شامل ہو گیا اور اہل شیعہ راہی حوران کو اس کے ساتھ تھے بنی ہر شیعہ یہ واقعہ اور اس کی بغاوت سے پہلے کا ہے۔ عبد اللہ ان لوگوں کی طرف گیا اور جعیب سے عقد وفاق پر گئے جعیب حوران کے قائدوں اور شیعہ سواروں میں سے تھا۔ اس کی بیعت کا سبب جان کا خوف اور موت کا ڈر تھا۔ بیس و غیرہ تباہی نے جو اس کے قریب تھے بیعت کر لی۔ اسی اثناء میں عبد اللہ کو ابو اور اس کے خرمج اور اس کی بیعت کی خبر پہنچی اس نے جعیب کو شیعہ کی جگہ دی اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ان کے ملک کے ابو اور اس کے عقاب پر مدد فرما کر

ابو اور داؤد اہل دمشق کی بغاوت

اسی سال ابو اور داؤد اہل دمشق نے امیر بنی العباس کی مخالفت کی اور اس کے قوا میں سے تھا خلع بیعت کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ مروان جب شکست کھانے لگا تو ابو اور داؤد قسریہ میں آئے کھڑے ہو ابو عبد اللہ بن علی و اس کے پیچھے ابو اور اس نے اس سے بیعت کر لی اور اس کے ساتھ اس کا لشکر بھی بیعت میں داخل ہو گیا۔ اس کے

قریب تھا بائیس اور پانچ سو بن ستر بن عبداللہ کی اولاد رہتی تھی، عبداللہ بن علی کے کلمہ کو
 میں سے ایک کلمہ بائیس پہنچا، اس نے ستر کے بیٹوں اور ان کی عورتوں کو بلایا، ان میں سے
 بعض نے ابوالور سے اس کی شکایت کی۔ وہ ایک مزدعوی سے جس کا نام خسان تھا، نکلا اور
 اس کلمہ کو اس کے ساتھیوں میں بٹا کر دیا۔ اور سفید شعار اختیار کر لیا، عبداللہ کی بیعت
 توڑ دی اور اہل قسرن کو بھی اس کی طرف بلایا، اور ان سب نے سفید شعار اختیار کر لیا، اس
 زمانہ میں الصفار المجرہ میں تھا۔ عبداللہ بن علی، حبیب بن مرہۃ المری سے تھا، اور ان و
 البقیہ کے علاقہ میں مشغول رہتا تھا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، جب عبداللہ کو اہل قسرن کے
 سفید شعار اختیار کرنے اور نفع بیعت کر لینے کی اطلاع پہنچی تو اس نے حبیب بن مرہ سے
 صلح کر لی اور ابوالور کے مقابلہ کے لئے قسرن کی طرف روانہ ہوا، دمشق پر سے گزرتے
 ہوئے اس نے ابو خاتم عبدالحمید بن ربیع الطائی کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ واپس بھجوا دیا،
 دمشق میں عبداللہ کے اہل خاندان اور اس کی اہلیات اولاد اور اس کا سالان تھا، جب وہ محض
 بیس تھا تو اہل دمشق بھی بڑے گئے اور انہوں نے بھی سفید شعار اختیار کر لیا۔ عثمان بن عبداللہ
 بن مرہۃ کا زوی کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ابو خاتم اور ساتھیوں سے مقابلہ کیا اور ان کی شکست
 دی اور اس کے اصحاب میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ عبداللہ نے جو کچھ سالان بھجوا تھا سب لوٹ
 لیا لیکن اس کے اہل و عیال سے کوئی تعرض نہ کیا، وہ سب مخالفت پر جمع ہو گئے۔ عبداللہ
 آگے بڑھا، ابوالور کے ساتھ اہل قسرن میں سے ایک جماعت لے گئی تھی، انہوں نے اپنے قریب
 حصہ و تدبر کے لوگوں کو بھی سکھاتھا، ان میں سے ہزاروں آدمی آگئے جو ابو محمد بن عبداللہ بن
 یزید بن معاویہ کے زیر علم تھے۔ ان لوگوں نے ابو محمد کی طرف لوگوں کو دعوۃ دی اور کہا: یہی
 وہ سفیانی ہے جس کا ذکر کیا جاتا تھا، یہ لوگ پالیس ہزار کی تعداد میں تھے، انہوں نے
 مرجع الاخرم پر چھانوٹی ڈالی۔ عبداللہ بن علی ان کے قریب پہنچا اور اس نے ان کی طرف
 اپنے بھائی عبداللہ بن علی کو دس ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ قسرن کی فوج کا مدد اور
 صاحب القتل ابوالور تھا، لکھنسان کا زن پڑا، فریقین کے بیٹ سے آدمی کم آئے،
 عبداللہ اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگے، ان میں سے ہزاروں قتل ہوئے اور وہ
 اپنے بھائی عبداللہ سے جالا۔ عبداللہ آگے بڑھا، اس کے ساتھ قواد کی ایک جماعت
 تھی، وہ بارہ مرجع الاخرم پر جنگ ہوئی جس میں ہزار کشت و خون ہوا، عبداللہ شاہتہ بن

۔ آنحضرت ابوہریرہ کے اصحاب بھاگ نکلے، وہ اپنی جماعت اور اپنے اصحاب میں سے پاسند آدمیوں کے ساتھ بھاگا، وہ سب کام آئے، ابو محمد اور اس کے ساتھی بھاگ گئے حتیٰ کہ عہدِ بلا پیشہ۔ عبداللہ نے اہل قسریٰ کو ایمان دیدی اور انہوں نے سیاہ شعرا اختیار کر لیا، اس بیعت کر لی اور اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے، پھر عبداللہ اہل دشمن کی طرف واپس ہوا کیونکہ انہوں نے بھی سفید شعرا اختیار کر لیا تھا۔ جب وہ ان کے قریب پہنچا تو لوگ بھاگ گئے اور ان کی طرف سے جنگ نہیں ہوئی۔ عبداللہ نے اہل دشمن کو ایمان دیدی اور انہوں نے اس سے بیعت کر لی اور اس نے ان سے اس بات پر جو ان سے کفار ہوئی تھی سواخذہ نہیں کیا۔ ابو محمد السیفانی برابر روپوش رہا اور بھاگتا رہا، وہ ارض البھاژ چلا گیا اور منصور کے زمانہ تک اسی سال میں رہا۔ منصور کے حال زیادہ بن عبداللہ بخاری کو اس کی جنگی اطلاع ہو گئی۔ اس نے سواروں کی ایک جماعت اس کی طرف بھیجی جنہوں نے اس سے جنگ کی اور اسے قتل کر دیا۔ اور اس کے دو بیٹوں کو قید کر لیا۔ زیادہ نے ابو محمد بن عبداللہ السیفانی کا سر اور اس کے دو بیٹوں کو بھیج دیا۔ منصور نے ان دونوں کو رہائی دیدی اور ایمان عطا کیا۔

کہا جاتا ہے عبداللہ اور ابوہریرہ کی جنگ حکیم ذی الجھر سنہ ۳۲ کو ہوئی۔

اہل البحریرہ کی تمیض اور ضلع بیعت

اسی سال اہل البحریرہ نے بھی تمیض اختیار کی اور ابو العباس السفاح کی بیعت کر لی اور حوران کی طرف چلے گئے، جہاں موسیٰ بن کعب السفاح کی فوج کے تین ہزار سپاہ کے ساتھ تھا، ان لوگوں نے وہاں اس کا محاصرہ کر لیا، لیکن اہل البحریرہ کا وہاں کوئی سردار نہ تھا جو ان کو جمع کرنے والا ہو۔ پھر اسحق بن مسلم العقیلی اور یحییٰ بن زید سے ان کے پاس آیا اور وہ اسی وقت وہاں سے چلے گئے، اہل البحریرہ اسے حوران کی قربت کی خبر پہنچی، اسی وقت اس پر جمع ہو گئے، اس نے موسیٰ بن کعب کو دو ہجینہ تک محصور رکھا، ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو ان فوج کے ساتھ جو واسطہ میں، جن بحیرہ کا محاصرہ کر کے جو سبقتیں بھیجی، دو قر قسپا اور الرقہ پر سے گزر، جہاں کے باشندے تمیض اختیار کر چکے تھے اور حوران کی طرف بڑھا۔ اسحق بن مسلم وہاں سے الہا، کی طرف چلا گیا۔ یہ سنہ ۳۳ کا

واقعہ ہے۔ موسیٰ بن کعب ہمدانی سے نکلا اور ابو جعفر سے آٹھ۔ اسحق بن مسلم نے اپنے بھائی
 بکاد بن مسلم کو ربیعہ کی طرف دلا اور مار دین بھیجا، ربیعہ کا رئیس ان دونوں کو روک رہا تھا۔ یہ میں سے
 ایک شخص تھا جس کا نام ربیعہ تھا۔ ابو جعفر نے ان کی طرف جانے کا قصد کیا اور ان سے
 ملائی تو انہوں نے اس سے سخت جنگ کی، ربیعہ سحر کے میں مارا گیا اور بکاد اپنے بھائی
 ابو اسحق کے پاس اتر بار واپس چلا گیا، اسحق نے اسے وہاں اپنے پیچھے چھوڑا اور خود
 اپنے لشکر کے بڑے حصہ کے ساتھ سمیساط چلا گیا، ابو جعفر الرضا کی طرف بڑھا۔ اس میں
 اور بکاد میں کئی دھڑائیاں ہوئیں، السباع سے عبد اللہ بن علی کو حکم بھیجا کہ وہ اپنی فوجوں
 کے ساتھ سمیساط جائے، وہ اڑھائی گز گیا اور سمیساط پر اسحق کے مقابل ہوا۔ اسحق کے ساتھ
 ساٹھ ہزار آدمی تھے اور دونوں کے درمیان ہر ذرا حال تھی اور ہر سے ابو جعفر الرضا
 سے بڑھا اور سات بیس تک سمیساط میں اسحق کو گھوروں رکھا، اسحق کہتا تھا کہ میری گردن
 میں ایک جیت ہے۔ میں اس کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ میں یہ نہ جان لوں کہ اس کا
 صاحب مر گیا یا مارا گیا، ابو جعفر نے اس کو پیغام بھیجا کہ مردان مارا جا چکا ہے۔ اس نے
 کہا کہ اس وقت تک نہیں مانوں گا جب تک مجھے یقین حاصل نہ ہو جائے، چنانچہ
 جب اسے مردان کے قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے صلح و امان کی درخواست کی، السباع
 کو اس کی نسبت لکھا گیا، اس نے حکم دیا کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو امان دی جائے۔
 اور اس کے متعلق ان کے درمیان ایک تحریر لکھی گئی، اسحق ابو جعفر کی طرف نکلا اور اس کا
 اس کا اچھا اثر تھا۔ اب اہل الجبہ پر وہ اہل الشام تسلیم ہو گئے، ابو العباس نے اپنے بھائی
 ابو جعفر کو الجبہ پر اور منبہ اقد اور حسان پر مقرر کیا اور وہ اپنی فوجوں سے رہا اسحق کو
 غلیفہ ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ عبد اللہ بن علی تھا جس نے اسحق بن مسلم کو امان دی۔

ابو سلمۃ الخمال اور سلیمان بن کثیر کا قتل

ابو العباس السباع اور اس کے ساتھی بنی ہاشم کے انکوائے کے موقع پر ابو سلمہ سے
 جو کچھ ظاہر ہوا تھا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ جبکہ وہ ان کے نزدیک مقیم ہو چکا تھا اور السباع
 اس سے گزرا تھا۔ وہ عام اعراس پر اس کے لشکر میں تھا۔ پھر وہاں سے مدینہ پہنچا
 طرف منتقل ہو گیا اور وہاں کے قصر الامارۃ میں اترے، وہ ابو سلمہ سے بیزار تھا اس نے

ابو مسلم کو اس کی نسبت اپنی رائے سنئی اور اے بتایا کہ وہ اس کے ساتھ گیا دھوکہ کرنا چاہتا تھا۔ ابو مسلم نے اس کو سمجھا کہ اگر امیر المومنین کو اس کی طرف سے اس معاملہ کی خبر پہنچتی ہے تو وہ اس کو قتل کر دیں۔ لیکن داؤد بن علی نے السفاح سے کہا، امیر المومنین آپ ایسا نہیں کریں گے، ابو مسلم اس کو آپ پر حجت بنائے گا۔ اور اہل غرامان جو آپ کے ساتھ ہیں اسی کے اصحاب ہیں اور ان میں اس کو جو حال ہے وہ معلوم ہے۔ آپ ابو مسلم کو سمجھئے تاکہ وہ اس کی طرف کسی کو بھیجے جو اس کو قتل کر دے۔ السفاح نے اس کو سمجھا۔ ابو مسلم نے مراد بن انس النضبی کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ وہ السفاح کے پاس آیا اور اس سے اپنے آنے کا سبب بیان کیا۔ السفاح نے مراد کی کو حکم دیا اس نے ندا کی کہ امیر المومنین ابو مسلم سے راضی ہو گئے ہیں۔ اور اس نے ابو مسلم کو ہلا کر کہا میں پہنچا یا۔ اس کے بعد ایک رات وہ اس کے ہاں گیا اور اس کے پاس بیٹھا رات حتیٰ کہ رات کا بڑا حصہ گزر گیا۔ پھر وہ اپنی فروگاہ پر تھکا دیکر آیا۔ اس کے بعد مراد بن انس اور اس کے ساتھ جو اس کے مددگار تھے ابو مسلم سے شغریں ہوئے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور کہا کہ اسے غوار چنے قتل کر دیا۔ اور وہ ان اسے نکالنا گیا، امیر یحییٰ بن محمد بن علی نے غار چنے ہی اور اسے انکو ذکے قریب مدینہ امپاشمیر میں دفن کیا گیا۔ اس پر سلیمان بن امیہ ابو الہیثم نے کہا۔

ان التو ذیر و ذیر آل محمد۔
 وہ ذیر جو ذیر آل محمد تھا وہ ہلاک ہو گیا۔ اب جو جس اہل بیت کرے وہ خود تہ یہ

ہو جائے۔

ابو مسلم کو ذیر آل محمد کہا جاتا تھا۔ اور ابو مسلم کو امیر آل محمد جب ابو مسلم قتل کیا گیا تو السفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو ابو مسلم کے پاس بھیجا جب وہ ابو مسلم کے پاس پہنچا تو اس کے ساتھ عبید اللہ بن الحسن کا عروج اور سلیمان بن کثیر بھی گئے سلیمان بن کثیر نے عبید اللہ سے کہا: اسے شخص ہم سید رکھتے تھے کہ تمہارا کام پورا ہو جائے گا۔ جب تم پہنچا ہو جس امر کثیر کی طرف وجوہ دو جس کا تمہارا دور کہتے ہو۔ اس سے عبید اللہ کو گمان ہوا کہ وہ ابو مسلم کی طرف سے کوئی جاسوس ہے، وہ ابو مسلم کے پاس گیا اور اسے اس بات کی خبر دی۔ اسے خوف ہوا کہ اگر اس نے ابو مسلم کو خبر دی تو وہ اسے قتل کر دے گا۔ ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو بلایا اور اس سے کہا کہ کیا تم نے امام کا مجھ سے یہ کہنا سنا ہے کہ تجھے جس پر شبہ ہو اسے

قتل کر دے۔ اس نے کہا: اے ابوسلم نے کہا: مجھے تجھ پر شبہ ہے، اس نے کہا: میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں۔ ابوسلم نے کہا: تو مجھ سے تمہیں نہ کھا کیوں کہ تو دھام کو دھوکہ دینے کا ارادہ رکھتا ہے، اور اس نے منہ پان کی گردن مارنے کا حکم دیدیا۔ ابوجعفر اسفاح کے پاس واپس آیا اور اس سے کہا: نہ تو عذیبہ ہے اور نہ تیرا حکم کوئی چیز ہے، مگر تو نے ابوسلم کو چھوڑ دیا اور اسے قتل نہیں کیا۔ اسفاح نے کہا: یہ کیوں کر؟ اس نے کہا: خدا کی قسم وہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ ابوالعباس نے کہا: اس بات کو پوشیدہ رکھ۔

اور کہا جاتا ہے کہ ابوجعفر ابوسلمہ کے قتل سے پہلے ابوسلم کے پاس گیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اسفاح جب ظاہر ہوا تو لوگوں نے باہر اس کا ردوائی کا چرچا کیا جو ابوسلمہ نے کی تھی۔ کسی نے جو وہاں تھا کہا: شاید اس نے ابوسلمہ کی رائے سے ایسا کیا ہو۔ اس نے اسفاح سے کہا: اگر یہ اس کی رائے سے ہے تو ہمیں ضرور ایک بلا پیش آنے والی ہے سو اس کے کہنا سے ہم سے دفع کر دے؟ اور اس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو ابوسلمہ کے پاس بھیجا تاکہ اس کی رائے معلوم کرے۔ وہ اس کے پاس گیا۔ اور اسے اس بات کی خبر دی جو ابوسلمہ سے ظاہر ہوئی تھی۔ اس پر اس نے مراد بن انس کو بھیجا اور اس نے ابوسلمہ کو قتل کر دیا۔

واسطامیں ابن ہبیرہ کا محاصرہ

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ زید بن ہبیرہ اور اہل خزاسان کے اس لشکر کا کیا سنا ہوا جو قحطیہ کے ساتھ اور پھر اس کے بیٹے الحسن کے ساتھ اس سے مقابل ہوا تھا۔ اور وہ کھڑے واسطی طرف شکست کھا کر بھاگا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ اس نے شکست کھا کر بھاگتے وقت بہت لشکر پر ایک جھڑپ متزکر دی تھی، وہ اس کو بیکر پلے گئے۔ زید سے جو شہرہ نے کہا: اب تو کہہ جاتا ہے حال آئن کہ ان کا سردار یعنی قحطیہ مارا جا چکا ہے، کیا تو انکو ڈھیلے کا؟ تیرے ساتھ کثیر لشکر ہے تو ان سے جنگ کر حتیٰ کہ یا تو مارا جائے یا فتحیاب ہو۔ زید نے کہا: نہیں، ہم واسطی جائیں گے اور وہیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔ جو شہرہ نے کہا: تو چاہتا ہے کہ اس کو اپنے نفس پر شکن کر دے تاکہ وہ تجھے قتل کر دے، یعنی بن ہبیرہ نے کہا: اگر تو مردان کے پاس ایک ایسی چیز کے ساتھ جانا چاہتا ہے جو اس کو ان شکروں

سے زیادہ محبوب ہے تو انفرات کو لازم کر لے ایضاً انفرات کے کنارہ کن رہ بیٹا جانتی کہ تو اس کے پاس پہنچ جائے، خبردار واسطہ نہ جائیو۔ کہہ نیکو دہاں تو محصور ہو جائے گا ۱۰۔
محموری کے بعد قتل کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس نے مذکار کیا وہ دراصل مروان سے خوف رکھتا تھا۔ کیونکہ مروان اس کو کسی کام کے لئے نکالتا تھا تو وہ اسکے خلاف کرتا تھا۔ اسلئے اسے خوف تھا کہ ہمیں وہ اسے قتل نہ کر دے۔ وہ واسطہ پہنچا اور وہاں تک بند ہو گیا۔

ابو سلمہ نے اس کی طرف حسن بن قحطبہ کو بھیجا اس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ پہلا سہم کہ ان دونوں کے درمیان چہار شنبہ کے دن ہوا۔ اہل الشام نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ ہمیں ان سے لڑنے کا اذن دے اس نے انہیں اذن دے دیا وہ نکلے، ابن ہبیرہ بھی نکلا، اس کے سینہ پر اس کا بیٹا داؤد تھا۔ ان کی صفوں میں جوئی۔ حسن کے سینہ پر خازم بن خرمیرہ تھا۔ خازم نے ابن ہبیرہ سے صلہ کیا، وہ اور اس کے ساتھی بھاگ نکلے، دو داؤد لوگوں سے بھر گیا، اسکے ساتھیوں نے ستون پھینکے، پھر اہل الشام واپس ہوئے حسن نے ٹپٹ کر ان پر حملہ کیا اور انہیں دبل کی طرف دھکیل دیا، اور اس میں ان کے بہت سے آدمی ڈوب گئے، اور انہوں نے ان کو کشتیوں پر جا کر بچایا۔ پھر وہ جنگ سے رک گئے، اور اس طرح سات دن تک ٹھہرے رہے۔ اسکے بعد دوبارہ ان کے مقابلہ پر نکلے، سخت جنگ ہوئی، اہل الشام نے بری طرح شکست کھائی، اور ٹھہر میں داخل ہو کر ٹھہرے رہے جنگ خدا نے چاہا۔ اور جنگ سے باز رہے سوا اس کے کہ کبھی کبھی تیر باری کر دیتے تھے۔ پھر ابن ہبیرہ کو خبر پہنچی اور ابھی وہ محصور ہی تھا کہ ابولسٹہ تغلبی نے میناء شاعر اختیار کر لیا۔ اس نے ابوامیہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ربیعہ میں سے کچھ لوگوں نے اس کے متعلق صحن بن خالد الشیبان سے گفتگو کی، اور انہوں نے ابن ہبیرہ کے قبیلہ خزارہ میں سے ثمن آدمی پکڑ لئے اور ان کو قید کر دیا ابن ہبیرہ کو گھایاں دیں اور کہا: جو لوگ ہمارے قبضہ میں ہیں ان کو ہم نہیں چھوڑیں گے جب تک ابن ہبیرہ ہمارے آدمی کو نہ چھوڑے گا۔ لیکن ابن ہبیرہ نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ثمن اور عبدالرحمن بن شبرہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت اس سے الگ ہو گئے۔ ابن ہبیرہ سے کہا گیا کہ یہ لوگ تیر سے شدہ سوار ہیں جن کو تو نے بگاڑ لیا ہے اگر تو اسی پر ہمارا تو رو نہ تجھ پر ان لوگوں سے زیادہ شدید ہو جائیں گے جو تجھے اس وقت محصور رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے ابوامیہ کو بلایا اسے

یہاں پہنچا اور اس کو چھوڑ دیا۔ اس سے وہ لوگ درست ہو گئے اور اسی حالت پر وہاپس آ گئے جس پر تھے۔ ابو نصر مالک بن اشیم ناحیہ سجستان سے ہمسکن کے پاس آیا۔ انھوں نے ابو نصر کے آنے پر اسفاح کے پاس ایک وفد بھیجا اور اس وفد پر فیضان بن عبد اللہ انحرانی کو مقرر کیا۔ خیال ان میں انھوں نے رنج رکھتا تھا کہ اس نے اسے روج بن حاتم کے پاس اس کی ملک کے لیے بھیجا تھا جب وہ اسفاح کے پاس پہنچا تو اس سے کہا: میں گاہی دیتا ہوں کہ تم امیر المومنین اور اللہ کی حبلی اُمّیں اور امام المستقرین ہو، اسفاح نے کہا: اسے خیال تیرا کیا حاجت ہے، اس نے کہا: جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔ اسفاح نے کہا: اللہ نے مجھے معافی دی۔ فیضان نے کہا: اے امیر المومنین! تم ہمارے اوپر اپنے خاندان میں سے ایک شخص مقرر کر کے احسان کرو۔ اسفاح نے کہا: کیا تم پر ہمارے بھائی بیت میں سے حسن بن قوطبہ نہیں ہے؟ اس نے کہا: اسے امیر المومنین! ایسے اہل بیت میں سے ایک شخص ہم پر مقرر کر کے ہمیں ممنون کرو۔ تاکہ ہم اس کو دیکھ سکیں اللہ کی کریم! اس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو اس کے خراسان سے واپس آنے پر ابن ہبیر سے لڑنے کے لیے بھیجا اور حسن کو لکھا کہ لشکر تیار ہے اور سپہ سالار تیرے ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی وہاں حاضر رہے۔ تو اس کی سمیع و طاقت کر اور اس کی وزارت اچھی طرح انجام دے۔ اور مالک بن اشیم کو بھی اسی کے مثل لکھا۔ اور اس لشکر کا دہر حسن ہی رہا۔ جب ابو جعفر منصور حسن کے پاس پہنچا تو حسن اپنے خیر سے منتقل ہو گیا، اس نے ابو جعفر کو اس خیر میں اتارا، حسن نے منصور کے حوس پر عثمان بن ہبیک کو مقرر کیا۔ ایک دن مالک بن اشیم نے اہل الشام سے جنگ کی، وہ اپنی خند قوس کی طرف پسپا ہو گئے مالک کے آدمیوں کے لئے مسن اور بونہی کہیں گے وہاں جیسے بیٹھے تھے جب مالک کے ساتھی ان کے لگے لگے تھے تو وہ نکل کر لڑ پڑ پڑے، اس نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ مات ہو گئی، ابن ہبیر و برج انھوں نے پڑھنا دیکھا رہا، اور وہ رات کو بھی جب تک خدا نے چاہا لڑتے رہے ابن ہبیر نے حسن کو پیغام بھیجا کہ واپس آجائے، وہ واپس آ گیا۔ پھر وہ کچھ دن خیر سے رہے اور دوبارہ اہل واسطہ مسن اور محمد بن بزاز کے ساتھ نکلے ان سے انھوں کے آدمیوں نے جنگ کی اور ان کو راجہ کی طرف ہٹیل دیا حتیٰ کہ وہ اس میں گرتے پڑتے واپس گئے۔ اس جنگ میں مالک بن اشیم کا بیٹا مارا گیا۔ جب اس کو اس کے باپ سے

کشتہ دیکھا تو کہا اتیرے بعد زندگی پر خدا کی احنت ہے پھر اس کے ساتھیوں نے اس کو اس طرح
 کیا اور ان سے جنگ کی حتیٰ کہ ان کو شہر میں دھونس دیا۔ ایک کشتیوں کو ٹکڑیوں سے بھرتا
 تھا اور ان میں آگ لگاتا تھا تاکہ وہ جہاں سے گزریں وہاں آگ لگے دیں۔ ابن ہبیرہ ان
 کشتیوں کو ٹکڑیوں سے لینے لیا تھا اس طرح کیا وہ ہینہ مکہ ٹھہرے رہے۔ جب
 ان پر حصار شدید ہو گیا تو انہوں نے صلح کی درخواست کی اور انہوں نے صلح کی درخواست
 اس وقت تک نہ کی تھی جب تک ان کے پاس مروان کے قتل کی خبر نہ آگئی یہ خبر ان کے
 پاس اسماعیل بن عبد اللہ القسری نے کرآیا اور اس نے ان سے کہا ہم کس کشتے پر اپنے
 نہیں ہلاک کرتے ہو؟ حال آنکہ مروان مارا جا چکا ہے۔ ابن ہبیرہ کے اصحاب نے
 اس پر فحاشی لگانے شروع کئے۔ ایسا نہ کہہ کر کہا ہم مروان کی مدد نہیں کریں گے جب کہ ان کے
 آثار ہمارے اندر وہ ہیں جو اس کے آثار ہیں اور انہیں مارنے کے لیے کہا ہم نہ لڑیں گے
 جب تک ہمارے ساتھ ایما نہ لڑیں۔ اس کے ساتھ صرف چھٹ بھٹے اسی ایک
 انسان اور ان میں سے لونڈے لڑنے والے رہ گئے۔ اس صورت حال میں ابن ہبیرہ
 نے ارادہ کیا کہ محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن علی کی طرف لوگوں کو دعوہ دے اور ان کو
 اس کے شعلہ سکھا۔ ان کا جواب آئے میں دیر لگی السفاح نے ابن ہبیرہ کے اصحاب میں
 سے ایما سے مکاتبت کی اور ان کو قطع دلائی۔ نزیادہ صالح اور تیاہ بن عبید اللہ
 دونوں حادثہ نکل کر اس کے پاس گئے۔ اور اس سے وعدہ کیا ابن ہبیرہ نے ان کو
 دعوت دی کہ وہ اس کے لئے ناحیہ ابن عباس کو درست کر دیں۔ انہوں نے ایسا نہیں
 کیا ابو جعفر اور ابن ہبیرہ کے درمیان سفر آئے گئے حتیٰ کہ اس نے ابن ہبیرہ کو ان
 دیدی اور اس کو صحیح دی جس کو ابن ہبیرہ نے چالیس دن روکے رکھا اور اس تحریر
 کے باب میں علماء سے مشورہ کر بار بار حتیٰ کہ اسے پسند کر لیا اور اسے ابو جعفر کے پاس بھیج
 دیا۔ ابو جعفر نے اسے اپنے بھائی السفاح کے پاس بھیج دیا اور السفاح نے اس پر انصار
 کا حکم دیدیا۔ ابو جعفر کی رائے تھی کہ جو کچھ اسے عمل کیا جا رہا ہے وہی عبد اللہ بن
 دنا کیا جائے۔ لیکن السفاح کسی بات کا فکری فیصلہ بغیر ابو مسلم کے نہ کرتا تھا اور ابو مسلم
 السفاح پر ابو مسلم کا جاسوس تھا۔ السفاح نے ابو مسلم کو ابن ہبیرہ کے معاملہ کی نسبت
 لکھا۔ ابو مسلم نے جواب میں لکھا کہ اگر صاف راستے میں پتھر ڈالے جائیں گے تو وہ غراب

پہنچے گا۔ جب امن نامہ کی تکمیل ہو گئی تو ابن ہبیرہ ابو جعفر کے پاس تیرہ سو آدمیوں کے ساتھ نکل آیا اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے داخل ہو، لیکن حاجب سلام بن سلیم اس کے سامنے بڑھا اور اس نے کہا: امر جہا ابو خالد! سید ہی طرح نیچے اتر! المنصور کے حجرہ کے گرد دس ہزار اہل عزا ساکن تھے، وہ نیچے اترے۔ المنصور نے اس کے لئے ایک دسواں سنگ لایا تاکہ وہ اس پر بیٹھے اور قواد کو بلا یا۔ پھر ابن ہبیرہ کے لئے تہنا آنے کی اجازت دی، وہ داخل ہوا اور اس سے گھڑی بھر بات چیت کرتا رہا۔ پھر اٹھ گیا پھر وہ ایک دن اس کے پاس آتا اور ایک دن نہ آتا۔ وہ اسکے پاس پانچ سو سواروں اور تین سو پیادوں کے ساتھ آیا کرتا تھا۔ اس پر ابو جعفر سے کہا گیا کہ ابن ہبیرہ جب آتا ہے تو مشکلوں اس کی وجہ سے لرز اٹھتی ہے۔ اور یہ کہ اس کے اقتدار میں تو اب تک کوئی کمی واقع ہوئی نہیں، ابو جعفر نے اس کو حکم دیا کہ وہ صرف اپنے حاشیہ کے ساتھ آیا کرے، وہ تیس آدمیوں کے ساتھ آئے لگا اور پھر صرف تین چار کے ساتھ ایک دن ابن ہبیرہ نے المنصور سے گفتگو کے دوران میں کہا: اے شخص! یا اے آدمی! پھر پٹیا اور لولا! اے امیر۔ مجھے لوگوں سے اسی کے قریب بولنے کی عادت ہے، جس طرح میں نے آپ سے خطاب کیا۔ میری زبان اس شے کی طرف بہت کر گئی جس کا میں ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ اس کے بعد السفاح نے ابو جعفر سے امر کیا کہ ابن ہبیرہ کو قتل کر دے۔ ابو جعفر نے ہتھیار ہاتھ میں لیا۔ کہاں تک۔ کھاکہ فدا کی قسم یا تو اسے قتل کر دے ورنہ میں اس کی طرف کسی کو بھیجے گا جو اسے تیرے حجرہ سے نکالے گا پھر مجھ خود اس کے قتل کا انتظام کروں گا۔ اس کے بعد اس نے ابن ہبیرہ کے قتل کا فیصلہ کیا، اور خازم بن غریبہ اور ابی سلیم بن شہید بن جہیر کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ موت حوالہ پر ہر یں لگا دیں۔ پھر ابن ہبیرہ کے ساتھ جو سردار قس اور مذہبی تھے ان کے پاس آدمی بھیجے اور ان کو قتل کیا۔ چنانچہ محمد بن نباتہ اور حشرہ بن پہل بابہ دیا میں آدمیوں کے ساتھ آئے۔ سلام بن سلیم نکلا اور اس نے کہا: ابن نباتہ اور حشرہ کہاں ہیں؟ وہ دونوں داخل ہوئے۔ ابو جعفر نے عثمان بن نبیکہ وغیرہ کو سو آدمیوں کے ساتھ اپنے حجرہ کے نیچے والے حجرہ میں بٹھادیا۔ ان دونوں کی کواہیاں چھین لی گئیں اور ان کی ٹانگیں کس دی گئیں۔ اس طرح وہ دو آدمیوں کو بلا یا اور ان کے ساتھ بھی گیا۔ اس پر ان میں سے بعض نے کہا: تم نے ہمیں اللہ کا عہد دیا پھر ہم سے

خدا کیا ہم امید رکھتے ہیں اللہ تم کو آئے گا۔ ان نیا تار سے بڑے کے سر اس پر ہونے لگا اور بولا: گو پاس اس کی طرف دیکھتا تھا غارم اور ابشیم بن شجبہ تقریباً سوا دیسوں کے ساتھ ابن ہبیرہ کے پاس گئے اور اس سے کہا: ہم مال لے جانا چاہتے ہیں۔ اس نے اپنے صاحب سے کہا: ان کو غاروں کا رستہ بتا۔ انہوں نے ہر حجرہ پر ایک ایک آدمی کھڑا کر دیا اور اس کی طرف بڑھے۔ اس کے پاس اس کا بیٹا داؤد اور اس کے چند موالی تھے اور اس کا ایک چھوٹا بیٹا اس کی گود میں تھا۔ جب وہ اس کی طرف بڑھے تو اس کا صاحب ان کے آگے کھڑا ہوا۔ ابشیم بن شجبہ نے اس کی گردن کی رگ پر ضرب لگائی اور وہ جا پڑا۔ ان کے بیٹے داؤد نے مقابلہ کیا، ابن ہبیرہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے بیٹے کو گود سے الگ کر کے کہا: اس بچے کو سنبھالو۔ اور خود سجدہ میں گر گیا، اور قتل کیا گیا۔ ان بچے سر ابو جعفر کے پاس لائے گئے اور اس نے ان لوگوں کے لئے امان کی نذر کرائی، سو اس حکم بن عبد الملک بن بشر، اور خالد بن سلمۃ الخرمی اور عمر بن زکے۔ پھر زیاد بن عبد اللہ نے ابن زحر کے لئے امان مانگ لی اور ابو جعفر نے اسے امان دے دی۔ اس حکم بھاگ گیا، خالد کو ابو جعفر نے امان دے دی لیکن السفاح نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اور ابو جعفر کی امان نافذ نہ کی۔

ابو العطار السندی ابن ہبیرہ کے مرثیہ میں کہتا ہے۔

الا ان صیئلا تمجدوا يوم وسط	عليك بخاري دوحها لجمود
عشيت قام القاطحات وصفنت	اكتف يا يدي عاتد وخرود
قان نفس ميجود الفناوخر بيتا	اقام به بعد انوفود وخرود
فانلق لم تبعدا على صتعتا	يلي كل من تحت القراما بعد

واسط کے دن کوئی اکھم تجھ پر آنسو بہاتے جو کے نہ پائی تھی۔ آنسو خشک ہو چکے تھے۔ شام کو نہ کہ رخصتیں کھڑی ہوئیں اور انھوں نے اپنے ناقوں پر تاج مار کے اور رخساروں کو پیٹ پیٹ کے ماتم کیا۔ مباد تو مجھ پر فنا تو فرشتہ کر دے اسی لئے کبھی کبھی جانے والوں کی لڑیاں کی لڑیاں اس کی جانب سے ہوتی ہیں۔ خبر گیری کرنے والے سے تو یہی امید نہیں ہے بلکہ وہ سب جو شی کے پیچے میں لپیٹ ہو جاتے ہیں۔

فارس میں ابوسلمہ کے عمال کا قتل

اور اسی سال ابوسلمہ انخواسانی نے محمد بن الاشعث کو فارس پر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ ابوسلمہ کے عمال کو قتل کر دے۔ اس نے یہی کیا۔ پھر السفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس بھیجا وہاں ان کو اس پر محمد بن الاشعث داعی تھا۔ محمد نے عیسیٰ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا گیا کہ یہ تیرے لئے جائز نہیں ہے۔ اس نے کہا: ہاں، مجھے ابوسلمہ نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی میرے پاس اس کے سوا ولایت کا دعویٰ کرے اس کی گردن مار دوں۔ پھر اس نے عیسیٰ کو اس کے قتل کے انجام کے خوف سے چھوڑ دیا۔ اس نے عیسیٰ سے کوئی کوئی شخصوں کے ساتھ مل کر نیکارہ نہ پیر نہ چرسے کا اور نہ جہاد کے سوا کوئی اور باندھ لیا۔ اس کے بعد عیسیٰ نے نہ کوئی ولایت قبول کی اور نہ اس نے جنگ کے سوا کبھی ہمارا مدعی پھر السفاح نے اس کے بعد ہاتھ لیا کہ ابوسلمہ کے عمال کو قتل کر دے۔

یہ بھی بن محمد کے الموصل کی ولایت پر معز ہونے کا ذکر اور جو کچھ اس کے باب میں کہا گیا۔ اسی سال السفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو الموصل پر محمد بن مصل کی بجائے معز کر دیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اہل الموصل نے محمد بن مصل کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ اور کہا: ہم پر موالیٰ انعمہ والی بنا جائے۔ اور اس نے ابن مصل کو اپنے ہاں سے نکال دیا۔ اس نے السفاح کو اس کی نسبت تنگنا اور اس نے ان پر اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو عامل مقرر کر دیا۔ اور اسے بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ الموصل کی طرف بھیجا۔ وہ قصر مارہ سے مسجد کے قریب اترا اور اس نے اہل الموصل پر کوئی ایسی بات ظاہر نہ کی جس سے وہ کھٹکے جائیں۔ اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس میں کوئی تعزیر نہ کیا پھر اس نے ان کو بلایا اور ان میں سے بارہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس پر اہل شہر بگڑ گئے اور انہوں نے تھیمار اٹھائے۔ یحییٰ نے ان کو امان عطا کی اور اس کے حکم سے ستادی کی گئی کہ جو مسجد جامع میں داخل ہو گیا اس کو امان ہے۔ لوگ مسجد کی طرف دوڑ دوڑ کر آئے۔ یحییٰ نے مسجد جامع کے دروازہ پر آدمی کھڑے کر دیے اور انہوں نے لوگوں کو دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیا، اور اس میں حد کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ اس دن گیارہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا گیا اور یہ وہ تھے جن کے انگوٹھیاں تھیں۔ اور جن کے پاس انگوٹھیاں نہ تھیں ان کی تعداد بھی بہت تھی۔ جب صبح ہوئی تو یحییٰ نے ان عورتوں کے پیچھے کی آوازیں سنیں جس کے مرد قتل کئے گئے تھے۔

اس نے پوچھا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ اس کو اسکے متعلق خبر دی گئی۔ اس پر اس نے کہا: کل جب دن نکلے تو عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا۔ لوگوں نے یہی کیا۔ اور تین دن تک ان کو قتل کیا جاتا رہا۔ اس کے حکمران ایک قادی تھا۔ جس کے ساتھ چار ہزار جنگی تھے۔ ان لوگوں نے عورتوں کو سبھرے لیا۔ جب پہلی نیر سے دن اہل المسلمین کے قتل سے فائدہ ہو گیا تو پورے دن وہ سوار ہوا، اسکے آگے تیزہ اور جنگی عواریں تھیں۔ اتنے میں ایک عورت اس کے آگے آئی اور اس نے اس کے گھوڑے کی باگ تمام لی۔ اس کے ساتھیوں نے چاہا کہ اس عورت کو قتل کر دیں لیکن اس نے ان کو اس سے منع کیا، اس عورت نے کہا: کیا تو بنی ہاشم سے نہیں ہے؟ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم نہیں ہے؟ کیا تو اس کے بڑا نہیں سمجھتا کہ عربیہ سلطنتوں کو زندگی اپنے نکاح میں لا رہے ہیں؟ لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اس کے ساتھ کسی کو بھیجا جس نے اس کو اس کے ہاتھ تک پہنچا دیا۔ اس عورت کی بات اس کے دل میں اتر کر گئی تھی، جب صبح ہوئی تو اس نے نہ ٹھیکوں کو تنخواہیں دینے کے لیے منع کیا۔ وہ سب جمع ہو گئے، پھر اس نے ان کے قتل کا حکم دیا اور ان کا آخر کا آدمی تک قتل کر دیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ اہل المسلمین کے قتل کا سبب یہ تھا کہ ان سے بنی امیہ کی محبت اور بنی العباس سے کراہت ظاہر ہوتی تھی۔ ایک عورت نے اپنا سر دھویا اور خطمی بھیت پر سے چھینکی۔ وہ ایک غزاسانی کے سر پر جا پڑی۔ اس نے خیال کیا کہ محمدؐ، اس کا کیا گیا ہے۔ اس نے مکان پر آجھوم کیا اور اس کے رستے والوں کو قتل کر دیا۔ اس پر اہل شہر نے شورش کی اور فتنہ بھڑک اٹھا جو لوگ قتل کئے گئے ان میں ایک زاہد عالم و شخص معروف بن ابی معروف بھی تھے جو اکثر صحابہ سے ملے تھے اور انہوں نے ان سے روایت کی تھی۔

چند حوادث

اسی سال السفاح نے اپنے بھائی انصور کو انجریہ و آؤدہ سجان اور ارمنیہ پر حالی مقرر کر کے بھیجا۔

اسی سہ ماہ میں اس نے اپنے چچا راؤدین علی کو انکو ذوالسواد سے معزول کر کے المدینہ کو اور ابن ابی عامر پر مقرر کیا، اور اس کی جگہ انکو ذکے علی پر اپنے پیٹے مینسی بن

موتی بن محمد کو مقرر کیا۔ اور عینی نے اچکھ پر ابن ابی لیلیٰ کو قاضی بنایا۔
 الجسرہ پر اس سال سفیان بن عیینہ، عینی عامل تھا اور اس کی قضاۃ پر اسحاق
 بن اوطاقتہ تھے۔

السند پر منصور بن جہور، اور فارس پر محمد بن الاشعث۔ اور ابوجزیرہ دارمنیہ
 و اذریجان پر ابو جعفر بن محمد بن علی اور الموصل پر یحییٰ بن محمد بن علی اور الشام پر
 عبد اللہ بن علی۔ اور مصر پر ابو عن عبد الملک بن زید۔ اور خراسان و اکبسال
 پر ابو مسلم۔

دیوان الخراج پر خالد بن برمک تھا۔
 اسی سال لوگوں کے ساتھ داؤد بن علی نے حج کیا۔
 اسی سال عبد اللہ بن ابی شیخ اور اسحق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ الانصاری
 نے وفات پائی۔

اسی سال یحییٰ بن سادہ بن بشام بن عبد الملک، مروان بن محمد کے ساتھ
 الزاب میں مارا گیا۔ اور یحییٰ بن عبد الرحمن کا بھائی ہے جو الاندلس میں داخل ہوا تھا۔
 اسی سال یونس بن مغیرہ بن طلحہ دمشق میں مارا گیا جبکہ وہاں عبد اللہ بن علی
 داخل ہوا۔ اور اس کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ اس کو دو خراسانیوں نے قتل کیا جو
 اس کو قہر میں جانتے تھے۔ پھر جب وہ کو مسلولم ہوا تو وہ اس پر روئے۔ بعض کہتے ہیں کہ
 اس کو اس کے جانوروں میں سے ایک نے کاٹ لیا تھا جس سے وہ مر گیا۔ اور وہ بہت
 بیمار و ناتوان تھا۔

اسی سال صفوان بن سلیم مولیٰ حمید بن عبد الرحمن نے وفات پائی۔
 اسی سال محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے المدینہ میں وفات پائی۔ وہ
 دیوان کے قاضی تھے۔

اسی سال ہمام بن منبہ اور عبد اللہ بن عوف اور سعید بن سلیمان بن زید بن
 ثابت الانصاری، اور ضییب بن عبد الرحمن بن ضییب بن یسار الانصاری۔
 عبد اللہ بن عمر العمری کے ماموں تھے۔ ضییب بضم غاء صغیر و بفتح بار موعودہ۔ اور
 عمار بن ابی حفصہ نے وفات پائی، ابو حفصہ کا نام ثابت ہے جو میناک بن انزک

نظام آزاد تھا اور وہاں بے عزتی کا حس کی کنیت ہا رو ہے۔ عزتی مفتوح جاو
اور ا۔

اسی سال مجدد اللہ بن ملاؤں بن کیسان الہمدانی نے وفات پائی جو اہل اہلسن کے
عباد و فقہاء میں سے تھے۔

پھر سنہ ۱۳۳ شروع ہوا۔

ملطیہ پر رومیوں کا قبضہ

اس سال قسطنطنیہ ملک الروم ملطیہ اور کنج پر بڑھا اور کنج پر آکر اترا۔ وہاں
کے باشندوں نے اہل ملطیہ سے مدد مانگی اور اہل سے آٹھ سو جنگ آزمائے والوں کی طرف
روانہ ہوئے جن سے رومیوں نے جنگ کی اور مسلمانوں نے شکست کھائی اور رومی ملطیہ
پر آکر اترے اور وہاں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس زمانہ میں ابجھیرہ میں فتنہ برپا تھا
بسیا کہ ہم نے ذکر کیا، اور وہاں کا عامل موسیٰ بن کعب حران میں تھا۔ قسطنطنیہ نے
اہل ملطیہ کو پیغام بھیجا کہ میں نے تمہارا محاصرہ صرف اس وجہ سے کیا ہے کہ مجھے مسلمانوں
کا حال اور ان کے اختلاف کا علم ہو چکا ہے۔ تمہارے لئے امان ہے اور تم جادو مسکین کو
واپس چلے جاؤ تاکہ میں ملطیہ میں اہل چٹا اور اہل نیک مسلمانوں نے یہ بات قبول نہ کی،
اس نے متعینیتیں نصب کر دیں۔ پھر مسلمان راجہ بنی ہو گئے اور شہر تسلیم کر دیا اور جادو اہل
کی طرف منتقل ہو گئے۔ اور جو کچھ اٹھا کر لے جاسکے لے گئے اور جو نہ اٹھا سکے اسے کنوؤں
اور صوبوں میں پھینک دیا۔ جب مسلمان وہاں سے چلے گئے تو رومیوں نے اس کو برباد کرنا
اور وہاں سے واپس چلے گئے۔ اہل ملطیہ جادو ابجھیرہ میں متفرق ہو گئے۔ ملک الروم
تالیقلاک طرف گیا اور مرجع انھیں پر اترا۔ اس نے کوشان الارمنی کو بھیجا جس نے اس کا
محاصرہ کر لیا۔ شہر کے ارمنوں میں سے دو بھائیوں نے اس کی فطیل میں ایک شگاف
کھودا اور اس راستے سے کوشان اور اسکے ساتھی شہر میں گھس آئے اور اس پر قبضہ
کر لیا، مردوں کو قتل کر دیا اور عورتوں کو قید کر لیا۔

چند حوادث

اس سال السفاح نے اپنے چچا سلیمان کو البصرہ اور اس کے اعمال اور کردار پر
البحرین و عمان و ہرمیانہ و تغذہ پر عامل بن کر بھیجا۔ اور اپنے چچا، صیقل کو الالبانہ پر
عامل بنایا۔

اسی سال دلدون علی نے ان لوگوں کو کہ اور المدینہ میں قتل کیا جو بنی امیہ میں
اس کے اہل خانہ تھے۔ جب اس نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو اس سے عبداللہ بن الحسن
بن الحسن نے کہا: آئے بھائی! جب تو ان لوگوں کو قتل کر دے گا تو کس کے مقابل میں
حکومت پر مناہرت کرے گا؟ کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ تجھے صیغ و شام اس
حال میں آتے جاتے دیکھیں جس سے ان کی ذلت ہو اور ان کو ناگوار ہو؟ لیکن اس نے
ان کی بات نہ مانی اور ان کو قتل کر دیا۔

اسی سال بریح الادل میں دلدون علی المدینہ میں مر گیا۔ اس نے مرنے وقت
اپنا جائزین اپنے بیٹے موسیٰ کو کیا۔ جب السفاح کو اس کی وفات کی خبر پہنچی تو اس نے
کہ اور المدینہ اور الطائف و ایلامہ پر خالد بن زید بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ
کو مقرر کیا۔ جب زیاد المدینہ پہنچا تو اس نے ابراہیم بن حسان السلی کو — اور وہ
ابو ہاد اللہ بن بن المثنیٰ تھا — زید بن عمر بن عبیدہ کی طرف بھیجا جو ایلامہ میں تھا۔
اس نے زید اور اسکے ساتھیوں کو قتل کیا۔

اسی سال محمد بن الاشعث افریقیہ گیا اور اس نے وہاں کے باشندوں
سے سخت جنگ کی حتیٰ کہ اسے فتح کر لیا۔

اسی سال شریک بن شلیح المہری نے بخارا میں ابو مسلم پر خروج کیا اور
اس کی شدید مخالفت کی، اور کہا: ہم نے اس چیز پر آل محمد کا اجماع نہیں کیا ہے کہ
خون بہائے جائیں اور غیر حق پر حمل کیا جائے۔ اس نے اس کی پیروی نہ کی
نہیں نہ راہمپوں نے کی، ابو مسلم نے اس کی طرف زیاد بن صالح انحرانی کو بھیجا جس نے
اس سے جنگ کی اور زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔

اسی سال ابو دلدون خالد بن ابراہیم نے قتل کی طرف خروج کیا اور اس میں

داخل ہو گیا۔ حبش بن اسماعیل و ماں کے بادشاہ نے اس کی فراغت نہ کی بلکہ وہ اور اس کے ساتھ چند دھاتی قلعہ بند ہو گئے۔ پھر جب الوداؤ نے اس کا تعاقب نہ چھوڑا تو وہ اور اس کے ساتھ جو دہاتین تھے وہ قلعہ سے نکل گئے اور ارض فرغانہ چلے گئے اور وہاں سے ترکوں کے ملک میں داخل ہوئے اور ملک چین میں جا بیٹھے۔ الوداؤ نے ان سب لوگوں کو کپڑا چوان میں سے اس کے ہاتھ لگے اور انھیں ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔ اسی سال عبد الرحمن بن زیاد بن اسماعیل الموصل میں قتل کیا گیا۔ اس کو سلطان نے جس کو اٹا سود کہا جاتا ہے پہلے ایک امان مار کھنکھار دینے کے بعد قتل کیا۔ اس سال صالح بن علی نے سعید بن عبد اللہ کو درویش کے اس پار مانتے کیلئے بھیجا۔

اسی سال یحییٰ بن محمد الموصل سے سوزول کیا گیا اور اس کی جگہ اسماعیل بن علی مائل بنایا گیا۔ یحییٰ کے عزل کی وجہ اہل الموصل کا قتل اور الموصل والوں میں اس کے برے اثر کے سبب سے تھا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ زیاد بن عبد اللہ ہمارا ٹی نے حج کیا۔ اور حال اس سال بھی وہی تھے جن کا ذکر ہم گزشتہ سال میں کر چکے ہیں۔ سو اجمار و یمن اور الموصل کے حال کے جن کے نئے مالوں کا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ اس سال اخشیہ فرغانہ اور بلخ شاش باہم غالب ہو گئے، اخشیہ نے ملک العین سے مدد طلب کی، اس نے ایک لاکھ سپاہ سے اس کی مدد کی، اخشیہ نے بلخ شاش کا محاصرہ کر لیا۔ وہ ملک العین کے خیصلہ پر اتر آیا بلکہ العین نے اس سے اور اس کے اصحاب سے ایسا تعرض نہ کیا جو ان کے لئے برا ہو۔ ابو مسلم کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ان سے جنگ کے لئے زیاد بن صالح کو بھیجا، انہر طراز پر ان کی مشق ہوئی جس میں مسلمانوں کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور انہوں نے ان کے تقریباً پانچ ہزار آدمی قتل کئے اور تقریباً بیس ہزار آدمی قید کئے باقی العین کی طرف بھاگ گئے۔ یہ جنگ ذی الحجہ سن ۲۰۷ میں ہوئی۔

اسی سال مروان بن ابی سعید اور ابن اعلیٰ الزرقانی انصاری اور علی بن یزید مولیٰ جابر بن سمرۃ السوائی نے وفات پائی۔ (بذریعہ فتنہ بار سجدہ دکر ذوال حجہ)

پھر سنہ ۱۳۴ شروع ہوا۔

ہسام بن ابراہیم کی بغاوت

اس سال ہسام بن ابراہیم بن ہسام نے شیعہ بیعت کیا جو اہل غراسان میں سے تھا۔ وہ الصفاح کے ٹکڑے اپنے ایک ہم قیال گروہ کے ساتھ پوشیدہ طور پر المدائن کی طرف گیا، الصفاح نے ان لوگوں کی طرف خازم بن خویہ کو بھیجا، دونوں میں جنگ ہوئی۔ ہسام اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی ان میں سے اکثر مارے گئے اور ان میں سے جو بچے گتہ پر اکڑ گیا وہ بھی مار گیا۔ پھر وہ چلا اور ذات المغیرہ سے گزرا جہاں بنی عبد اللہ ان میں الصفاح کی نھیال تھی، یہ کل ۳۵ آدمی تھے، ان کے سوا اٹھارہ آدمی اور تھے اور ان کے سترہ مرد تھے۔ خازم نے ان کو سلام نہ کیا جب وہ ان پر سے گزرا تو انہوں نے اس کو گالیاں دیں۔ اس کے دل میں ان کی طرف سے گروہ بڑی ہوئی تھی۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ مقبرہ جو ہسام کے ساتھیوں میں سے تھا ان کے پاس پناہ گزین ہوا تھا۔ وہ ان کی طرف داپسٹا گیا اور ان سے میخرو کی نسبت پوچھا انہوں نے جواب دیا: ہمارے پاس سے ایک راہ گیر گزرا ہے جس کو ہم نہیں جانتے تھے، اور وہ ایک رات ہمارے قریب میں ٹھہرا پھر ہمارے اہل بیت چلا گیا۔ اس نے کہا: ہم ابراہیم بن موسیٰ کی نھیال ہو، ان کا دشمن تھا اسے پاس آتا ہے اور اس کو تھپاتا قریب میں امان دی جاتی ہے، کیوں کہ ہم نے جمع ہو کر اس کو کھڑا کیا۔ اس پر انہوں نے اس کو سخت جواب دیا۔ اس نے حکم دیا اور ان سب کی گردنیں مار دی گئیں۔ اور ان کے مکان ڈھادے گئے۔ اور ان کے احوال لوٹ لئے گئے۔ پھر وہ وہاں سے چلا گیا یہ خبر ایلیانہ کو پہنچی تو وہ سب جمع ہوئے، اور ان کے ساتھ زیاد بن عبید اللہ تھا الصفاح کے پاس گیا اور انہوں نے کہا: خازم نے آپ پر جرات کی اور آپ کے حق کا استخفاف کیا اور آپ کی نھیال والوں کو قتل کر دیا۔ جو لوگوں کو ملے کر کے آپ کے پاس عزت حاصل کرنے اور آپ کا احسان طلب کرنے آئے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے جوار میں داخل ہو گئے۔ خازم نے ان کو قتل کیا، ان کے مکان ڈھادے اور ان کے احوال لوٹ لئے، بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی جرم کیا ہو، الصفاح

نے غازیہ کے قتل کا ارادہ کیا۔ یہ خبر موسیٰ بن کعب اور ابو الجحیم بن حلیہ کو پہنچی تو وہ دونوں
 ہمسافح کے پاس آئے اور اس سے کہا "اے ابوالموسین! ہمیں ان لوگوں کی باتوں کی خبر
 پہنچی ہے اور یہ کہ امیرالمومنین نے غازیہ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ ہم آپ کو اس سے
 امداد واسطہ دیتے ہیں کیوں کہ اس نے طاعت کی اور اس کی سابق خدمات ہرگز اس نے
 جو کچھ کیا اس کا حق اس کو پہنچا تھا، کیونکہ آپ کے شہید ابن عمر اسان نے آپ لوگوں کو
 اپنے انکار اور اپنی اولاد پر ترجیح دی اور جس نے آپ کی مخالفت کی اس کو انہوں نے
 قتل کر دیا۔ آپ ان کی برائی سے چشم پوشی کرنے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، لیکن
 اگر آپ نے اس کے قتل کا فیصلہ ہی کر لیا ہے تو اس کو خود زانجام دیجیے تاکہ اس کو
 کسی ایسے کام پر بھیجے جس پر اگر وہ مارا گیا تو آپ اس مقصد کو پہنچ جائیں گے جس کا
 آپ ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اگر وہ غمگین ہو تو اس کی فتح آپ کے لئے سفید ہوگی"
 اور انہوں نے اسے مشورہ دیا کہ اسے شیبان بن عبدالعزیز انیشکری کے ساتھ ان
 غوارج کے مقابلہ پر بھیجے جو عمان اور جزیرہ برکادان میں ہیں۔ السفاح نے اسکو
 سات سو آدمیوں کے ساتھ بھیجے کا حکم دیا اور سلیمان بن علی کو جو البصرہ پر تھا دکھا
 کہ ان کو جزیرہ برکادان اور عمان کی طرف سوار کر دے۔ غازیہ روانہ ہو گیا۔

خوارج کا معاملہ اور شیبان بن عبدالعزیز کا قتل

غازیہ نے اپنے زیرکمان لشکر کے ساتھ البصرہ کی طرف کوچ کیا تو وہ پہلے ہی اپنے
 قائدان اور اپنے مشفقین اور اپنے موالی میں سے اور اہل مردار دہلیز سے اپنے بھروسے
 کے لوگوں کو انتخاب کر چکا تھا۔ البصرہ پہنچتے ہی سلیمان نے ان لوگوں کو کشتیوں پر
 سوار کر دیا اور البصرہ سے بھی نئی کشتیوں سے کچھ لوگوں کو ان کے ساتھ کر دیا
 یہ لوگ سمندر میں اگلے حتیٰ کہ جزیرہ برکادان پر ننگر ڈالا، غازیہ نے غنڈہ بن نعیم بن
 کو پان سو آدمیوں کے ساتھ شیبان کی طرف بھیجا اور ان کی ملکہ بھٹیڑ بول، سخت
 جنگ ہوئی، شیبان اور اس کے ساتھی کشتیوں پر چڑھ کر عمان کی طرف چلے گئے اور
 وہ صغریہ تھے، جب وہ عمان پہنچے تو جلدی اور اس کے اصحاب نے جو الا انصہ
 تھے ان سے جنگ کی، سخت جنگ ہوئی، جس میں شیبان اور اس کے ساتھی لے گئے۔

دسمبر ۱۲۹ میں بھی اسی سباق پر شہیدان کے قتل کا ذکر لکھ چکا ہے، پھر خازم اپنے ساتھیوں سمیت سمندر میں چلا جاتا تھا کہ انہوں نے ساحل عمان پر لنگر ڈالا اور صبح کی طرف نکلے، بلندی اور اس کے اصحاب ان کے مقابلہ پر آئے، کھمسان کارن پڑا، اس دن خازم کے اصحاب بہت مارے گئے، اور ان میں اس کا ایک انیائی بھائی ٹوٹے آدمیوں کے ساتھ مارا گیا۔ دوسرے دن بھی انہوں نے سخت جنگ کی اور دونوں جہازیں سے فوجیں اتر آئی۔ اور ان میں سے فوجیں آدھی مل گئے۔ پھر خازم کی آمد کے سات دن بعد دوبارہ مقابلہ ہوا، جس میں خازم کے ساتھیوں میں سے ایک شخص اس کے مشورہ کے مطابق اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اپنی سسٹانوں کی نوکوں پر روٹی کے پہل باندھ کر ان کو نقطہ سے تر کریں اور ان میں آگ لگا دیں پھر ان کو لے کر چلیں حتیٰ کہ بلندی کے اصحاب کے گھروں میں آگ لگا دیں، کیوں کہ ان کے گھر کھڑکی کے تھے جب یہ کیا گیا اور ان کے گھر میں آگ لگا دی گئی تو وہ ان میں اور اپنے اہل و عیال اور اولاد میں مشغول ہو گئے۔ پھر خازم اور اس کے اصحاب نے ان پر حملہ کیا اور کواہ سے ان کی خبر لی اور ان کو قتل کیا، جو لوگ مارے گئے ان میں بلندی بھی تھا، ان کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس نے ان کے سر البصرہ بھیج دیے اور سلیمان نے ان کو اسفاج کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد خازم چند ماہ وہیں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ اسفاج نے اس کو بلایا اور وہ آگیا۔

غزوہ کش

اسی سال ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش پر حملہ کیا اور وہیں کے بادشاہ الاغریہ کو قتل کر دیا، وہ سامع اور سلیم تھا، اس نے الاغریہ کے اصحاب کو بھی قتل کیا اور ان سے چینی کے صندوق مذہب برتن لے لئے، جن کی مثل کبھی نہیں دیکھے گئے۔ نہ نہیں اور چینی کا سامان جو سب دیا کا تھا اور بہت سی نادر چیزیں حاصل کیں، اور سب کو مسلم کے پاس بھیج دیں، وہ اس وقت سمرقند میں تھا۔ اس نے ان کے دباقتن میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا، الاغریہ کے بھائی طارق کو زندہ چھوڑا اور اسے کش کا بادشاہ بنا دیا۔ ابو مسلم صفد اور بخارا کے باشندوں میں کشت و خون

کرنے کے بعد مرو واپس آیا۔ اس نے سرحد کی تفصیل تعین کرنے کا حکم دیا اور زیادہ بن منجہ کو اس پر
بہتر ہزار اپڑھترہ کیا۔ ابو داؤد ملج واپس ہو گیا۔

منصور بن جمہور کا حال

اس سال السفاح نے موسیٰ بن کعب کو السند بھیجا تاکہ منصور بن جمہور سے
جنگ کرے اور وہ پٹا اور اپنی جگہ السفاح کے شرط پر سیب بن زہیر کو نائب بنایا گیا۔
موسیٰ السند پہنچا اور منصور سے بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ ٹا منصور اور اس کے ساتھیوں
نے شکست کھائی۔ وہ بھاگ نکلا اور ریگستان میں پناہ مانگ گیا۔ بعض کہتے ہیں: اس کو
پیش کیا مانتہ ہوا اور اسی میں وہ مر گیا، السند میں اس کے نائب نے جب اس کی خبر سنی
کی خبر سنی تو وہ منصور کے خیال اور سامان کے ساتھ نکلا اور بلاد انخرہ پہنچا گیا۔

چند حوادث

اسی سال محمد بن یزید بن عبد اللہ نے وفات پائی۔ وہ یمن پر تھا۔ السفاح نے
اس کی جگہ علی بن الرزیع بن عبد اللہ کو مقرر کیا۔
اسی سال ذی الحجہ میں السفاح انجیر سے الانبار منتقل ہوا۔
اسی سال انکوف سے کرکک کا دورہ ہوا۔ انکوف کے شہر نصب کئے گئے۔
اسی سال لوگوں کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ نے حج کیا اور انکوف پر تھا۔ اور
انکوف کی قضا پر ابن ابی یعلیٰ تھے۔ المدینہ اور کربلا اور الطائف اور ایلام کی ولایت
پر لڑا بن عبد اللہ۔ اور یمن پر علی بن رزیع السجستانی اور البصرہ اور اس کے اعمال
اور کربلا و حجاز و عمان پر سلیمان بن علی تھے۔ البصرہ کی قضا پر جہاد بن منصور تھے السند
کی ولایت پر موسیٰ بن کعب تھا فرسان و البھال پر ابو سلمہ۔ فلسطین پر صالح بن علی
مصر پر ابو حنون۔ الموصل پر اسماعیل بن علی۔ اور یمن پر یزید بن اسیدہ اور یمن پر
محمد بن مہول۔ دیوان اسحاق پر خالد بن برمک۔ البھارہ پر ابو جعفر المنصور۔ اور
اندر یمن و اورینہ پر اس کے عامل وہی تھے جبکہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ الشام پر عبد اللہ
بن علی تھا۔

اسی سال محمد بن اسلم بن سعد بن ابی وقاص، اور سعد بن عمر بن سلیم قرظی نے وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۳۵ شروع ہوا

زیاد بن صالح کا خروج

اس سال زیاد بن صالح نے اور اہل ہند میں خروج کیا۔ ابو مسلم مرو سے اس کے مقابلہ کے لئے مستعد ہو کر چلا اور ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو تہذیب کی طرف بھیجا اس خوف سے کہ کہیں زیاد بن صالح اس کے قلعہ اور کشتیوں کی طرف کسی کو بھیج کر ان پر قبضہ نہ کر لے۔ اس نے یہی کیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ لیکن اس پر اہل عمان کے باشندوں نے ایک شخص کے ساتھ شیش کی کنیت ابو اسحق تھی خروج کیا اور انہوں نے نصر کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر ابو داؤد کو پہنچی تو اس نے عیسیٰ بن ابان کو نصر کے قاتلوں کے تعاقب میں بھیجا، اس نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو قتل کر دیا۔ ابو مسلم نیزی سے بڑھ چلا، اس کے ساتھ سباج بن نعمان الازدی تھا اور یہ وہی ہے جس کو اسفلح نے زیاد بن صالح کی طرف بھیجا تھا۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ اگر اسے موقع ملے تو ابو مسلم پر حملہ کر دے اسے قتل کر دے۔ اس نے ابو مسلم کو اس کی خبر کر دی ابو مسلم نے سباج کو آل میں قید کر دیا۔ ابو مسلم عبور کر کے بخارا پہنچا جب وہ وہاں اترا تو اس کے پاس زیاد کے متحد قواد آئے جو زیاد سے الگ ہو گئے تھے اور انہوں نے ابو مسلم کو خبر دی کہ سباج بن نعمان ہی وہ شخص ہے جس نے زیاد کو بگاڑا ہے۔ اس نے آل کے خلی کو کہہ اسے قتل کر دے۔ جب زیاد کے قواد اس سے الگ ہو گئے اور ابو مسلم سے آئے تو زیاد نے وہاں کے ایک دہقان کے پاس پناہ لی، اس نے زیاد کو قتل کر دیا اور اس کا سر ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔ ابو داؤد اہل عمان کے خیال سے ابو مسلم کے پاس نہ آ سکا۔ ابو مسلم نے اسے زیاد کے قتل کی اطلاع بھیجی۔ اور کش گیا، ابو جلیفی بن ابان کو بسام کی طرف بھیجا۔ اور ایک فوج ساعر کی طرف بھیجی۔ اہل ساعر نے صلح کی درخواست کی جو قبول کر لی گئی۔ لیکن بسام میں عیسیٰ کو کچھ حاشی نہیں۔ عیسیٰ نے ابو مسلم کے صاحب کمال بن مظفر کو خط لکھا جس میں

اس نے ابو داؤد پر اظہارِ راضی کیا اور اسے حبیبیت کی طرف منسوب کیا۔ یہ نام ابو مسلم نے ابو داؤد کو بھیج دیا اور لکھا کہ یہ ان غیر مختونوں کے نام ہیں جن کو تو نے برابر کا بنادیا ہے۔ سو چاہئے کہ ابو داؤد نے حبیبی کو لکھکر اپنے پاس بلایا اور جب وہ اس کے پاس آگیا تو اسے قید کر دیا اور اسے مارا اور پھر اس کو نکال دیا اور لشکریوں نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ ابو مسلم مرود ابیس مچا گیا۔

جزیرہ مقلینہ کی جنگ

اسی سال عبداللہ بن حبیب نے کسان پر حملہ کے بعد جزیرہ مقلینہ پر حملہ کیا اور وہاں مال غنیمت حاصل کیا۔ قیدی کی طرح اسے اور وہاں ایسی فتنہ حاصل کی جو اس سے پہلے کسی نے حاصل نہیں کی تھی۔ پھر افریقیہ کے وفاقہ پر اس کے ساتھ قتلہ میں مشغول ہو گئے مقلینہ کو امن مل گیا، رومیوں نے ہر طرف سے اس کو آباد کر دیا اور وہاں قلعہ تعمیر کرائے۔ وہ ہر سال جہازوں میں نکل کر جزیرہ کے گرد بکھیر لگاتے اور اس کی ممانعت کرتے تھے اور بسا اوقات مسلمان تابعہ کو پالیتے تو ان کو پکڑ لے جاتے تھے۔

چند حوادث

اس سال لوگوں کے ساتھ سلیمان بن علی نے حج کیا۔ وہ البصرہ اور اس کے اعمال پر تھا اور اس سال مال و بی تھے جن کا ذکر پہلے کر رہ چکا ہے۔ اس سال ابو خازم الاعرج نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں سنہ ۱۴۰ میں اور بعض کہتے ہیں سنہ ۱۴۱ میں۔

اس سال عطاء بن عبداللہ مولیٰ المطلب نے وفات پائی۔ اور بعض اس کو مولیٰ المطلب کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے وہ عطاء بن میرہ تھا اور اس کی کنیت ابو عثمان اسلم اسانی تھی۔ بعض کہتے ہیں اس نے سنہ ۱۳۲ میں وفات پائی۔

اس سال مرنے والوں میں یہ لوگ ہیں: یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس و فارس ہیں۔ یہ فارس پر امیر تھا اور اس سے پہلے الموصل پر تھا۔ ثور بن زید الدؤلہ، یہ قلعہ تھا۔ زیاد بن ابی زید و مولیٰ عبداللہ بن عباس بن ابی جعفر الخزرجی

اور یہ ابطال میں سے تھا۔ (حیثیہ) یاد تھنا اور شین مہرتے
پھر سنہ ۱۲۶ شروع ہوا۔

ابو جعفر اور ابو مسلم کا حج

اس سال ابو مسلم نے السفاح کو خط لکھا جس میں اس کے پاس آنے اور حج کرنے کی اجازت مانگی۔ وہ خراسان پر قابض ہونے کے بعد سے اب تک وہاں سے باہر نہیں گیا تھا۔ السفاح نے اس کو لکھا کہ اس کے پاس یا نسو سپاہ کے ساتھ آئے۔ اس پر ابو مسلم نے لکھا کہ میں نے لوگوں کو نقصان پہنچائے ہیں مجھے اپنی جان کی طرف سے اطمینان نہیں ہے۔ السفاح نے لکھا کہ تو ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ آنا کیونکہ تو اپنے اہل اور اپنی دولت کی حکومت میں ہے اور کوکار اسٹہ لشکر کا متحمل نہیں ہے۔ وہ آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ پلاجن کو اس نے میسا پور اور الرے کے درمیان بھیجا دیا۔ وہ اموال اور خزانوں کے ساتھ آیا اور ان سب کو اس نے الرے میں چھوڑ دیا۔ اس نے ابجیل کے اموال بھی جمع کئے اور ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ دہلی سے روانہ ہوا۔ السفاح نے قزاق اور تمام لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے جا ملیں۔ جب ابو مسلم السفاح کے پاس داخل ہوا تو اس نے اس کی بیعت اعلیٰ و کمریم کی۔ پھر اس نے السفاح سے حج کے لئے اجازت مانگی اس نے اجازت دی اور کہا اگر ابو جعفر یعنی السفاح کا بھائی منصور حج کا ارادہ نہ رکھتا تو میں تجھے کو موسم حج پر مال مقرر کرتا۔ اس نے ابو مسلم کو اپنے قریب آمار ابو جعفر اور ابو مسلم کے درمیان صفائی نہ تھی۔ السفاح نے، جب معاملات اس کے لئے صاف ہو گئے، تو ابو جعفر کو خراسان بھیجا تھا اور اس کے ساتھ خراسان پر ابو مسلم کی ولایت اور السفاح اور اس کے بعد ابو جعفر منصور کے لئے بیعت کا عہد تھا ابو مسلم اور اہل خراسان نے ان دونوں کے لئے بیعت کی۔ ابو مسلم ابو جعفر کے ساتھ استخفاف کا برتاؤ کرتا تھا۔ اس لئے جب وہ واپس آیا تو اس نے السفاح کو ابو مسلم کے حال کی خبر دی۔ پھر جب ابو مسلم اس مرتبہ آیا تو ابو جعفر نے السفاح سے کہا: میری بات سنئے اور ابو مسلم کو قتل کر دیجئے کیوں کہ خدا کی قسم اس کے سر میں خدر ہے۔ السفاح نے کہا: تو اس کی آزمودہ کاری اور کارکردگی سے واقف ہے ابو جعفر نے جواب دیا

کہ وہ سب کچھ ہماری وجہ سے تھا۔ خدا کی قسم اگر آپ ایک بچی کو بھی بھیجتے تو وہ اس کی
 قاتل مقام ہو سکتی تھی۔ اور اس مزید پر پہنچ سکتی تھی جس مرتبہ پر وہ پنچا۔ اصفاح نے
 پوچھا: پھر اسے کیونکر قتل کیا جائے؟ المنصور نے کہا: جب وہ آپ کے پاس آئے
 اور آپ اس سے گفتگو کریں تو اسے پیچھے سے لوگ ایسی ضرب لگائیں کہ وہ مر جائے
 کہا: پھر اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا کیا جائے؟ ابو جعفر نے کہا: اگر وہ قتل کر دیا گیا تو
 وہ متفرق ہو جائیں گے اور دب جائیں گے۔ اس پر اصفاح نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔
 اور قتل کیا۔ پھر اصفاح اس پر نارام ہوا اور اس نے ابو جعفر کو اس سے باز رہنے کا حکم دیا۔
 ابو جعفر اس سے پہلے حراں میں تھا۔ وہاں سے الانشاہد گیا جہاں اصفاح قلعہ حراں
 پر اس نے متاع بن حکیم النکی کو اپنا نائب بنایا۔ ابو جعفر اور ابو مسلم نے حج کیا وہم
 حج کا امیر ابو جعفر تھا۔ اس میں زید بن اسلم وافی احمد بن الخطاب نے وفات پائی۔

اصفاح کی موت کا ذکر

اسی سال اصفاح نے تیرہ ذی الحجہ کو اور بعض کہتے ہیں بارہ ذی الحجہ کو الانشاہد
 میں وفات پائی۔ اس کے چھپک چلی تھی۔ اس کی عمر موت کے وقت تینتیس برس کی تھی۔
 بعض کہتے ہیں چھتیس اور بعض کہتے ہیں اٹھائیس برس کی تھی۔ اس کی حکمت مردان کے قتل سے
 وفات تک پندرہ سال اور اس وقت سے جب کہ اس کے نئے خلاف کی بیعت کی گئی اس کی
 موت تک چار سال آٹھ ماہ اور بعض کہتے ہیں: نو ماہ وہی جن میں سے آخر پہنچے تک وہ مردان
 سے لڑا تھا۔ اس کے بال گھونگروا لے تھے، وہ لمبے قد والا گورے رنگ کا پستلی لباس
 تنگ والا، نوچہ ورت چہرے اور ڈاڑھی والا تھا اس کی لباس رابطہ ہشت حبیبہ اللہ میں
 عبد اللہ بن عبد الدان الحارثی تھی۔ اس کا وزیر ابو الجهم بن عطیہ تھا۔
 اس پر اس کے چچا عینی بن علی نے مسازہ پر مبنی۔ اور اسے الانشبار
 عقلمند میں دلوں کیا گیا۔ اس نے صرف نو تھپے، چار قمیص، یا پنج سہرا و دل
 چار خیلستان اور تین شیشیں لٹا دیے اور چار دریں چھوڑ دیں۔ ابن اصفاح نے
 اور جن میں شعر کی قمیص، ایک شخص کے ساتھ مردان کے لشکر میں بھیجیں تاکہ وہ
 ملتے انھیں اور وہی میں پیا رہے اور وہاں جمع کرے اور سورج اٹھنے تک لوگوں

میں ہے۔ اور کڑا نہ جائے۔ وہ بتیں یہ ہیں؛

یا آل مروان ان الله مہلککم و یبطل بکم خوفنا و نشریدنا
 لا یحکم الله من انشاءکم احدا و یبطل فی بلاد الخوف قطریہا
 سے آل مروان؛ اللہ تمہیں ہلاک کرنے اور تمہاری حالت کو خوف و لرزائی
 سے بدلنے والا ہے؛ اللہ تمہاری نسل میں سے کسی کو خوش حالی نہ کرے
 اور تمہیں بلاد خوف میں مبتلا کر دے۔

کہا؛ میں نے ہی کیا۔ ان کے دلوں میں خوف داخل ہو گیا۔

ابو جعفر بن یحییٰ کہتا ہے؛ ایک دن السفاح نے اُکینے میں دیکھا، وہ بہت
 خوبصورت تھا، اس نے کہا؛ خدا یا؛ میں اس طرح تمہیں کہتا مسلمان بن عبد الملک
 نے کہا تھا کہ میں جو ان بادشاہ ہوں، بلکہ میں کہتا ہوں کہ خدا! مجھے اپنی طاعت میں ملوث
 عمر دے جو عاقبت سے مستقیم ہو۔ ابھی اس نے یہ کلام پورا نہ کیا تھا کہ اس نے کسی غلام
 کو دوسرے غلام سے کہتے سنا کہ میرے اور تیرے درمیان دو ہینہ پانچ دن
 کی مدد ہے۔ اس کے کلام سے السفاح کے طے اڑ گئے، اس نے کہا؛ تمہیں اللہ
 و لا توفی الا باللہ، علیک توکلت ویک استغین۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ
 اُسے بخار نے اُگھیرا، اس کا مرض متصل رہا اور اس نے دو ہینہ پانچ دن بعد وفات
 پائی۔

ذکر خلافت المنصور

اسی سال اسحاق بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے اپنے چھائی ابو جعفر
عبد اللہ بن محمد کے لئے اپنے بعد خلافت عقدر کی، اور اس کو اپنے بعد مسلمانوں کا ولی عہد
قرار دیا، اور اس عبد کو ایک کپڑے میں رکھ کر اس پر اپنی مہر اور اپنے اہل بیت کی
جہیز ثبت کیس، اور اس کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا۔ جب اسحاق مر گیا تو ابو جعفر
کہ میں تھا۔ ابو جعفر کے لئے عیسیٰ بن موسیٰ نے بیعت لی اور اسے اسحاق کی وفات
اور اس کے لئے بیعت لئے جانے کی اطلاع دی۔ یہ قاصد المنصور سے منزل حقیقہ
میں ملا۔ المنصور نے کہا: چار سے لئے ساقم ہو گیا، انشاء اللہ۔ ابو مسلم کو لکھا اور اسے
اپنے پاس بلایا۔ ابو جعفر آگے آگیا تھا، ابو مسلم اس کے پاس آیا، جب وہ بیٹھا اور اس کے
سامنے عیسیٰ کا خط رکھا گیا تو اس کو بڑھ کر دیا، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی
اور اس نے ابو جعفر کو دیکھا جس نے بہت جزع کی تھی۔ اس نے کہا: یہ کیسی جرح ہے
حال آن کہ آپ کے پاس خلافت آئی ہے ابو جعفر نے کہا: مجھے اپنے چچا عبد اللہ بن علی
کے شر کا خوف ہے۔ ڈر تا ہوں کہ وہ مجھ پر غضب کرے گا۔ ابو مسلم نے کہا اس سے نہ ڈرو
میں اس کے لئے کافی ہوں، انشاء اللہ۔ اس کے لشکر کا نام عبد اور اس کے ساتھ دس سب
اہل فرسان ہیں اور وہ میری نافرمانی نہیں کریں گے: المنصور اس سے خوش ہو گیا،
ابو مسلم نے اور لوگوں نے اس سے بیعت کر لی۔ یہ دونوں آگے بڑھے، حتیٰ کہ انکو نہ پہنچے

کہا جاتا ہے پہلے ابو مسلم ابو جعفر سے آگے روانہ ہو گیا تھا اس کو اسحاق کے مرنے
کی خبر پہلے معلوم ہوئی، اس نے ابو جعفر کو لکھا کہ اللہ تجھے محفوظ رکھے اور ترسے سے دور رہے

فائدہ بچنے سے معلوم ہو کر میرے پاس ایک ایسی خبر آئی ہے جس نے مجھے کاث دیا اور میرے دل پر ایسا اثر کیا کہ کسی چیز نے مجھے نہ کیا تھا۔ وہ امیر المومنین کی وفات ہے، ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو بڑا اجر دے اور خلافت آپ پر درست کرے کیونکہ آپ کے حق کی تعلیم کرنے والا اور آپ کا خالص خیر خواہ اور آپ کی خوشنودی پر مجھ سے زیادہ جو میں آپ کے اہل میں کوئی شخص نہیں ہے پھر وہ وہ دن ٹھیکہ اسٹاپ اور اس نے ابو جعفر کو کھٹاکر اپنی بیعت لے۔ دراصل وہ ابو جعفر کو مرعوب کرنا چاہتا تھا۔

کہا: ابو جعفر نے زیادہ بن عبیدہ اللہ کو مکہ کی طرف واپس کر دیا۔ وہ السفاح کی طرف سے کہ اور اللہ بندہ پر عامل تھا، جس کہتے ہیں اس کو السفاح نے اپنی موت سے پہلے کہ سے معزول کر دیا تھا اور وہاں کا دالی عباس بن عبد اللہ بن عبید بن عباس کو مقرر کر دیا تھا۔

عبدی بن موسیٰ نے ابو جعفر کے لئے بیعت لی، عبد اللہ بن علی کے پاس الشام میں السفاح کی وفات اور المنصور کی بیعت کی خبر بھیجی، اور اسے حکم دیا کہ المنصور کے لئے بیعت لے۔ وہ اس سے پہلے السفاح کے پاس آیا تھا اور السفاح نے اسے الصالحہ پر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ اہل الشام و خراسان کو بھیجا تھا۔ وہ چلائی کہ دلوک پہنچا اور ابھی وہاں نہ پہنچا تھا کہ اس کے پاس السفاح کی موت کی خبر آئی۔ وہ اپنے ساتھ کے لشکروں سمیت واپس ہوا اور اس نے خود اپنے لئے بیعت لی۔

الامدلس کے فتنہ کا ذکر

اس سال الامدلس میں حباب بن رواحہ بن عبد اللہ الزہری نے خروج کیا اور اس نے خود اپنی طرف دعوت دی۔ اس کی طرف ایمانیہ کی ایک جماعت متبع ہو گئی۔ پھر وہ انیس کی طرف گیا جو قریب کا امیر تھا، اور وہاں اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کو شک کیلئے آہر کار العیس نے یوسف الفہری امیر الامدلس سے مدد لی۔ وہ الامدلس پر پہنچ کر رہا اور جھوک کی دہ سے مدد کر سکا۔ اور اس وجہ سے بھی کہ یوسف انیس سے کراہت کرتا تھا اس نے اس کی چاکت پسند کی تاک اس سے راحت پائی۔

وہاں ناصر العبدی نے بھی شورش برپا کی اور ایک جمیعت فراہم کی اور

انہیں کے خلاف حباب کے ساتھ مل گیا۔ یہ دونوں نبی العباس کی دعوت لے کر کھڑے ہوئے۔ جب انہیں پر محاصرہ شدید ہو گیا تو اس نے اپنی قوم کو مدد کے لئے لکھا انہوں نے اس کی مدد کی طرف جلدی کی، اور جمع ہو کر اس کی طرف چلے۔ حباب نے جب ان کے قریب کی خبر سنی..... انہیں ستر قط سے چلایا اور اس کو چھوڑ دیا۔ حباب وہاں وہیں آگیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ یوسف القہری نے انہیں کو خلیفہ کا مائل مقرر کیا۔

چند حوادث کا ذکر

اکوفہ پر یحییٰ بن یونس تھا۔ اشام پر عبداللہ بن علی۔ مصر پر صالح بن علی۔ البصرہ پر سلیمان بن علی۔ المدینہ پر زیاد بن حصید اللہ امارت تھی۔ مکہ پر عباس بن عبداللہ بن سعید۔ اس سال یہ لوگ فوت ہوئے، وجہ بن عبدالرحمن — یہ ربیعہ طارائے ہیں۔ بعض کہتے ہیں: انہوں نے ستر سال میں وفات پائی اور بعض کہتے ہیں ستر سال میں۔ اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم۔ اور عبدالملک بن عمر بن سوید الطحی القرشی۔ ان کو قریبی زانیہاں کہا گیا ہے۔ اور عطاء بن اسباب ابو زید اشقی۔ اور عروہ بن زید۔ اس سال ابو جعفر المنصور امیر المومنین کو سے آیا اور انکو تیس دن قتل ہوا۔ وہاں کے باشندوں کے ساتھ اس نے فائر بھڑا دیا، ان کو خطبہ دیا، اللہ والا تبار کی طرف گیا اور وہاں قیام کیا۔ اور اس کے اطراف (اس کے تحت) جمع کر دیے۔ یحییٰ بن یونس نے بیعت احوال اور خزانے اور دواویں ابو جعفر کے آئے سے قبل بے حال رکھے تھے اس کے آئے کے بعد امور اس کے سپرد کر دیئے۔

پھر سال داخل ہوا

عبداللہ بن علی کے خروج اور اس کی خبریت کا ذکر

عبداللہ بن علی الصائغ پر نوجوانوں کے ساتھ جانے اور السفاح کی موت اور یحییٰ بن یونس کے اپنے چچا کو اس کی موت کی اطلاع دینے اور ابو جعفر المنصور کے لئے بیعت لینے کا حکم بھیجنے کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ السفاح نے اپنی وفات سے قبل اس کا

حکم دیا تھا۔ جب قاصد مجدد اللہ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا یا تو وہ اس سے دلوں کو چاک کر
 لے گا جو وہ جب کے مندر ہے۔ اس نے ملائی کو حکم دیا، اس نے توبی کو نماز جمعہ پر قی
 ہے، لوگ اس کے پاس پہنچے ہو گئے۔ اس نے ان کو السفاح کی موت کے منتفی کتبہ
 چڑھ کر سسٹایا اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی اور ان کو خبر دی کہ جب السفاح نے
 مروان بن محمد کی طرف توجہ نہیں دینے کا ارادہ کیا تھا تو اپنے بنی اب کو طلب کیا اور چاہا
 کہ وہ اس کے مقابلہ پر جائیں، اور کہا کہ تم میں سے جو ہائے کو لیا رہو چکا اور اس کی طرف
 چلے گا یہی یہ اصل مہد ہے، لیکن میرے سوا کوئی نہ تھا۔ اسی بات پر میں اس کے پاس سے نکلا اور میں نے
 قتل کیا جسکو قتل کیا۔ اس بات پر اس کے لئے ابو ظاف المظاہل اور خفاف المرد و دوی اور نوامی سے
 دوسروں نے شہادت دی۔ پس اس سے بیت کر لائی ان لوگوں میں عینہ بن قحطیبہ وغیرہ ابی غسان و اشام
 و الجری و میرات تھے لیکن عینہ بعد میں اس سے الگ ہو گیا ایسا کہ ہم آگے بیان کر چکے۔ پھر عبداللہ
 چلا حتیٰ کہ حران پر اثر اور ان مقابلہ الکی تھا جسے ابو جعفر نے کھجاتے وقت اپنا
 نائب مقرر کیا تھا۔ مقالہ اس کے مقابلہ میں قلعہ بند ہو گیا، اور وہ چالیس دن تک
 اس کا محاصرہ کئے رہا۔ اس مدت میں ابوسلمہ المنصور کے ساتھ حج سے واپس آچکا تھا
 بیہوشی کے ذکر کیا۔ اس نے المنصور سے کہا، اگر تم چاہو تو میں اپنے کثرت اپنے منقلہ
 میں لشکروں اور قہداری خدمت کروں اور اگر تم چاہو تو میں غراسان جاؤں اور
 ہمارے حامد کے لئے لشکر بھیجوں۔ اور اگر تم چاہو تو میں عبداللہ بن علی سے لڑنے کیلئے
 جاؤں۔ المنصور نے اسے عبداللہ سے لڑنے کے لئے جانے کا حکم دیا۔ ابوسلمہ لشکروں
 کے ساتھ عبداللہ کی طرف گیا اور اس کے پیچھے کوئی نہ رہا۔ عینہ بن قحطیبہ بھی اس سے
 آلا اور اس کے ساتھ گیا۔ ابوسلمہ نے اپنے مقصد پر مالک بن ابی شمر الخراسانی کو مقرر کیا
 جب عبداللہ کو ابوسلمہ کے بڑے سے کی خبر پہنچی اور وہ حران کا محاصرہ کئے ہوئے تھا
 تو اسے خوف ہوا کہ کہیں اس پر غلط ہو سکی، اسے سے جو دم نہ کر بیٹھے۔ وہ اپنے ساتھیوں
 کے ساتھ اس کے پاس جا کر اثر اور اس کے ساتھ منیم رہا۔ پھر اسے عثمان بن عبداللہ
 بن سراقة الازدی کے پاس المرتد بھیجے اور اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے بھی بھیجے۔
 اور اس کو ایک خط لکھ کر دیا۔ جب یہ لوگ عثمان کے پاس پہنچے تو انکی نے وہ خط لکھ
 دیا، اس نے انکی کو قتل کر دیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو قید کر لیا۔ اور عبداللہ

کی ہر میت کے بعد ان کو بھی قتل کر دیا۔ بعد اشد بن علی کو خون تھا کہ ابلی خراسان اس کے ساتھ قہر خوان نہیں کریں گے۔ اس نے اس سے تہ پناستہ ہزار آدمی قتل کر دیے، حمید بن قحطبہ کو عامل بنا کر طلب بھیجا۔ اور اسے دہان کے عاملی دُفرین مہم کے نام ایک خط دیا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ جب حمید اس کے پاس پہنچے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ حمید روانہ ہوا اور خط اس کے ساتھ تھا۔ جب وہ کسی رستے میں تھا تو اس نے کہا کہ میرا ایک ایسا خط لیکر جانا جس کے مضمون کی مجھے خبر نہیں ہے اپنے رئیس طاقت میں ڈالنا ہے۔ اس نے خط کھولی کر پڑھا اور جو کچھ اس میں تھا دیکھا تو اپنے خواص کو اس سے باخبر کیا اور ان سے کہا تم میں جو کوئی میرے ساتھ جانا چاہے چلے۔ ان میں سے جہتوں نے اس کی پیروی کی اور وہ الرضاؑ پر سے العراق کی طرف چلا۔ المنصور نے محمد بن حوئل کو حکم دیا کہ وہ عبد اللہ بن علی کے پاس جائے اور اس کے ساتھ مکر کرے۔ جب وہ اسکے پاس گیا تو اس نے اس سے کہا: میں نے ابوالعباس کو کہتے سنا ہے کہ غلبہ میرے بعد میرا چچا عبد اللہ ہے۔ اس نے کہا: تو نے جھوٹ کہا۔ تجھے ابو جعفر نے مقرر کیا ہے اور اس کی گردن مار دی۔ محمد بن مولیٰ ابراہیم بن عباس ابوالعباس العولی کا دادا ہے۔ پھر عبد اللہ بن علی آگے بڑھا حتیٰ کہ نصیبین پر اترا، اس پر خندق کھدائی، ابی حاتم بھی اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھا۔ المنصور نے حسن بن قحطبہ کو جو مدینہ پر اس کا نائب تھا، لکھا کہ وہ ابی حاتم سے جا ملے۔ وہ ابی حاتم سے الموصل پر جاتا۔ ابی حاتم آگے بڑھا اور اس نے نصیبین کا رخ کیا اور الشام کے رستے پر چلی پڑا۔ اس نے عبد اللہ سے تعرض نہ کیا اور اسے دیکھا کہ مجھے تجھ سے لڑنے کو حکم نہیں دیا گیا ہے بلکہ امیر المؤمنین نے مجھے الشام پر والی مقرر کیا ہے اس لئے میں ادھر جاتا ہوں۔ اس پر ان خامیوں نے جو عبد اللہ کے ساتھ تھے عبد اللہ سے کہا: ہم تیرے ساتھ کیسے رہ سکتے ہیں جبکہ یہ شخص ہمارے ملک میں جا رہا ہے۔ وہ ہمارے مردوں میں سے جس پر قدرت پائے گا اسے قتل کر دے گا اور ہمارے بچوں کو غلام بنائے گا۔ ہم تو اپنے ملک کی طرف جا رہے ہیں اور اس کو روکیں گے اور اس سے جنگ کریں گے۔ اس پر عبد اللہ نے ان سے کہا: خدا کی قسم وہ الشام نہیں جاتا۔ اس نے قہ سے جنگ کرنے کے صواب کوئی اور ارادہ نہیں کیا ہے۔ اگر تم

یہاں طغرل سے جو دو تھما، یعنی پاس آئے گا۔ لیکن انہوں نے ایشام جانے کے سوا کسی بات کے ماننے سے انکار کر دیا۔ ابو مسلم ان سے قریب ہی تھا۔ عبد اللہ نے ایشام کی طرف کوئی کیا، ابو مسلم ٹپٹ کر عبد اللہ بن علی کے حاکم بن اسی جگہ آکر اتر ا اور ان کے گرد جس قدر آب گہر تھے ان کو زہریں روز کر دیا اور ان میں مردار ڈال دیے۔ عبد اللہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: میں نے تم سے نہ کہا تھا۔ پھر وہ پنا اور ابو مسلم کے پڑاؤ کی جگہ اتر، جہاں وہ پہلے تھا۔ پھر ان میں پانچ بیسے تک جنگ ہوتی رہی۔ اہل ایشام میں سوار زیادہ تھے اور ان کا سامان زیادہ مکمل تھا۔ عبد اللہ کے سینہ پر بھار من مسلم الثقلی اور اس کے سپہ پر حبیب بن موسیٰ الامدی، اور اس کے سواروں پر عبد الحمید بن علی، عبد اللہ کا بھائی تھا۔ ابو مسلم کے سینہ پر حسن بن قلیبہ اور اس کے سپہ پر خازم بن خزیمرہ تھا۔ بہینہ بھر جنگ ہوتی رہی پھر یہ ہوا کہ عبد اللہ کے آدمیوں نے ابو مسلم کے لشکر پر حمل کیا۔ انہوں نے ان کو ان کی گلیوں سے ہٹا دیا اور واپس آگئے۔ پھر ان پر عبد الحمید بن علی نے سواروں کے ساتھ حمل کیا اور ان میں سے اٹھارہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ واپس آگیا۔ پھر سب نے اکٹھے ہو کر دوبارہ ابو مسلم کے آدمیوں پر حمل کیا اور ان کی صفیں بکھار دیں۔ اور ایک بکر لگاؤ۔ اس وقت ابو مسلم سے کہا گیا کہ اگر تو اپنے لشکر سے اس میلے پر نہ آئے تو لوگ غمے کھیں گے اور وہاں سے ہٹ جائیں گے۔ ابو مسلم نے جواب دیا کہ اہل قتل اپنے جانوروں کو اس حال میں نہیں بھرتے۔ پھر اس نے منادی کو حکم دیا کہ اس نے منادی کہ اسے اہل خراسان واپس آؤ کہ لوگ نفاقت میں کھینچے ہیں جس نے تقویٰ کیا۔ لوگ واپس ہوئے اس روز ابو مسلم نے جزیرہ خراسان میں اس نے کہا: ۵۰

من کلان بنوی اہلہ فلا ترجع ۵۰ فرمن الموت و فی الموت وقع

جو اپنے اہل کا راہ و دکنہ ہو اس کے لئے رجوع نہیں ہے۔ موت سے بھاگنا موت میں پڑتا ہے۔

ابو مسلم کے لئے ایک تخت بنایا گیا تھا جس پر وہ بیٹھا تھا اور جب لوگ مشغول نہ رہے۔ ہوتے تو وہ جنگ کی طرف دیکھتا تھا۔ اگر وہ لشکر میں کوئی غلطی دیکھتا تو اس کو روک دیتا اور اس ناچہ کے افسر کو احتیاط برتنے کا حکم دیتا اور نہایت دینا کہ وہ کب کرے۔

اس کے قاصد براہِ ران کی طرف آتے جاتے رہتے حتیٰ کہ لوگ ایک دوسرے کے متعاقب سے واپس پھرتے۔ شبِ یامہِ شبنہ کے دن ساتویں جمادی الآخرہ مسکے۔ کو دونوں لشکروں کی صفِ بھڑ ہوئی۔ متحاضمین جنگِ کرباہ ہوئے، ابو مسلم نے ان سے شکریہ اس نے حسن بن قطیبہ کو حکم دیا کہ حین کی بجائے میسرہ کی طرف زیادہ صیف بنائے اور زمین میں اپنے اصحاب کی جماعت اور مضبوط آدمیوں کو چھڑ دے۔ جب اہلِ اشام نے یہ دیکھا تو انہوں نے اپنے میسرہ کو چھڑ دیا اور اپنے سینہ میں ابو مسلم کے میسرہ کے مقابلہ جاملے۔ ابو مسلم نے قلب والوں کو حکم دیا اور وہ اس کے سینہ والوں کے ساتھ مل کر اہلِ اشام کے میسرہ پر حملہ آور ہوئے۔ اور ان کو چیس ڈالا۔ قلب اور سینہ الٹ گیا۔ ابو مسلم کے اصحاب ان پر چڑھ گئے اور عبد اللہ کے اصحاب پسپا ہو گئے۔ عبد اللہ بن علی نے ابنِ سراقۃ الازدی سے کہا: اے ابنِ سراقۃ تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری یہ رائے ہے کہ جے ریو اور رلوس جاؤ حتیٰ کہ مر جاؤ کیونکہ بھاگن تم جیسے شخص کے لئے برا ہے جب کہ تم نے اسی بات پر مردان کو برا کہا تھا۔ اس نے کہا: میں تو العروق جاتا ہوں۔ سراقۃ نے کہا: میں تیرے ساتھ ہوں۔ وہ بھاگ بچھے اور اپنا لشکر چھوڑ گئے جس پر ابو مسلم قابض ہو گیا۔ اس نے المنصور کو اس کی نسبت لکھا۔ المنصور نے ابو الغیب اپنے غلام آزاد کو بھیجا تاکہ لشکر سے جو کچھ ملا ہے اس کا احصاء کرے۔ اس پر ابو مسلم برہم ہوا۔ عبد اللہ اور عبد الصمد اہلِ اشام چلے گئے۔ عبد الصمد الکوفہ گیا اور اس کے لئے عیسیٰ بن موسیٰ نے امان طلب کی۔ المنصور نے اے امان دے دی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبد الصمد بن علی المرسانہ میں غیر گیا حتیٰ کہ تمہود بن مراد البعلی جس کو المنصور نے موافق کے ساتھ بھیجا تھا وہاں پہنچا اور اس کو گرفتار کر کے باجولان المنصور کے پاس ابوالغیب کے ساتھ بھیج دیا۔ پھر المنصور نے اس کو رہ کر دیا۔ رہا عبد اللہ بن علی تو وہ اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس المنصور آیا اور اس کے پاس ایک رومہ لے کر روپوش رہا۔ پھر ابو مسلم نے عزیمت کے بعد لوگوں کو امان دے دی اور ان سے لاتحدہ روکنے کا حکم دیا۔

ابو مسلم خراسانی کے قتل کا ذکر

اسی سال ابو مسلم خراسانی قتل کیا گیا۔ اس کا المنصور نے نقل کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ابو مسلم نے اسحاق سے حج کو جانے کی اجازت طلب کی تھی جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اسحاق نے المنصور کو لکھا جو الجوزیرہ، ارمینیا، آذربائیجان پر تھا کہ ابو مسلم نے حج کی اجازت کے لئے لکھا ہے اور میں نے اس کو اجازت دیدی ہے۔ وہ اچھوٹے پرور تھا است کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کہ میں اس کو سو مسلم حج کا والی مقرر کروں۔ تم مجھے حج کی اجازت کے لئے لکھو، میں تم کو اجازت دیدوں گا۔ یہ نکرہ جب تم کہ میں جو گئے تو وہ ہم پر سرداری کی طبع نہیں کرے گا۔ المنصور نے اپنے بھائی السفیان کو حج کی اجازت کے لئے لکھا اس نے اجازت دیدی، وہ الانبار آیا، ابو مسلم نے کہا، کیا اس سال کے سوا ابو جعفر کو حج کے لئے کوئی اور سال نہ ملتا؟ اور اس بات پر اس نے رنج کیا۔ دونوں نے ملکر حج کیا۔ ابو مسلم عربوں کو کپڑے دیتا اور کنوئیں اور رستے درست کرتا گیا، اس کا نام ہوا اور عرب کہنے لگے کہ اس پر جھوٹا بیتان گھر ہے گئے ہیں۔ جب وہ مکہ پہنچا اور اہل الیمین کو اس نے دیکھا تو کہا، یہ کونسا لشکر ہے؟ کاش ان سے کوئی لطیف اللسان اور غریب الذمہ (وہ بہت آئینوں والا) ملتا؟ جب لوگ سو مسلم سے ٹکلتے تو ابو مسلم رستے میں ابو جعفر سے آگے بڑھ گیا، اس کو اللغات کی وفات کی خبر ہوئی۔ اس پر اس نے ابو جعفر کو خط لکھا جس میں اسے اس کے بھائی کی تقدیریت دی مگر خلافت کی تہنیت زدی، شہر ابھی نہیں کہ اس سے مل جاتا اور نہ وہ پس ہوا۔ ابو جعفر غمگین ہوا اور اس نے ابو مسلم کو درشت خط لکھا۔ جب اس کا وہ خط ملا تو اس نے ابو جعفر کو خلافت کی تعزیت لکھی۔ ابو مسلم آگے بڑھا اور الانبار پہنچا، عیسیٰ بن موسیٰ نے اسے دعوت دی کہ وہ آکر اس سے بیعت کرے، وہ عیسیٰ کے پاس آگیا۔ پھر ابو جعفر آیا۔ عبد اللہ بن علی نے بناوٹ کی۔ المنصور نے ابو مسلم کو الحسن بن قصبہ کے ساتھ اس سے جنگ کے لئے بھیجا، جیسا کہ اوپر گزرا۔ پھر الحسن نے المنصور کے وزیر ابو یوسف کو لکھا کہ میں نے ابو مسلم کو دیکھا ہے کہ اس کے پاس اس امیر المؤمنین کا خط آتا ہے تو وہ اسے چھو کر اپنے ہاتھ سے مالک بن انس کے آگے

ڈھرتیا ہے۔ وہ اسے چھوٹا ہے۔ پھر وہ نور ہنستے اور نہانی کرتے ہیں۔ یہ سب جب
 ابو جہل کو دیکھا تو وہ ہنسنا اور کہنے لگا کہ ہم جو مسلمان تھے وہ ہنسنا لگے۔ یہ وہ
 برسے ہیں۔ لیکن میں صرف ایک بات سے امید ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ
 اہل فرسائن جہل اللہ کو پسند نہیں کرتے اور اس نے ان میں سے قتل کیا جن کو قتل کیا۔
 عبد اللہ نے ان میں سے سترہ ہزار آدمی قتل کر دیے تھے۔ جب جہل اللہ کو شکست
 ہوئی اور ابو مسلم نے لشکر سے جو کچھ غنیمت حاصل کی تھی وہ جمع کی تو ابو جہل نے ابو نعیم
 کو ابو مسلم کے پاس بھیجا تاکہ جو کچھ سوال یا پوچھا آئے ہیں ان کو لکھے۔ ابو مسلم نے اس پر
 اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ لیکن اس باب میں اس سے گفتگو کی گئی اور اس نے اسے چھوڑ دیا
 اور کہا: میں خون کے خاطر میرا تو ابن ہوں اور اسواں کے معاملہ میں خائف ہوں۔ اور
 المنصور کو گالیاں دیں۔ ابو نعیم اب المنصور کے پاس واپس آیا اور اس نے اس کو
 ان باتوں کی اطلاع دی۔ اب المنصور کو خوف ہوا کہ کہیں وہ فراسان نہ چلا جائے
 اس نے ابو مسلم کو لکھا کہ میں نے تجھے مصدر الشام کاہ الی کیا ہے، یہی کہ یہ تیرے لئے
 فراسان سے بہتر ہے۔ تو مصدر کی طرف جس کو چاہے بھیج دے اور خود الشام میں قائم
 کر تاکہ تو امیر الموصلین سے قریب رہے۔ اس لئے کہ میں تیری ملاقات بعد
 رکھتا ہوں، اور چاہتا ہوں کہ تو قریب سے آتا رہے۔ جب یہ نامہ اسے ملا
 تو وہ بگڑ کر بولا: مجھے الشام اور مصر کا رہنا ہے حال آنکہ فراسان میرا ہے،
 المنصور کے قاتل نے یہ بات بھی اس کو لکھ لی تھی۔ ابو مسلم مخالفت کا ارادہ کر کے
 ابھریہ سے آگے بڑھا اور سیدھا فراسان کی طرف چلا، المنصور الانبار سے المدائن
 گیا اور ابو مسلم کو لکھا کہ اس کے پاس آئے۔ ابو مسلم نے جواب دیا: اور اس وقت وہ
 الزاب میں تھا، اب امیر الموصلین کے لئے کوئی بات باقی نہیں رہا ہے۔ اللہ نے
 ان کے دشمن پر ان کو غالب کر دیا ہے، چارے ہاں عوگب اہل فراسان سے رہا ہے
 ہے کہ وہ اس کے لئے سب سے زیادہ خوف کا وقت وہ ہے جب مصائب سکون
 سے بدل جائیں۔ اب ہم آپ کے قریب سے حاضر ہیں اور جب تک آپ وفاق
 کریں ہم آپ کے ساتھ دفا کرنے پر آمادہ ہیں۔ اور سمع و طاعت کے لئے طیار
 ہیں۔ مگر دور و کر جہاں اس کے ساتھ سلامتی بھی رہے۔ مگر یہ کہ اسے آپ کو پہنچے ہو

نہ آپ کے پیشین غلام کی طرح ہیں۔ اور اگر آپ اپنے نفس کا ارادہ پورا کرنے کے خواہشمند ہیں تو میں نے جو کچھ آپ کے عہد کو استوار کیا تھا اسے اپنی جان کی خاطر توڑ دیا۔ یہ مکتوب جب المنصور کو ملا تو اس نے ابو مسلم کو لکھا کہ میں نے تمہارا خط دیکھا۔ تمہاری صفات ان فزیرانہ کی نہیں ہے جو اپنے پاؤں میں کے ساتھ دھوکا کرنے والے تھے۔ جو اپنے عوام کی کثرت کے سبب دولت کی رستی پر گنہگار بن چکے تھے کیوں کہ ان کی راحت نظام جماعت کے انتشار پر مشتمل تھی۔ پھر تم نے اپنے پیش ان کے برابر کیوں کر دیا تم تو اپنی جماعت ان اپنی مناصحت اور اس حکم کا بوجھ اٹھانے میں جس درجے پر پہنچاؤ گے۔

ابو یونس نے علی بن حنفی کے ہاتھ میں ایک پیغام بھیجا ہے تاکہ اگر تم اسے سنو تو تمہاری قیمن ہو جائے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ شیطان اور اس کے دوسروں کے اور تمہارے درمیان مائل ہو جائے۔ کیوں کہ اس کو تمہاری نیت خراب کرنے کے لئے کوئی اور دروازہ اس دروازے سے زیادہ قریب تر اور حکم تر نہیں ملا ہے۔ جو اس نے تم پر کھولا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابو مسلم نے اس کو دراصل یہ خط لکھا تھا۔ اما بعد میں نے ایک شخص کو امام ابو یونس بنایا تھا ان چیزوں کی طرف جو اللہ نے اپنی خلق پر فرض کی ہیں اور وہ تمام علم میں اترنے والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انجوا قرابت میں قریب تھا۔ یہ شخص اس نے مجھے قرآن سے باہل بنایا اور اس نے غلو سے سے نفع کے لئے جس کو اللہ نے اپنی خلق کے لئے میوہ قرار دیا ہے اس کے مواضع سے اس کی تخریب کی۔ وہ اس شخص کی طرح تھا جس نے دھوکے میں ڈالا۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار بے نیام کروں۔ ”رحمہم اللہ“ کروں معذرت قبول نہ کروں۔ اور لغزش معاف نہ کروں۔ میں نے تمہاری حکومت کا رستہ صاف کرنے کے لئے یہی کیا تھی کہ اللہ نے تم کو بتا دیا کہ تم کو کون اٹھا تا تھا۔ پھر اللہ نے مجھے قریب کئے۔ فیہ اس سے بچا گیا۔ مگر وہ مجھے معاف کرے تو یہ اس کے مطابق ہے جو اس سے معذرت ہے اور اس کی طرف منسوب ہے۔ اور اگر مجھے اس کی خبر ہو تو یہ ان افعال کے مطابق ہے جو میرے ہاتھ پہلے کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(اور اشد اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔)

ابو مسلم مخالفت اور عداوت کے ساتھ اعلیٰ امت سے منسلک گیا۔ المنصور (الرشید) سے امداد کی طرف پلا، اور ابو مسلم نے صلوان کا رستہ لیا۔ المنصور نے اپنے چچا یحییٰ بن علی اور بنی ہاشم میں سے جو دوسرے موجود تھے ان سے کہا کہ تم ابو مسلم کو کھو۔ انھوں نے اسے لکھا جس میں اس کے کام کی بزرگی خاص کر کی اس کا لشکر اور کیا اور اس سے درخواست کی کہ اس سے جو کچھ ظہور پذیر ہوتا رہے اور جماعت وہ برتتا رہے اس کو پورا کرے۔ اور اسے بغاوت کے انجام سے ندرایا۔ اور المنصور کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا۔ یہ خط المنصور نے ابو حمید مروزی کے ہاتھ بھیجا اور اس سے کہا: ابو مسلم سے بہت انرم گفتگو کیجئے اور اس سے بتائیو کہ اگر وہ درست ہو گیا اور میری خوشنودی کی طرف اس نے مراجعت کرنی تو میں اس کو بخشہ کروں گا۔ اور اس کے ساتھ وہ کروں گا جو اس سے کسی نے نہ کیا ہوگا۔ اور اگر اس نے واپس ہونے سے انکار کیا تو اس سے کہہ دیجو کہ امیر المومنین تجھ سے کہتے ہیں کہ میں تمہیں سے نہیں ہوں اور صحرے سے بری ہوں اگر تو مخالفت ہو کر چلا گیا اور میرے پاس نہ آیا اور میں نے تیرا معاملہ اپنے سوا کسی اور کے سپرد کر دیا اور خود تیری طلب اور تجھ سے جنگ کرنے کا کام انجام نہ دیا۔ اگر تو سمجھیں کہ تم سے گفتگو میں بھی اتروں گا، ورنہ اگر تو لوگ میں جانے گا تو میں بھی جانتی کہ اپنے قتل کر دوں گا یا میں خود اس سے پہلے مر جاؤں گا۔ لیکن یہ بات اس وقت تک نہ کہ وہ جب تک تجھے اس کے رجوع سے بالکل مایوسی نہ ہو جائے۔ اور اس سے تیر کی امید نہ رہے۔ اب تم پلا اور ابو مسلم کے پاس صلوان پہنچا اور اسے وہ خط دیا اور اس سے کہا: لوگ تجھے امیر المومنین کی طرف سے ایسی باتیں پہنچاتے ہیں جو انھوں نے نہیں کہیں۔ اور جو اس رائے کے خلاف ہیں جس پر امیر المومنین ہیں۔ یہ تجھ سے حسد اور دشمنی کی بنا پر ہے جس سے وہ تیرے ہی نسبت زائل کرنی اور بدلہ دینی چاہتے ہیں۔ جو کچھ تجھ سے ظاہر ہوا اسے اسے تو ناسد نہ کر۔ اس نے ابو مسلم سے کہا: اے ابو مسلم تو ہمیشہ امیر آل محمد رہا ہے۔ لوگ اسی حیثیت سے تجھے جانتے ہیں۔ اور اشد نے تیرے لئے اپنے پاس جو کچھ جسیر رکھ بھجوا ہے وہ اس سے زیادہ ہے۔ جس پر تو اب اپنی دنیا میں سے تو اپنا اجر و ثواب نہ کر اور شیطان کو عام خیالی میں

دستاورد کردی۔ ابو مسلم نے جواب دیا کہ تو نے کب میرے ساتھ ایسی باتیں کی تھیں؟
 اس نے کہا: تو نے مجھ پر اس امر کی دعوت دی اور بنی العباس اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
 کی مخالفت کی طرف بلایا اور ہمیں ایسے تمام لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا جو اس کی مخالفت
 کریں۔ تو نے ہمیں مختلف زمینوں اور متفرق اسباب سے بلایا۔ اور اللہ نے ہمیں
 ان کی مخالفت پر جمع کر دیا۔ اور ہمارے دلوں کے درمیان الفت و الہی اور ان کی
 مدد کرنے پر ہمیں عہد دی۔ ہم ان میں سے کسی شخص سے نہ ملے لیکن اس چیز کے ساتھ
 جو اللہ نے ہمارے پاس رکھی تھی یعنی کہ ہم ان کے پاس ان کے ملک میں بھرتہ
 نافذ و طاقت خاصہ کے ساتھ آئے۔ پھر حسب امر انی خلیت تمنا اور فتنا سے اہل کو
 پہنچانے میں لگا کر کیا تو چاہتا ہے کہ ہمارا کام بگڑے اور ہمارا ملک متفرق کر دے۔
 حال اس کے کہ وہ خود ہم سے کہا تھا کہ جو تمہاری مخالفت کرے اس کو قتل کر دنا۔ اور
 اگر وہ میں تمہاری مخالفت کر دے تو مجھے بھی قتل کر دینا۔ ابو مسلم ابو نصر مالک بن ابراہیم
 کی طرف متوجہ ہوا اور بولا: اسے ملک بکریا تو نہیں سنتا جو باتیں شیخ کر رہا ہے! اس نے
 کہا: اس کی بات نہ سن۔ اور واپس نہ جا۔ کیونکہ خدا کی قسم اگر تو اس کے پاس چلا گیا تو وہ
 تجھے قتل کرے گا۔ اس کے دل میں تیری طرف سے ایسی بات بڑھ گئی۔ کہ وہ تجھ سے
 کبھی مطمئن نہ ہو گا۔ اس پر اس نے کہا: اٹھو اور لوگ اٹھ گئے۔ پھر ابو مسلم نے نیزک
 کے پاس جا کر کہا: بھیا اور اس نے وہ خط اس کے سامنے پیش کئے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی
 بیان کی۔ اس نے کہا: میری رائے نہیں ہے کہ تو اس کے پاس جائے۔ میری رائے
 ہے کہ تو اس سے چل اور وہاں خراسان کے درمیان قیام کر۔ اگر وہ تجھ سے درست رہا تو
 وہ تیری فوج دیں۔ وہاں تیرا کوئی مخالفت نہیں ہے۔ اگر وہ تجھ سے درست رہا تو
 اس سے درست رہیو اور اگر اس نے انکار کیا تو اپنی فوج میں چوگا اور خراسان
 تیری پشت پر چوگا۔ باقی جو تیری رائے ہو۔ ابو مسلم نے ابو نعیمہ کو بلایا اور اس سے
 کہا: اچھے صاحب نے پاس پاس کیا میری رائے نہیں ہے کہ اس کے پاس جاؤں اس سے
 پوچھا: کیا تو نے اس کی مخالفت کا حکم کر لیا ہے؟ بولا: جلد اس نے کہا: ایسا نہ کر۔
 کہا: میں اس کے پاس کبھی نہیں جاؤں گا جب وہ اپنے ساتھ اس کی دہلی
 سے مایوس ہو گیا تو کچھ نہ بھرتے اس سے کہا تھا اس نے کہ سننا۔ ابو مسلم دیر

تک خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا: اٹھ۔ اس بات نے اس کو ٹوڑ دیا اور اسے مروجہ کر دیا۔ اسی زمانہ میں جبکہ ابو مسلم قہم ہوا تھا ابو جعفر منصور نے ابو مسلم کے نائب ابو داؤد کو خراسان بھیجا تھا کہ خراسان کی حکومت میں تک تو زندہ ہے تیرے لئے ہے۔ ابو داؤد نے ابو مسلم کو لکھا کہ ہم امتد کے خلفاء اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی معصیت کے لئے ہرگز نہیں نکلیں گے۔ تو اپنے امام کی مخالفت نہ کرو اور اس کی بغیر امانت نہ دیں۔ آ۔ اس کا یہ خط اسی وقت ابو مسلم کے پاس پہنچا اس سے وہ اور مروجہ اور غم گین ہوا۔ اس نے ابو حمید کے پاس آؤی بھیجا اور اس سے کہا: میں نے خراسان جانے کا فیصلہ کر لیا تھا پھر میں نے مناسب سمجھا کہ ابو اسحق کو امیر الموصلین کے پاس بھیجوں تاکہ وہ میرے پاس ان کی رائے معلوم کر کے لائے کیوں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن پر میں اعتماد کرتا ہوں۔ اس نے ابو اسحق کو بھیجا۔ جب وہ پہنچا تو نبی اشتم اس سے ایسے تمام طریقوں سے پیش آئے جن سے وہ خوش ہو گیا تھا۔ اس سے منصور نے کہا کہ اس کو دینی ابو مسلم کا اس کے رخ سے پھیر دے۔ اور خراسان کی ولایت تیرے لئے ہے۔ اور اسے روانہ کر دیا۔ ابو اسحق واپس آئے اور اس نے ابو مسلم سے کہا: میں نے کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھی۔ میں نے ان کو تیرے حق کی تعظیم کرتے دیکھا۔ وہ تیرے لئے دہاڑے رکھتے ہیں جو وہ خود اپنے لئے رکھتے ہیں۔ اور اسے مشورہ دیا کہ امیر الموصلین کے پاس واپس ملے اور اس سے ان باتوں پر معذرت چاہے جو اس سے ظاہر ہوئی ہیں۔ اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا۔ نیز کہ اس سے کہا: کیا تم نے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا؟ اس نے کہا: ہاں۔ اور یہ شعر پڑھا۔

حالی الحال مع القضاء والحق ذهب القضاء بحيلة الاقواء
قضاء کے مقابلے میں انسان کی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ قضاء کے سامنے اقواء کا میل کا فور ہو جاتا ہے۔

اس نے کہا: اگر تو نے فیصلہ کر لیا ہے تو امتد تیرے لئے بہتری کرے۔ لیکن میری ایک بات یاد رکھ۔ جب تو اس کے پاس جائے تو اسے قتل کر دے۔ پھر جس سے چاہے بیعت لے، اگر نہ لوگ تیرے خلاف نہیں کریں گے۔ ابو مسلم نے منصور کو

کھد کر اطلاع دی کہ وہ اس کے پاس، واپس آ رہا ہے۔ وہ اس کی طرف چلا،
 ابو نصر کو اس نے اپنے لشکر پر نائب کیا۔ اور اس سے کہا: جب تک تیرے پاس
 میرا خط آئے ہیں نہیں ٹھہرے۔ اگر وہ آدمی مہر کے ساتھ آئے تو سمجھو کہ میں نے تمہارے
 اگر چوری مہر کے ساتھ آئے تو سمجھو کہ میں نے مہر نہیں کی ہے اس نے لوگوں کو
 حلو ان میں چھوڑ دیا اور خود تین ہزار آدمیوں کے ساتھ المدائن آیا۔ جب
 ابو مسلم کا خط منصور کے پاس پہنچا تو اس نے پڑھا اور اپنے وزیر ابو یوسف
 کی طرف ڈال دیا۔ اس نے بھی پڑھا۔ منصور نے کہا: خدا کی قسم، اگر وہ میری نگاہوں
 کے سامنے آگیا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ ابو یوسف کو ابو مسلم کے ساتھیوں سے
 خوف ہوا کہ کہیں وہ منصور کو اور اس کو قتل نہ کریں۔ اس نے حکم بن سید بن جابر
 کو بلایا اور اس سے کہا: کیا تیرے پاس لشکر ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ ابو یوسف
 نے کہا: اگر میں تجھے ایسی ولایت پر مقرر کروں جس سے تو ہم دولت حاصل کرے
 جو صاحب العراق کو حاصل ہوتی ہے تو کیا تو میرے بھائی ماتم کو اپنے ساتھ
 داخل کرے گا؟ اور اپنے بھائی کو اس کے ساتھ داخل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ منع کرے اور
 انکار نہ کرے اور اس کو نصف دے گا؟ اس نے کہا: ہاں ابو یوسف نے کہا: کتنی پہلے سال
 اتنی اتنی آمدنی تھی اور اس سال سے کتنی گنی ہے اگر میں اس شرط پر جس پر وہ پہلے تھی یا
 امانت پر تجھے دے دوں تو تجھے وہ دولت حاصل ہوگی جس کے لئے ہاتھ کی دھت تک
 ہوگی۔ اس نے کہا: مجھے یہ مال کیونکر حاصل ہوگا؟ ابو یوسف نے جواب دیا کہ تو ابو مسلم کو بلا یا
 اس سے مل اور لکھو کہ وہ کہہ کہ وہ اپنی جو حالت میں نہیں کرتا ان میں سے ایک تیری یہ حاجت سمجھتا
 کہ وہ کیونکہ امیر المومنین ارادہ رکھتے ہیں کہ جب وہ ان کے دربار کے اندر پہنچ جائے گا تو وہ
 اس کو دہائی بتائیں گے اور اس کا دل خوش کروں گے۔ اس نے کہا: امیر المومنین کا بھٹاس سے ملاقات
 کی اجازت کیسے دیں گے؟ ابو یوسف نے اس سے اس باب میں اجازت طلب کی منصور
 نے اجازت دیدی اور حکم دیا کہ ابو مسلم کو اس کا سلام اور شوق پہنچا دے۔ بعد میں سے سے
 میں تھا اور اس کو یہ خبر دی۔ اس سے اس کا دل خوش ہو گیا اور اس سے پہلے وہ بخیر
 تھا جو وہ رہا۔ اب وہ رہا جی کہ اپنی۔ جب ابو سلمہ منصور سے قریب ہوا تو اس نے لوگوں کو
 اس سے جاننے کا حکم دیا۔ بنی ہاشم نے دیکھا کہ اس نے جا کر اس کے پاس نہ گئے

اس کا ہاتھ چڑھا۔ المنصور نے حکم دیا کہ وہاں سے تین دن آرام کرے اور حکام کہے۔ وہ واپس گیا۔ دوسرے دن المنصور نے عثمان بن ہنیک اور پیرہ داروں کو بلایا جن میں حبیب بن واثق اور ابو حنیفہ حرب بن شمس بھی تھے۔ اور ان کو حکم دیا کہ جب وہ دنک دے تو وہ ابو مسلم کو قتل کر دیں اور اس نے ان کو رواق کے چھپے چھوڑ دیا۔ اور ابو مسلم کو پیغام بھیج کر طلب کیا۔ اس وقت اس کے پاس حبیب بن موسیٰ صبیح کا ناشنہ کر رہا تھا۔ وہ المنصور کے پاس داخل ہوا۔ المنصور نے ان سے کہا: مجھے ان تلواروں کی کیفیت بتا جو تجھے عبداللہ بن علی سے ملی تھیں۔ اس نے کہا: ان میں سے ایک یہ ہے۔ المنصور نے کہا: مجھے دکھا۔ ابو مسلم نے پیام سے نکالا اور اسے دیدی۔ المنصور نے اسے اپنے فرش کے نیچے رکھ لیا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس پر عتاب کرنے لگا۔ اس نے کہا: مجھے اس جنگ کی خبر دے جو تو نے السفاح کو کھٹا تھا۔ اور اسے ارض موت سے روکا تھا۔ کیا تو ہمیں دین سکھانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا: میں نے گمان کیا کہ اس کا لینا حلال نہیں ہے۔ جب یہ سے پاس السفاح کا خط آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ سعد بن عظم کے اہل بیت سے ہے۔ المنصور نے کہا: مجھے بتا کہ کدو کے رستے میں تو مجھ سے آگے گہری چلا آیا تھا؟ اس نے کہا: میں نے پسند نہیں کیا کہ ہم ایک پانی پر جمع ہوں اور اس لوگوں کو ضرر پہنچے اس لئے میں فوج کی خاطر آپ سے آگے چلا آیا۔ المنصور نے کہا: ان لوگوں سے جنہوں نے ابو العباس کی موت کی خبر سنی تھی تو کدو کے رستے میں آئی اور میری طرف واپس ہونے کا شور مچا دیا تھا ان سے پتہ چلا کہ جمع آگے جائیں گے اور اپنی رائے قائم کر سینگے (اس کے کیا معنی تھے؟) تو روانہ ہوئی اور نہ پتہ چلا کہ میں تجھ سے آلوں اور نہ میری طرف واپس ہوا۔ اس نے کہا: اس سے بھی مجھے لوگوں کے لئے اسی طلب رفتے روک دیا تھا۔ جس کی میں آپ کو خبر دے چکا ہوں۔ میں نے کہا: ہم انکو ذہینچ جائیں اور اس میں آپ کی کوئی مخالفت نہیں ہے۔ المنصور نے کہا: پھر عبداللہ کی لڑائی کو تو نے لیجے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا: نہیں۔ بلکہ مجھے تو خوف ہوا کہ وہ ضائع ہو جائیں گے۔ اس لئے میں نے اس کو ایک جذبہ میں سوار کر دیا اور اس پر محافظ مقرر کیا۔ المنصور نے کہا: پھر پیرے خراسان کی طرف نکلنے کا کیا فائدہ تھا؟ اس نے کہا: مجھے خوف ہوا کہ آپ کے دل میں میری طرف سے ایک بات سمجھ گئی ہے۔ میں نے کہا

میں خراسان پہنچاؤں پھر چپ کو، چنانچہ رکھوں اور آپ کے دل میں جو بات ہے اسے دور کر دوں، المنصور نے کہا، اس مال کی نسبت کیا کہتا ہے جو تو نے خراسان میں جمع کیا ہے؟ اس نے کہا وہ میں نے شکر کی اصطلاح اور تقویت کے لئے خرچ کیا؟ المنصور نے کہا: کیا تو وہ نہیں ہے جو مجھے خطا لکھتا ہے تو اس میں اپنے نام سے ابتدا کرتا ہے۔ تو نے میری بچی آمنہ نسبت علی سے بیگم دیا، اور تو دعویٰ کرتا ہے کہ تو سلیطہ میں عہدہ شدہ بن حیا اس کا بیٹا ہے۔ تیری اس خبر، تو بہت دشوار مقام پر چڑھا گیا ہے۔ پھر کہا: کیا چیز تجھے سلیمان بن کثیر کے قتل کے لئے داعی بنی تھی حال آنکہ ہماری دعوت میں اس کا کیا اثر ہے۔ وہ ہمارے جوانوں میں سے ایک تھا جبکہ تو بھی اس کام میں داخل نہیں ہوا تھا۔ ابو مسلم نے کہا: اس نے مخالفت کا ارادہ کیا تھا اور مجھ سے سرکشی کی تھی اس لئے میں نے اسے قتل کر دیا۔

جب المنصور کا قناب طویل ہو گیا تو ابو مسلم نے کہا: میری آزمائشوں اور کارکردگیوں کے بعد یہ باتیں مجھ سے نہ کی جائیں۔ المنصور نے کہا: اسے جلیوتہ کے بیچ، خدا کی قسم اگر تیری جگہ ایک نوٹہ بھی جوتی تو وہ کافی تھی۔ تو نے جو کچھ کیا ہماری دولت میں اور ہمارے نفع سے کیا۔ ورنہ اگر یہ سب کچھ تیرے لئے ہوتا تو تو ایک شاگ بھی نہیں کاٹ سکتا تھا۔ ابو مسلم نے اس کا ہاتھ لے کر چومنا شروع کیا اور معذرت کرنے لگا۔ المنصور نے کہا: میں نے آج کے دن جیسا دن نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم تو نے میرا غصہ بڑانے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ ابو مسلم نے کہا: ان باتوں کو چھوڑ دیجئے کیوں کہ میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس پر المنصور غضبناک ہوا اور اسے گالیاں دیں اور اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ پھر وہ دار نکمل آئے، اس کو عثمان بن نذک نے مارا اور اس کی تلوار کا پر توڑ کاٹ دیا۔ ابو مسلم نے کہا: اسے امیر المومنین! مجھے اپنے دشمن کیلئے بچار کہئے۔ المنصور نے جواب دیا کہ اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو خدا مجھے نہ چھوڑے۔ کیا یہ ہے مجھے سے بھلا زیادہ کوئی دشمن ہے؟۔ پھر داروں نے اس کو اپنی تلواروں سے گھیر لیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر ڈالا۔ وہ العفو العفو بکا رہا تھا، المنصور کہتا اُسے کفار کے بیچے! اب معافی چاہتا ہے جبکہ تلواروں نے تجھے گھیر لیا ہے۔ اس طرح انہوں نے اسے پچیسویں شہان کو قتل کر دیا۔ المنصور نے کہا: ۔۔۔

ترجمت ان الدائم لا ينقضى فاستوفى بالنكيل ابا جهره
 سقيت كائناً كنت تسقى بها اصر في الملقى من العلقم
 تو اس وہم میں تھا کہ قرض ادا نہ ہو گا اسے ابو جہرم پنا مانا جو میرے بھٹے وہی پیالہ
 پٹایا گیا ہے جو پیالہ تو دوسروں کو دلاتا تھا "علق" میں ابو سے سے زیادہ پیالہ پیا کرتا
 ابو مسلم نے اپنی حکومت میں چھ لاکھ آدمیوں کو اوتھیں دے کر قتل کیا تھا۔
 جب ابو مسلم قتل کیا جا چکا تو ابو الجهم المنصور کے پاس آیا۔ اس نے ابو مسلم کو
 کشتہ دیکھا، اور کہا: کیا میں لوگوں کے پاس نہ چاؤں؟ المنصور نے کہا: ہاں۔ اور حکم دے
 کہ سامان ایک دوسرے رداق کی طرف لایا جائے۔ ابو الجهم نکلا اور اس نے ابو مسلم کے
 ساتھیوں سے کہا: واپس جاؤ، امیر و سپہ کو امیر المؤمنین ہی کے پاس تیکو کرے گا۔ جب
 انہوں نے دیکھا کہ سامان منتقل کیا جا رہا ہے تو انہوں نے اس کو سچ سمجھ لیا اور پٹے لگے۔
 پھر المنصور نے ان کے لئے علیہ اور انعام دینے کا حکم دیا۔ ابو اسحق کو ایک لاکھ دے
 گئے۔

عیسیٰ بن موسیٰ ابو مسلم کے قتل کے بعد المنصور کے پاس آیا اور بولا: اے امیر المؤمنین!
 ابو مسلم کہاں ہے؟ اس نے کہا: وہاں۔ عیسیٰ نے کہا: آپ اس کی خیر خواہی اور امداد
 اور اس باب میں امام براہم کی رائے سے واقف ہیں؟ المنصور نے کہا: اسے حق بخدا
 قسم میں روئے زمین پر تیرا اس سے بڑے کسی دشمن سے واقف نہیں ہوں۔ دیکھو
 وہ بیٹا میں پٹا پٹا رہے۔ عیسیٰ نے کہا: اے اقا خدا وانا امیراجون۔ عیسیٰ کی رائے
 اس کی نسبت اچھی تھی۔ المنصور نے کہا: اے تیرا دل صاف کرے۔ کیا تیرے لئے
 کوئی حکومت یا اقتدار یا امر و نہی ابو مسلم کی موجودگی میں تھی؟ پھر المنصور نے یعقوب بن
 حنظلہ کو بلایا، وہ اس کے پاس آیا، المنصور نے پوچھا: ابو مسلم کے معاملہ میں تیری کیا
 رائے ہے؟ اس نے کہا: اگر آپ نے اس کے سر میں سے ایک بال بھی لے لیا ہے
 تو قتل سمجھئے پھر قتل سمجھئے؟ المنصور نے کہا: اے تجھے تو فقیہ دے۔ جب اس نے
 ابو مسلم کو مقتول دیکھا تو کہا: اے امیر المؤمنین! آج کے دن سے آپ اپنی خلافت
 شمار کیجئے؟

پھر المنصور نے ابو اسحق کو بلایا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو المنصور نے اس سے

کہا: اے خدا کے دشمن! تو جی اس کو اس بات سے روکنے والا تھا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ المنصور کو خبر ملی تھی کہ ابو اسحق نے اسے خراسان جانے کا مشورہ دیا تھا۔ ابو اسحق بولنے سے باز رہا اور ابو مسلم کے خوف سے دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ المنصور نے اس سے کہا: کہہ جو کچھ تو چاہتا ہے، اللہ نے اس فاسق کو قتل کر دیا۔ یہ کہہ کر اس نے ابو مسلم کو نکالنے کا حکم دیا۔ جب ابو اسحق نے اس کو دیکھا تو خدا کے لئے سجدہ میں گر پڑا اور دیر تک پڑا رہا۔ پھر اس نے سر اٹھایا اور کہا: شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے آج تجھ سے امن دیا۔ خدا کی قسم میں ایک دن میں اس سے مطمئن نہیں ہوا۔ اور میں اس سے ایک دن بھی نہ رہا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں اس کے پاس آیا ہوں اور میں نے وصیت کر کے کفن نہیں لیا ہوں، اور حنوط نہ مل لیا ہو۔ پھر اس نے اپنے اوپر کے کپڑے اٹھائے ان کے نیچے لٹھن کے کورے کپڑے تھے اور اس نے ان میں حنوط مل رکھا تھا۔ جب ابو جعفر نے اس کا یہ حال دیکھا تو اس پر رحم کیا اور اس سے کہا: اپنے خلیفہ کی اطاعت کی طرف بڑھ۔ اور اس خدا کا شکر ادا کر جس نے تجھے اس فاسق سے راحت بخشی۔ پھر اس سے کہا کہ اس جماعت کو منتشر کر دے۔

ابو مسلم کے قتل کے بعد المنصور نے ابو نصر مالک بن النعمان کو ابو مسلم کی جانی سے نکھا کر وہ اس کا اسباب اور جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا ہے لے آئے اور خط یہ ابو مسلم کی ہر کر دی۔ جب اس نے پوری ہر دیکھی تو سمجھ گیا کہ ابو مسلم نے نہیں نکھا ہے، اور کہا: یہ تم نے بنا ہی ہے، اور جہان کی طرف چلا گیا۔ اور وہ خراسان کا ارادہ رکھتا تھا المنصور نے ابو نصر کو شہر نہرو کی حکومت پر اس کے تقرر کے متعلق لکھا۔ اور زبیر بن الرکبی کو، جو جہان پر تھا، لکھا کہ اگر ابو نصر تیرے پاس سے گزرے تو اسے قید کر دیجو۔ یہ خط زبیر کے پاس پہنچے پہنچ گیا۔ ابو نصر جہان میں تھا۔ زبیر نے ابو نصر سے کہا: میں نے تیرے لئے کھانا بچوایا ہے، کاش تو میرے گھر آکر مجھے عزت بخشنا۔ وہ اس کے گھر گیا، زبیر نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔ پھر ابو جعفر نے زبیر کو ایک خط لکھا جس میں اسے ابو نصر کے قتل کا حکم دیا۔ لیکن شہر نہرو پر ابو نصر کے تقرر کا حکم لانے والا اس سے قبل پہنچ چکا تھا، زبیر نے ابو نصر کو اس کا فیہ خواہی کے باب چھوڑ دیا اور وہ نکل گیا۔ پھر ایک دن بعد زبیر کو وہ خط ملا جس میں ابو نصر کے قتل کا

حکم تھا۔ اس نے کہا میرے پاس اس کے تقرر کا فرمان آیا تھا اس لئے میں نے اس کو
چھوڑ دیا۔ ابو نصر المنصور کے پاس آیا، المنصور نے اس سے کہا: تو نے ابو مسلم کو خراسان
جانے کا مشورہ دیا تھا؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس کے بعد پراسان تھے اس لئے میں نے
اس کی خیر خواہی کی۔ اگر امیر المؤمنین مجھے اپنے احسان سے اپنا بنا لیں گے تو میں ان کی
خیر خواہی کروں گا اور شکر بجالاؤں گا۔ المنصور نے اس کو معاف کر دیا۔ پھر جب
اروندیہ کا واقعہ پیش آیا تو ابو نصر قصر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور بولا: آج میں اپنا
ہوں۔ ایک شخص میرے جیتے ہی قصر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب المنصور نے اس کی
نسبت دریافت کیا تو اسے اس واقعہ کی خبر دی گئی۔ اس وقت اسے معلوم ہوا کہ ابو نصر
تھے اس سے خیر خواہی کی ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ نہ ہی نے ابو نصر کو المنصور کے پاس قید کر کے بھیجا پھر المنصور نے
احسان کر کے اسے چھوڑ دیا اور اس کو بلوچستان پہنچا دیا۔

جب المنصور نے ابو مسلم کو قتل کر دیا تو لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا: اے لوگو!
اعلیٰ عزت کے انس سے محبت کی وحشت کی طرف نہ نکلو۔ اور حق کی روشنی میں دھرنے
کے بعد باطل کی تاریکی میں نہ پلو۔ ابو مسلم نے ابتدا اچھی کی مگر آخر میں برا گئی پراثر آیا۔ اس نے
لوگوں سے اس سے زیادہ بیزاری نہیں دیا۔ اس نے اپنے باطن کی برائی کو ظاہر کی
اچھائی پر ترجیح دی۔ ہمیں اس کے اندرونی خبیث اور فسادِ نسبت کے متعلق دیا میں
معلوم ہیں جو اگر اس کی نسبت ہمیں ثابت کرنے والوں کو معلوم ہو جائیں تو وہ ہمیں
اس کے قتل کے باب میں معذور رکھیں اور ہمیں اسے بہت اسیے پر ثابت کر لیا۔
وہ برابر اپنی بیعت توڑتا رہا اور اپنے دوسری خلاف ورزی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے
ہمارے لئے اس کی سزا دی حلال کر دی اور اس کی غور زری باج کر دیا۔ اس کے
متعلق ہمارا فیصلہ وہی ہے جو اس کا فیصلہ دوسروں کے واسطے ہمارے لئے تھا۔
اس لئے جو حق تھا اس نے ہمیں اس حق کے مضامین سے نہیں روکا تھا جو خود اس کی
نسبت تھا۔ اہل نریانی نے نہ ان کو سختی کر کے کیا خوب کہا ہے:

تَحْمَنُ الْمَاعِظَ فَاَلْفَعَا بِحَسَنَةٍ كَمَا الْمَاعِظُ وَالْأَعْدَى عَلَى الرَّشِدِ
وَمِنْ مَعَالِيقِهَا قَلْبٌ مَعَا قَبْلَهُ تَحْيَى الظُّلُمَ وَتَقْدَمُ عَلَى حَيْلِ

جو تیری اطاعت کرے اس کو اس کی اطاعت کا جیسی کہ اس نے تیری اطاعت کی فائدہ پہنچا۔ اور اللہ کی راست روئی کا حق ادا کرے اور جو تیری نافرمانی کرے اس کو ایسی سزا دے کہ ظالموں کو عبرت ہو، اور جو سیدھا چلے گا وہ اس کا قصہ نہ کر، پھر وہ اتر آیا۔

ابو مسلم نے عکرمہ اور ابو الزہری، انکی اور ثابت البستانی اور محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس اور السدیہ سے حدیث صحاح کی تھی۔ اور اس سے ابو نعیم بن میمون الصدیق اور عبد اللہ بن المبارک وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ایک دن اس نے طلبہ دیا۔ ایک شخص اس کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یہ سو اوکیسا ہے! جو میں تیرے اوپر دیکھتا ہوں۔ ابو مسلم نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی ابو الزہری نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے کہ نبی علی اللہ علیہ وسلم غنیمت کے دن کو میں داخل ہونے آپ کے سر پر سیاہ عمار تھا۔ یہ ہیئت اور دولت کے پیرے ہیں۔ اسے غلام اس کی گردن مار دے۔

عبد اللہ بن مبارک سے کہا گیا کہ ابو مسلم اچھا ہے یا حجاج؟ کہا: میں نہیں جانتا کہ ابو مسلم کسی سے اچھا تھا۔ لیکن حجاج اس سے برا تھا۔ ابو مسلم نازک، حجاج، صاحب رائے اور صاحب عقل، اور صاحب تدبیر اور صاحب حزم و فروغ تھا۔

اس سے کہا گیا کہ کس چیز سے تو نے اعدا پر وہ قہر حاصل کیا جو تجھے حاصل ہے؟ اس نے کہا: میں نے صبر کی چادر اوڑھ لی، ارازداری اختیار کی، رشخوں اور غلوں سے دوستی کی، متادیر و احکام سے چشم پوشی کی، حتیٰ کہ اپنی جنت کی غایت اور اپنی خواہش کی ناپائیداری کو پہنچ گیا۔ پھر کہا: یہ۔

قل نلت بالجزم الکف من مہجرت	عند مولیٰ منی سامان افسد و
مازلت اضر بھری شینہ فانتی و	ہو برقد تو لہ فیہا قبلہ احد
طفقت اسوی عنہ منی دیا رجم	ونعویٰ منکھوہ الشام برقد و
ومن رقی غفۃ فی الرض مشبہ	ونام عنہا قوی دجھا الاسلام

یہ نے اپنے اعدا پر وہ قہر حاصل کیا جس سے میں نے غلوں اور غلوں سے

چیم کو شش کے بعد بھی عاجز رہے۔ میں ان کو تلوار سے مارا۔ ہاتھی گدھ
جدا رہے۔ ان سے پہلے ایسی ٹینہ کوئی نہ سوا تھا۔ میں ان کے بلا لیا
ان کے خلاف سرگرم رہا اور وہ اپنے دام ملک میں غفلت کی نیند سوتے رہے
جو چرواہا رہتے ہیں اس طرح گجراتیوں پر اسے کہ ان کو تھوکر کر سوجائے
تو چرواہے کی جگہ خیر نہیں آتی لے گا۔

کہتے ہیں: ابو مسلم خیرا پور گدھ سے پر آیا تھا۔ اس پر پالان پڑا جو اتحاد اس کے ساتھ کوئی آدمی
نہ تھا۔ ایک رات وہ خاندوسیان کے مکان پر گیا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس کے
آدمی گھبرا گئے اور اس کے پاس نکل کر آئے۔ اس نے ان سے کہا: دہقان سے کہہ دو کہ
ابو مسلم دروازہ پر ہے اور تم سے ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا مانگتا ہے۔ انہوں نے ہانک کر
دہقان سے یہ بات کہہ دی۔ دہقان نے پوچھا: وہ کس حیثیت میں ہے اور کتنے آدمی لائے
کے ساتھ ہے؟ انہوں نے کہا: وہ قہنا ہے اور بہت آدمی حیثیت میں ہے۔ وہ گھڑی
بھر نہ موش رہا پھر ایک شرار ور ہم منگائے اور اپنے خاص جانوروں میں سے ایک
جانور منگایا اور ابو مسلم کو اسے کی اجازت دی، اور اس سے کہا: اسے ابو مسلم: تو نے جو کچھ
طلب کیا ہم نے پورا کیا۔ اگر تو کوئی اور حاجت پیش کرے تو ہم تیرے لئے حاضر ہیں
اس نے کہا: تو نے جو کچھ کیا ہے اسے ہم فاسق نہیں کریں گے۔ پھر جب وہ حکمران
ہو تو اس سے اس کے بعض قاصد نے کہا: اگر تو خیرا پور فتح کرے تو جو کچھ تو چاہے وہاں
کے جوہی دہقان خاندوسیان سے لے سکتا ہے۔ ابو مسلم نے کہا: ہم پر اس کا احسان
ہے۔ جب وہ خیرا پور پر قابض ہوا تو اس کے پاس خاندوسیان کے یہ آیا آئے۔ اس سے
کہا گیا کہ ان کو قبول نہ کر اور اس سے احوال طلب کر۔ اس نے پھر کہا کہ ہم پر اس کا احسان
ہے۔ اور اس سے تعرض نہیں کیا۔ اور نہ اس کے آدمیوں اور احوال میں سے کسی سے
تعرض کیا، یہ اس کی علوہ ہمت اور کمال جو اندری پر ادا ہے۔

اسی سال المشور نے ابو داؤد کو خراسان پر مقرر کیا اور اسے حکومت
کا پر داؤد کھٹکھٹایا۔

خراسان میں سنباد کا خروج

اسی سال خراسان میں بنیاد نے ابو مسلم کے خون کا مطالبہ لیکر فروج کیا۔ وہ تیسرا پور کے قریبوں میں سے ایک قریہ کا، جسے اہل ہندوانہ کہا جاتا تھا، جو سنی تھا۔ اس کا ظہر ابو مسلم کے قتل پر غضب کے باعث تھا۔ کیونکہ وہ ابو مسلم کے بنائے ہوئے آدمیوں میں سے تھا۔ انکے بہت سے پیرو ہو گئے۔ جن کا بڑا حصہ اہل اہمال پر مشتمل تھا۔ وہ تیسرا پور، قوس اور الر سے پرتا بعض ہو گیا۔ اور اس نے اپنا نام غیر در ابھیندا اختیار کیا۔ الر سے پہنچ کر اس نے ابو مسلم کے خزانے لئے جو ابو مسلم نے ابو العباس کے پاس جاتے وقت الر سے میں چھوڑ دئے تھے۔ حرم والیوں کو اس نے نوکری بنایا، اموال کو لئے لیکن تاجروں سے تعز من نہیں کیا۔ وہ ظاہر کرتا تھا کہ میں کعبہ کا قصد رکھتا ہوں۔ اور اس کو منہدم کروں گا المنصور نے اس کی طرف جہود بن مراد ابوعبلی کو دس ہزار سواروں کے ساتھ بھیجا اور بغداد و الر سے کے درمیان جنگل کے کنارے ان کی صف بھیر ہوئی۔ محمود کا ارادہ تھا کہ اس کو ذلیل دے لیکن جب فریقین ایک دوسرے سے قریب ہوئے تو سنباد نے سپاہیا میں سے مسلمان عورتوں کو، اونٹوں پر بٹھا کر آگے کر دیا۔ ان عورتوں نے جب مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو محلوں میں کھڑی ہو گئیں، اس سے اونٹ بھڑکے اور سنباد کے لشکر کی طرف پلٹے، اس کے لشکر میں تفرقہ پڑ گیا اور یہی ہزیمت کا سبب ہوا۔ اونٹوں کے پیچھے مسلمان آگئے اور انہوں نے جویوں اور ان کے ساتھیوں کی تلواروں سے خبر لی۔ اور ان کو جس طرح چام قتل کیا۔ ان کے مقتولوں کی تعداد ساٹھ ہزار کے قریب تھی۔ ان کی عورتیں اور ان کے بچے سب بنائے گئے۔ پھر سنباد بلہرستان و قوس کے درمیان قتل کیا گیا۔ سنباد کے خروج اور اس کے قتل کے درمیان ستر دن کا فاصل تھا۔ اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ اس نے بلہرستان کا قصد کیا تاکہ اس کے حاکم کے پاس پناہ لے۔ صاحب بلہرستان نے اس کے رستے میں اپنے ایک عامل کو بھیجا جس کا نام ٹو می تھا۔ سنباد نے اس پر ٹکیر کیا۔ ٹو می نے اس کی گردن مار دی اور المنصور کو اس کے قتل کا حال سکھایا اور اس کے ساتھ جو اموال تھے نے لئے۔ المنصور نے صاحب بلہرستان کو لکھا کہ وہ اموال طلب کئے

اس خطہ کا کہ المنصور نے اس کی طرف لشکر بھیجے۔ اور اعلیٰ کی طرف جاگ گیا۔

ملک بن حرطہ کا خروج

اس سال ملکہ بن حرطہ شیبانی نے خروج کیا۔ اور حاجتہ ابونیرہ پر غلبہ کر لیا۔ ابونیرہ کی مقیم فوجیں اس کے مقابلے میں گئیں۔ وہ ایک بڑے اور سواروں کے ساتھ تھا۔ اس نے ان سے جنگ کی۔ اور ان کو شکست دی۔ اور ان میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ پھر ان کی طرف یزید بن حاتم الہلبلی گیا۔ ملکہ نے اس کو بھی شکست دیدی اور اس کی ایک چار پہ کو پھڑپھڑایا اور وہ اس کو تھا المنصور نے اس کی طرف اپنے مہتممی لشکر بن صفوان کو دو ہزار چید و فوج کے ساتھ بھیجا۔ میدان سے اس کو بھی شکست دیدی اور اس کا لشکر ہلاک کیا۔ پھر اس نے فرسان کے قائد مل میں سے ایک قائد نزار کو بھیجا۔ ملکہ نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھی جاگ گئے۔ پھر نزار بن مشکان ایک جمع آفر کے ساتھ بھیجا گیا۔ ملکہ نے اس کا بھی مقابلہ کیا اور شکست دیدی۔ پھر اس نے صالح بن صبیح کو ایک لشکر گراں اور کثیر التعداد رسالہ دور سالہ و سامان کے ساتھ بھیجا۔ ملکہ نے اس کو بھی شکست دیدی۔ پھر اس کے مقابلے پر یزید بن ملکہ بھیجا گیا اور وہ ان دونوں پر برتری پر تھا۔ ملکہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کو بھی شکست دیدی۔ حمید اس سے بچنے کے لئے قلعہ بند ہو گیا اور اس کو ایک ٹاکھ و رہیم وئے کہ وہ اس سے باز رہے۔

کہتے ہیں ملکہ کا خروج شکست میں ہوا۔

چند حوادث

اس سال لوگ صائفہ پر نہیں گئے کہ حکومت سہنا کی جنگ میں مشغول تھا۔

اس سال ابوحنوفہ کے ساتھ انجیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے حج کیا اور

اس وقت الموصل کا دلی تھا۔

مدینہ پر نزیاد بن حمید اللہ اور کہ یہ عباس بن عبد اللہ بن حمید۔ عباس بن حمید ختم ہونے کے بعد مر گیا۔ اس قبیل نے اس کا عمل بھی نزیاد بن حمید اللہ کے عمل کے ساتھ ختم کر دیا اور المنصور نے اس کو ان اعمال پر برقرار رکھا۔

انکوڈ پر اس سال عیسیٰ بن حرطہ تھا۔ البصرہ اور اس کے اعمال پر سلیمان بن علی اور البصرہ کی قضا پر عمر بن حاتم السلمی۔ فرسان پر ابو دؤد خالد بن ابیہم مصر پر صالح بن علی الکوریہ پر حمید بن تھلہ۔ الموصل پر انجیل بن علی بن عبد اللہ

یہ سب اپنے اپنے اہمال پر برقرار رہے۔
پھر سنہ ۱۲۰۹ شریعت ہوا۔

جمہور بن مرارہ علی کی بغاوت

اس سال جمہور بن مرارہ علی نے اس سے یہاں بغاوت کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جمہور نے جب سنا کہ شکست دیدی تو اس کے لشکر میں جو کچھ تھا اس پر قابض ہو گیا۔ اس پر بادشاہ سلطنت کے خزانہ بھی تھے اس نے وہ اموال و خزانہ المنصور کے پاس نہیں بھیجے۔ پھر اسے خوف ہوا اور وہ باغی ہو گیا۔ المنصور نے محمد بن الاشعث کو اس کی طرف پیش قدمی کے ساتھ اس سے بھیجا۔ جمہور وہاں سے اصبہان کی طرف چلا گیا۔ محمد اسے میرہ داخل ہوا۔ جمہور اصبہان پر قابض ہو گیا۔ محمد نے اس کی طرف ایک لشکر بھیجا اور خود اس سے میرہ بھیجے گیا۔ جمہور کو اس کے اصحاب میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ وہ اپنے چیدہ لشکر کے ساتھ محمد کی طرف جائے۔ کیونکہ وہ ایک قبیلہ قاضیہ کے ساتھ رہ گیا ہے۔ اگر اس نے فتح حاصل کر لی تو اس کے بعد جو لوگ وہ جائیں گے ان کے لئے کوئی موقع باقی نہیں رہے گا۔ جمہور اس کی طرف تیزی سے چلا۔ محمد کو اس کی خبر ہو گئی۔ وہ ہوشیار ہو گیا اور اس نے اصبہان شروع کر دی۔ اسی دوران میں اس کے پاس خراسان سے بھی لشکر آ گیا جس سے وہ قوی ہو گیا۔ پھر قصر فیروزان پر اسے اور اصبہان کے درمیان ان کی ملکہ بصرہ ہوئی اور پراگشت و خون ہوا۔ جمہور کے ساتھ چیدہ شہسواران بہیم تھے۔ غر سے شکست ہوئی اور اس کے اصحاب میں سے بہت لوگ قتل ہو گئے۔ جمہور بھاگ کر آذر بجان پہنچ گیا۔ پھر اس کے بعد وہ اسبازروا میں قتل کیا گیا۔ اس کو اس کے اصحاب نے قتل کیا اور اس کا سر المنصور کے پاس لائے۔

ملک خارجی کا قتل

جمہور سے چنے سال میں ملک کے خروج اور اس سے حمید بن قلیچ کے قلعہ بند ہو جانے کا ذکر کر چکے ہیں۔ جب المنصور کو ملک کی فتح اور حمید کے اس سے قلعہ بند ہونے کی خبر ہوئی تو اس نے حمید انجبار کے بھائی عبد المعز بن عبد الرحمن کو اس کے

مقابلہ پر بھیجا اور اس کے ساتھ زیاد بن مسکان کو بھی شامل کیا جبکہ اس کے لئے سوہوار
 کسین گاہ میں بھیجا دئے۔ جب عبدالعزیز اس سے مقابلہ ہوا تو کسین گاہ والے اس پر ٹوٹ
 پڑے اور اسے شکست دیدی۔ اور اس کے اصحاب میں سے بہتوں کو قتل کر دیا۔ انصود
 نے اس کی طرف خازم بن نعیم کو آٹھ ہزار مرد و زنی فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ خازم گیا۔
 حتیٰ کہ الموصل پر اترا۔ اس نے طبرک کی طرف اپنے اصحاب میں سے بعض کو بھیجا۔ طبرک ایک
 شہر پر سے واپس آیا کہ خازم کی طرف چلا۔ اوپر سے خازم بھی اس کی طرف بڑا۔ خازم
 کے مقداد اور طلحہ بن فضالہ بن نعیم بن خازم بن عبد اللہ التہامی تھا۔ یہ سب سپہ زبیر
 بن محمد العسامری اور مسیرہ بن ابی حماد الایہی اور خازم قلب میں تھا۔ وہ
 برابر رات تک طبرک اور اس کے اصحاب کے ساتھ چلتے رہا اور رات ہی کو ٹوٹ پڑا۔
 صبح ہوئی تو طبرک کو رہ حترہ کی طرف چلا۔ خازم اور اس کے اصحاب اس کے ساتھ ساتھ
 چلتے رہے حتیٰ کہ انہیں رات نے ڈھانک لیا۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو طبرک پھر
 چلا۔ گویا وہ بھاگنا چاہتا ہے۔ خازم اس کے پیچھے چلا، اس کے آدمیوں نے اپنی خنجریں
 چھوڑ دیں۔ خازم نے اپنے اصحاب کے آگے خندق بنا کر اوپر خازم کے ساتھ لگا دئے تھے۔
 جب وہ خندق سے نکل آئے تو طبرک اور اس کے اصحاب نے ان پر حملہ کر دیا۔ جب
 خازم نے یہ حال دیکھا تو اپنے اور اس کے اصحاب کے درمیان خازم کے ساتھ لگا دئے
 پھر انہوں نے خازم کے سینہ پر حملہ کیا اور اسے الٹ دیا۔ پھر اس کے مسیرہ پر حملہ کیا
 اور اسے بھی الٹ دیا۔ پھر قلب تک جا پہنچا جہاں خازم تھا۔ خازم نے اپنے اصحاب
 میں آواز لگائی۔ الارض الارض۔ سب اتر پڑے۔ طبرک اور اس کے ساتھی بھی اتر پڑے
 اپنے گھوڑوں کے ٹرسے حصہ کی کوچیں کھٹ دیں۔ پھر گواہیں چل پڑیں حتیٰ کہ
 ٹوٹ گئیں۔ خازم نے فضالہ بن نعیم کو حکم دیا کہ جب گرداٹھے اور ہم میں سے ایک
 دوسرے کو نہ دیکھ سکے تو اپنے اور اپنے اصحاب کے گھوڑوں کی طرف پلٹ جائیں۔
 اور سواری ہو کر ان پر زبردستی کیا۔ اس نے یہی کیا۔ خازم کے اصحاب سب اتر پڑے
 پر ٹیٹ آئے اور انہوں نے طبرک اور اس کے اصحاب پر زبردستی شروع کئے۔
 طبرک آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ، جو گھوڑوں پر سے اتر پڑے تھے، اتر گیا۔ گھوڑوں
 پر سے اترنے سے قبل ان کے تین سو آدمی مارے گئے تھے۔ باقی بھاگ گئے تھے۔

ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو قتل کر دیا ۔

حسند بن عمار

اس سال قمر بنی ہاشم ملک الروم ہوا ، اسلام کی طرف نکلا اور طبلہ میں بزدل ہو گیا ۔ اور نے وہاں کے باشندوں کو مغلوب کیا ، اس کی تفصیل منہدم کردی اور وہاں جو سپاہی اور ان کے بال بچے تھے ان کو چھوڑ دیا ۔

اسی سال عباس بن محمد بن علی بن جعفر بن عباس ، صالح بن علی اور عیسیٰ بن علی کے ساتھ مدائن پر گئے ، بعض کہتے ہیں کہ یہ جمع سنہ ۱۲۹ میں ہوئی ۔ صالح نے اس کو پھر تعمیر کیا جو طبلہ کی شہرینہ میں ہے ملک الروم نے دھاوا بٹھایا ۔ اسی سال عبداللہ بن علی نے المنصور کی بیعت کر لی ۔ وہ اپنے بھائی سلمان بن علی کے ساتھ مستقیم تھا ۔

اس سال المنصور نے مسجد حرام وسیع کی ۔

اس سال رگوند کے ساتھ فضل بن صالح بن علی نے جنگ کیا ۔ اس سال نکو اور الدین اور الطائف بن زیاد بن عبید اللہ السجستانی والی تھا ۔ دسکوذ اور اسکے اطراف پر عیسیٰ بن موسیٰ ۔ البصرہ پر سلیمان بن علی اور اس کی تھا ۔ پر سواد بن عبداللہ ، خراسان پر ابو داؤد اور مصر پر صالح بن علی ۔

اس سال سواد بن رفاع بن ابی مالک التقریبی اور سعید بن جہاں جو حفص الاسدی نے وفات پائی ۔ سعید وہ ہیں جو صفین سے اختلاف نکلا تو ان والی مدینہ رہا کرتے ہیں ۔ یونس بن عبید البصری نے بھی اسی سال وفات پائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے سنہ ۱۳۹ میں وفات پائی ۔

پھر ۱۳۹ شروع ہوا ۔

روم سے جنگ اور اسیروں کا فدیہ

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد اس حد کی تعمیر سے فارغ ہوئے جو طبلہ میں ہے رومیوں نے تیار کر دیا تھا ۔ پھر وہ وہاں حادث کی طرف سے مدائن

ہو گیا پھر ابو انصیب نے رُوح اور خازم کو خط لکھا اور تیر سے باندھ کر اس کو بلیہ نکالا اور ان کو خبر دی کہ وہ حیلہ میں کامیاب ہو گیا ہے اور ایک رات دروازہ کھول دینے کے لئے ستر کی۔ جب وہ رات آئی تو اس نے ان کے لئے دروازہ کھول دیا۔ قلعہ میں جتنے جنگ آزمائے ان کو قتل کر دیا۔ ان کے بال بچوں کو قید کر لیا۔ اسکا امیر ابی بکر بن الہدیٰ کو پکڑ لیا۔ ابی جہینہ کے پاس نہ بڑ تھا۔ وہ اس نے پی لیا اور مر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ستر کا دانت ہے۔

چند حواویش

اس سال ہمدانی آخر میں سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن امتیال ہوا۔ وہ البصرہ کا والی تھا۔ اس کی عمر ۵۵ برس کی تھی۔ اس پر اس کے بھائی ابو العبد نے ناز پڑھی۔ اس سال نوفل بن انصرات مصر سے معزول کیا گیا اور وہاں کا دالی حمید بن قحطبہ ہوا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ اسمعیل بن علی بن عبد اللہ نے حج کیا۔ اور عمال وہی تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ المنصور نے الجزیہ، الخور اور العوامم پر اپنے بھائی عباس بن محمد کو مقرر کیا۔ المنصور نے اپنے چچا اسمعیل بن علی کو الموصل سے معزول کر کے اس پر مالک بن ابی شیم الخور اخی کو مقرر کیا جو احمد بن نصیر کا دادا ہے جس نے انوائت کو قتل کیا۔ وہ اچھا امیر تھا۔

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی: یحییٰ بن سعید الانصاری۔ ابی سعید قاضی المدینہ۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے سنہ ۴۳ میں اور بعض کہتے ہیں سنہ ۴۴ میں وفات پائی۔ موسیٰ بن عتبہ موالی آل الزہیر۔ عاصم بن سلیمان الاحول۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے سنہ ۴۳ میں وفات پائی۔ حمید بن ابی حمید طرکان۔ بعض کہتے ہیں: ہر ان موالی طلحہ بن عبد اللہ الخور اخی اور وہ مہمد الطویل میں جو انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی عمر پچیس برس کی تھی۔

پھر سنہ ۱۴۳ شروع ہوا۔

اس سال ولیم نے مسلمانوں پر غور ش کی، اور ان میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ یہ خبر اٹھ کر کوئٹہ بھی تو اس نے لوگوں کو ولیم سے جہاد اور جنگ کرنے کے لئے بلایا۔ اس سال ابیہشم بن عمار یہ کمر اور اٹھائے سے معزول کیا گیا۔ اور اشرفی بن عبد اللہ بن الحارث بن عباس مقرر کیا گیا۔ جو ایلامہ پر تھا چنانچہ وہ کو گیا۔ منصور نے ایلامہ پر شمس بن عباس میں عبد اللہ کو مقرر کیا۔

اس سال حمید بن عجلہ مصر سے معزول کیا گیا اور وہاں نوفل بن انقرات مقرر کیا گیا۔ یہ نوفل کو بھی معزول کر کے بنیدین حاتم کو مقرر کیا۔ اس سال لوگوں کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ نے جنگ کیا جو انکو فتح کی و غازیہ پر تھا۔

اسی سال الانہ اس میں رزق بن النعمان الغسانی نے عبد الرحمن پر غور ش کی۔ رزق ابیہزمیر و انحصار پر تھا۔ اس کے پاس لوگ بکثرت جمع ہو گئے۔ وہ قتلہ گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اور مدینہ ایشیلہ میں داخل ہوا۔ عبد الرحمن بجلت اس کی طرف گیا اور اس نے وہاں اس کو حضور کر دیا اور اس میں جو لوگ تھے ان کو تنگ کر دیا۔ آخر کار ان لوگوں نے رزق کو اس کے سپرد کر کے اس سے تقرب کر لیا۔ اس نے رزق کو قتل کر دیا اور ان لوگوں کو امان دی، اور ان سے وہاں چھو گیا۔

اس سال عبد الرحمن بن عطاء صاحب الشارح۔ یہ ایک نخلستان ہوا اور سلیمان بن طبرقان، متقی اور الاشعث بن سوار اور حوالہ بن سعید نے وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۴۴ شروع ہوا۔

اس سال ابو جعفر نے لوگوں کو انکوہ اور البصرہ اور البزیرہ اور الوصل سے ولیم کی جنگ پر لوگوں کو بھیجا۔ اور ان پر محمد بن ابی العباس السفاح کو مقرر کیا۔

اس سال امجدی خراسان سے العراق و انیس ہوا۔ اور اپنے چچا

المنصور کا بیٹی سے اس نے شادی کر لی۔
اس سال المنصور کے قتل کیا اور اپنے لشکر اور بھوپرہ پر خانہ زمر بن عویض
کو مقرر کیا۔

مذیہ شبہا کہ پر ریاح بن عثمان المزی کا تقرر

اور
محمد بن عبد اللہ بن الحسن کا معاملہ

اس سال المنصور نے المذیہ پر ریاح بن عثمان المزی کو مقرر اور محمد بن خالد
بن عبد اللہ القسری کو امیر سے معزول کیا۔ اس کے حوالہ اور اس سے قبل زیادہ کے
عزل کا سبب یہ تھا کہ المنصور کو محمد اور ابوالحسن بن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن
بن علی بن ابی طالب کے معاملہ اور اس کے پاس ان دونوں کے نہ آنے کا برا خیال
تھا۔ جبکہ سنہ ۳۶ میں اس نے المنصور کے زمانہ میں حج کیا تھا اور بنی ہاشم
اس کے پاس آئے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ کا دعویٰ تھا کہ المنصور ان لوگوں میں
سے ہے جنہوں نے اس رات ان سے بیعت کی تھی جبکہ بنی ہاشم نے مکہ میں اس بات
پر مشورہ کیا تھا کہ مروان بن محمد کی حکومت کے مضطرب ہونے کے وقت کس کو
خلافت دی جائے۔ جب المنصور نے سنہ ۳۶ میں حج کیا تو ان دونوں کی
نسبت دریافت کیا۔ اس پر زیاد بن جعید وشد الحارثی نے اس سے کہا کہ ان کے
معاملہ کی آپ کو کیا فکر ہے؟ میں ان دونوں کو لا آتا ہوں۔ وہ المنصور کے پاس مکہ
میں تھا کہ المنصور نے اسے المذیہ واپس کر دیا۔ پھر جب المنصور خلیفہ ہوا تو اس کو
کوئی چیز فکر میں ڈالنے والی محمد کے معاملہ اور ان کے دریافت حال اور ان کے ارادوں
کے سوا نہ تھی۔ اس نے بنی ہاشم کو ایک ایک کر کے بلایا اور پرسشیدہ طور پر ان
کی نسبت سوال کیا لیکن سب نے کہا کہ ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ آپ یہ جانتے
ہیں کہ وہ اس امر (یعنی خلافت) کے طالب تھے۔ اس لیے انہیں آپ سے اپنی

ہاں کا خوف ہے لیکن وہ آپ کی مخالفت کا اور وہ نہیں کہتے، اس لیے اسی کے قریب قریب کہا۔ سو احسن بن زید بن احسن بن علی بن ابی طالب کے کہ انہوں نے اس کو محمد کے معاملہ کی خبر دیدی۔ اور کہا، خدا کی قسم میرا آپ پر ان کے علم کی طرف سے بے خوف نہیں ہوں۔ کیونکہ وہ آپ کی طرف سے خوابیدہ نہیں ہیں۔ احسن بن زید نے اپنے اس کلام سے اس کو جگا دیا جو خوابیدہ نہیں تھا۔ اسی بنا پر اس واقعہ کے بعد سے موسیٰ بن عبد اللہ بن احسن کہتے تھے کہ خدا یا احسن بن زید سے ہمارے خونوں کا مطالبہ کیجیو۔

المنصور نے عبد اللہ بن احسن پر اصرار کیا کہ دو حج کے سال اپنے بیٹے محمد کو حاضر کریں۔ عبد اللہ نے سیٹھان بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ بھائی ہمارے قریب سے درمیان رحم و منساہرت کے وہ رشتے ہیں جو تم جانتے ہو۔ پھر تمہاری کنویرا سے ہے؟ سیٹھان نے کہا، خدا کی قسم اس وقت گویا میں اپنے بھائی عبد اللہ بن علی کو دیکھ رہا ہوں جبکہ میرے اس کے اور ہمارے درمیان حامل ہو گئی۔ ۵۰ ہجری مشورہ دے رہا ہے کہ یہ ہے جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ اگر وہ معاف کرنے والا ہوتا تو ضرور اپنے چچا کو معاف کرتا۔ عبد اللہ نے سیٹھان کی رائے مان لی اور جان لیا کہ اس نے اس سے سچ کہا ہے اور اپنے بیٹے کو ظاہر نہ کیا۔

المنصور نے عربوں میں سے چند غلام خریدے اور ان میں سے کسی کو ایک اونٹ اور کسی کو دو اونٹ اور کسی کو کھٹی اونٹیاں دینے کا وعدہ کیا اور ان کو المدینہ کے اطراف میں بھڑکی تلاش کے لئے پھیلا دیا۔ ان میں سے کوئی پانی پر راہگیر کی طرح یا راستہ بھولے ہوئے کی طرح جاتا۔ اس طرح یہ لوگ ان کو دریافت کرتے پھرتے۔

المنصور نے ایک اور جاسوس بھیجا اور اس کو شیعہ کی زبان سے محمد کے نام خط لکھا جس میں وہ اپنی اطاعت اور اپنی مسابغیت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ مال اور یہ بھیجے وہ جاسوس المدینہ آیا اور عبد اللہ بن احسن بن احسن کے پاس پہنچا اور ان سے ان کے اپنے محمد کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے اس سے ان کی بات چھپائی۔ وہ ان کے پاس برابر سے پھر سے کرتار آیا اور اس نے

دیافت میں بہت اصرار کیا۔ آخر انہوں نے اس سے بیان کر دیا کہ وہ جبل جہینہ میں ہیں۔ اور اس سے کہا: تو علی کے پاس جا جو اس ملک آدمی کا بیٹا ہے۔ اس کا نام الاغریہ اور وہ ذی الاہر میں رہتا ہے۔ وہ تجھے رستہ بتائے گا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور اس نے اس کو رستہ بتا دیا۔ المنصور کا ایک راز کا کاتب عتاش جو شیعہ تھا۔ اس نے عبداللہ بن حسن کو اس جاسوس کا حال لکھ بھیجا۔ جب یہ خط ان کے پاس آیا تو سب پریشان ہو گئے۔ انہوں نے ابو ہبہار کو محمد اور علی بن حسن کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس شخص سے متنبہ کیا۔ ابو ہبہار گیا اور علی بن الحسن کے پاس اتر اور ان کو اس کی خبر دی۔ پھر محمد بن عبداللہ کے پاس اس جگہ پہنچا جہاں وہ تھے۔ دیکھا کہ وہ ایک کھوہ میں بیٹھے ہیں اور ان کے ساتھ ان کے اصحاب کی ایک جماعت ہے اور وہ جاسوس بھی ان کے ساتھ ہے اور سب سے زیادہ اونچی آواز سے رل رہا ہے۔ اور سب سے زیادہ انبساط ظاہر کر رہا ہے۔ جب اس نے ابو ہبہار کو دیکھا تو سہم گیا۔ ابو ہبہار نے محمد سے کہا: مجھے ایک خبر دینی کام ہے۔ وہ اس کے ساتھ آگئے۔ اس نے ان کو جاسوس کی خبر دی انہوں نے کہا: پھر کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میں تین باتوں میں سے ایک مناسب سمجھتا ہوں۔ کہا: وہ کیا ہیں؟ بولا: مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ بولے: میں ہا کر اہستہ خونریزی نہیں کرتا۔ اس نے کہا: تو آپ اس کو بیڑیاں پہنائیے اور جہاں جہاں آپ جائیں اس کو بھی ساتھ لے جائیے۔ بولے: خوف اور بے ملوثی کی حالت میں نہیں قرار کہاں؟ اس نے کہا: ہم اسے باندھتے ہیں اور جہینہ میں سے آپ کے کسی اہل کے پاس چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے، جب وہ دونوں واپس ہوئے تو دیکھا کہ وہ شخص نہیں ہے۔ محمد نے پوچھا وہ آدمی کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: اس کو چھوڑ دیا گیا۔ اور وہ اس رستے میں دھوکہ کھتا ہوا چھپ گیا۔ ان لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر اسے نہ پایا، گویا زمین اسے کھا گئی۔ وہ اپنے پیروں سے دوڑتا ہوا چلا حتیٰ کہ رستے پر پہنچ گیا۔ پھر اس کے پاس سے اعراب گزرے جن کے ساتھ المدینہ کی طرف جانے والی سواریاں تھیں، اس نے ان میں سے ایک سے کہا: یہ ایک کجاوہ خالی ہے مجھے اس میں بٹھائے تاکہ میں اس کی سواری کا مدد لیں۔ وہ ہلکا اور یہ کہ تیر سے لے اتنا اور اتنا ہے۔ اس نے قبول کیا اور اسے بٹھایا حتیٰ کہ وہ

الغیر یہ جاننا چاہیے۔ پھر وہ منصور کے پاس گیا اور دست پوری پوری خبر دی۔ لیکن وہ انہوں
کا نام اور اس کی کیفیت بھول گیا۔ اس نے اس کو نام دیا کہہ رہا۔ ابو جعفر نے دوبارہ لکھری کی
طلب کے لئے لکھا۔ اس کے پاس ایک شخص بھیجا گیا جس کا نام دیر تھا۔ منصور نے
اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے۔ پھر اس نے بتلایا کہ وہ ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔
منصور نے حکم دیا اور اس کے ساتھ اس کو کوث سے لے گئے۔ اور اس کو قید کر دیا گیا۔
اور وہ منصور کی موت تک قید رہا۔ پھر منصور نے عقیق بن سلم الارزدی کو بلایا اور
اس سے کہا: میں تجھ سے ایک کام اپنی باتوں میں اس کی جیسے بڑی فکر ہے۔ اور میں جیسے
اس کے لئے ایک آدمی کی تلاش میں رہ رہا ہوں۔ شاید وہ تو ہو۔ اگر تو میرے لئے اس کا نام
کو کافی جو اتنے میں تجھے عزیز درجہ ہوں گا۔ اس نے کہا: میں اسے دیکھ کر تمہیں کو اپنے متعلق
امیر المؤمنین کا گمان پہنچا کر دکھاؤں گا۔ منصور نے کہا: تو تو اپنے تئیں پہچانے
اور اپنا حال پیش کیا کہ وہ میرے پاس غلاں دن غلاں وقت آ۔ وہ مقررہ
وقت پر اس کے پاس گیا۔ منصور نے اس سے کہا: ہمارے وہ بھائی ہیں جنہوں
نے ہماری حکومت پر مکر کرنے اور اس پر چال چلنے کے سوا کسی اور بات سے انکار کر دیا
ہے۔ ان کے غیور خراسان کے غلاں قریب ہیں جو ان سے خط و کتابت کرتے اور
ان کو اپنے احوال کے صدقہ اور اپنے غلام کے تحائف میں سے ہدایا بھیجتے ہیں۔
تو میرے یہ خط اور یہ اور یہ ہے۔ یہ دیکھ جاؤ کہ تو ان کے پاس بھیجیں۔ ہر ایک
خط کے ساتھ ہر دو خط تو اس قریب کے باشندوں کی طرف سے منجھ لیں۔ پھر ان کا حال
معلوم کیجئے۔ اگر وہ اپنی رائے سے ہٹ گئے ہوں تو حاشا کہ میں ان سے محبت کروں گا
اور ان کو سزا دے دوں گا۔ اگر وہ اپنی رائے پر ہوں تو مجھے یہ بات معلوم
ہو جائے گی اور میں ہوشیار ہو جاؤں گا۔ تو جا۔ حتیٰ کہ عبد اللہ بن اسحاق سے
مشتوع اور نقشہ کے ساتھ ملے۔ اگر وہ تجھے جھڑک دیں اور وہ ضرور ایسا کرے گا
تو اس پر صبر کیجئے اور پھر ان کے پاس جاؤ حتیٰ کہ وہ تجھ سے مانوس ہو جائیں۔ اور
تجھ سے نرم پڑ جائیں۔ پھر اگر انہوں نے اپنے دل کی بات ظاہر کر دی تو میرے پاس
جلد آ جاؤ۔ وہ گیا حتیٰ کہ عبد اللہ کے پاس پہنچا اور ان سے اس نام کے ساتھ
خط انہوں نے اس سے لاطمی ظاہر کی اور اسے ڈانٹ دیا اور کہا: میں ان لوگوں کو

نہیں جانتا۔ میری وہ برابر ان لوگوں کے پاس آنا جانا با حتمی کردہ اللہ نے اس کا خطا قبول کر لیا۔ اس کے تھکے لئے اور اس سے مانوس ہو گئے۔ اس نے ان سے جواب کے لئے کہا۔ انہوں نے کہا: خط تو میرا کسی کو نکھتا نہیں۔ لیکن تو خود ان کی جانب میرا خط ہے۔ ان سے میرا سلام کہیے اور انہیں خبر دیجو کہ میں فلاں وقت پر فروع کرنے والا ہوں۔ عقیدہ المنصور کے پاس واپس آیا اور اسے یہ خبر دی۔ المنصور نے حج کا ارادہ کیا اور حقیقہ سے کہا: جب بنو الحسن مجھ سے ملیں، جن میں عبد اللہ بن الحسن بھی ہوں گے، تو میں عبد اللہ کی بڑی عزت کروں گا، ان کو بلند جگہ دوں گا۔ اور صبح کھانے پر دعوت دوں گا۔ پھر جب ہم کھانے سے خارج ہو جائیں گے تو میں تجھے آنکھ سے اشارہ کروں گا، تو ان کے سامنے آکر کھڑا ہو جائیو۔ وہ تجھ سے نظر پھیریں گے، تو ہلکے کھڑا کر اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے ان کی پیشانی پر ٹھوکا دیجو حتیٰ کہ ان کی آنکھ تجھ سے پھیر جائے۔ پھر تیرا کام پورا ہوا۔ لیکن خبردار کھانے کے دوران میں وہ تجھے نہ دیکھیں۔ المنصور حج کو نکلا اور جب بنو الحسن اس سے ملے تو اس نے عبد اللہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر کھانا منگایا۔ سب نے کھا لیا۔ پھر اٹھا اور عبد اللہ بن الحسن کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تم نے مجھ سے کیا عہد و پیمان کئے تھے کہ مجھ پر بڑائی کے ساتھ تعہد نہ کرو گے اور نہ میری حکومت کے خلاف فکر کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا: اے امیر المومنین! میں اسی پر قائم ہوں۔ المنصور نے عقیدہ بن مسلم کو اشارہ کیا، وہ ہلکے کھڑا کر عبد اللہ کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ عبد اللہ نے اس سے منہ پھیر لیا، وہ پھر ہلکے کھڑا کر ان کی پشت پر آیا اور ان کو اپنی انگلی سے ٹھوک دیا۔ انہوں نے سر اٹھایا اور اسے نظر پھر کر دیکھا۔ پھر وہ پھیلے اور المنصور کے سامنے آئیے، اور اس سے کہا: اے امیر المومنین! مجھے ڈیسیل دیجئے، اللہ آپ کو ڈیسیل دے گا۔ اس نے کہا: اللہ مجھے ڈیسیل نہ دے اگر میں نہیں ڈیسیل دوں؟ پھر اس نے ان کے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ اس سے قبل محمد البصرہ آگئے تھے اور وہاں بنی راسب میں اتر کر انہوں نے اپنی طرف دعوت دی تھی۔ بعض کہتے ہیں: عبد اللہ بن شیبان کے پاس اترے تھے جو بنی مرہ بن حمید میں سے ایک تھا۔ پھر وہ وہاں سے چلے گئے۔ المنصور کو جب اس کی اطلاع ہو جانے کی

اطلاعی تو وہ تیزی سے اور عرصہ چلا اور عراق کبیر کے قریب اترا جہاں عمر بن عبد اس سے
 علاء المنصور نے اس سے پوچھا، اسے ابو عثمان یا کیا البصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے
 جس سے تجھے چارے کام میں خوف ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ المنصور نے کہا: میں
 تیرے قول پر بھروسہ کر کے واپس جاؤں؟ اس نے کہا: ہاں! محمد المنصور کے
 گھنے سے پہلے وہاں سے چلے گئے۔ المنصور واپس ہوا۔ محمد اور ابراہیم عبد اللہ
 کے دونوں بیٹوں کا خوف بڑھ گیا، وہ دونوں نکلے حتیٰ کہ عدنان پہنچے اور وہاں سے
 اللہ سے پھر انکو فرم گئے، پھر اللہ تہ گئے۔

منصور نے سنہ ۱۴۰ میں حج کیا اور آل ابی طالب میں بہت احوال
 تقسیم کئے۔ لیکن محمد اور ابراہیم علی ہر نبوئے۔ اس نے ان کے والد عبد اللہ سے
 ان کی نصبت دریافت کیا، انہوں نے کہا، مجھے ان کا کوئی علم نہیں۔
 اس پر دونوں میں سخت گفتگو ہوئی۔ ابو جعفر المنصور نے انہیں حکامی دی حتیٰ کہ کہا:
 فلاں اور فلاں نے تیری ماں کا دودھ چوسا۔ عبد اللہ نے کہا: اسے ابو جعفر! تو میری
 ماں میں سے کونسی ماں کا دودھ چوسا ہے؟ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا یا فاطمہ بنت حمین بن علی کا یا ام اسحق بنت طلحہ کا یا خدیجہ بنت محمدؓ کا؟ نہیں ان
 میں سے ایک کا بھی نہیں۔ بلکہ حر یا بنت قمار بن زہیر کا۔ اور یہ قبیلہ ہے میں سے
 ایک عورت تھی۔ اسٹیپ بن زہیر نے کہا: اسے امیر المؤمنین! مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں
 اس فاطمہ کے بچے کی گردن اردوں اس پر نریا دین عبد اللہ اٹھا اور اس نے ان پر
 اپنی چادر ڈال دی۔ اور کہا: امیر المؤمنین! آپ ان کو میرے سپرد کر دیجئے میں ان کے
 دونوں بیٹوں کو قتل کروں گا۔ اس نے انہیں چھوڑ دیا، عبد اللہ کے دونوں بیٹے اس وقت
 اللہ تہ سے غائب ہو گئے تھے، جب سنہ ۱۴۰ میں المنصور نے حج کیا تھا۔

انہوں نے بھی حج کیا۔ کہ میں ان کے پیرو جمع ہوئے اور المنصور کو چھپ کر قتل کھٹکا
 ارادہ کیا۔ الا شتر عبد اللہ بن محمد نے ان سے کہا: میں تمہارے لئے اس کا کام تمام
 کرنا ہوں۔ لیکن محمد نے کہا: تمہیں اللہ کی قسم میں اس کو دھوکہ سے قتل نہیں کروں گا
 حتیٰ کہ میں اس کو دھوکہ دوں کہ جس بات پر لوگوں نے اجماع کر لیا ہے اور وہ اس کو
 توڑ دے۔ ان کے ساتھ المنصور کے قائدوں میں سے ایک خراسانی قائد بھی گیا تھا

جس کا نام خالد بن حسان تھا اور وہ ابو العاصیٰ کہلاتا تھا، اس کے ساتھ ایک ہزار آدمی
تھے۔ یہ خبر المنصور کو پہنچ گئی۔ اس نے خالد کو طلب کیا مگر اس کو نہ پایا۔ اس نے
(خالد کے) اصحاب کو پکڑ لیا اور انہیں قتل کر ڈالا۔ قائد محمد بن عبد اللہ بن محمد سے
جالا، المنصور نے زیاد بن عبید اللہ پر محمد اور ابراہیم کے قاتل کی تلاش کے لئے زور دیا
اس نے اس کا دوسرا اور وعدہ کر لیا۔ پھر محمد اللہ بنہ آئے زیاد کو اس کی خبر ہو گئی،
اس نے ان پر ہراتی کا اظہار کیا اور ان کو اس شرط پر امان دی کہ وہ لوگوں کے سامنے
ظاہر ہو جائیں۔ محمد نے اس کا وعدہ کر لیا۔ تیرا و شام کے وقت سوار ہوا اور اس نے
محمد سے سو فی الظہر پر ملنے کا وعدہ کیا۔ اوپر محمد بھی سوار ہوئے، لوگوں نے پکارتا
خبر دے کر اسے اہل المدینہ المہدی المہدی! وہ اور زیاد متحیر ہوئے، زیاد
نے کہا: اے لوگو! یہ محمد بن عبد اللہ بن الحسن ہیں، پھر اس نے محمد سے کہا: تم اللہ
کے ملک میں جہاں چاہو چلے جاؤ یہ محمد پھر چھپ گئے۔ المنصور نے یہ خبر سنی تو ابوالانہر
کو جمادی الاخرہ سنہ ۱۴۱ میں المدینہ بھیجا اور اسے حکم دیا کہ المدینہ پر عبد العزیز
بن مطلب کو عامل بنائے اور تیرا داور اس کے اصحاب کو گرفتار کر کے اس کے پاس
لائے۔ ابوالانہر المدینہ آیا اور اس نے وہی کیا جس کا المنصور نے اسے حکم دیا تھا تیرا داور اس کے
اصحاب کو گرفتار کیا اور ان کو لے کر المنصور کی طرف چلا یا وہ المدینہ کے بیت المال میں اتنی ہزار
دینار چھوڑے تھے۔ المنصور نے ان سب کو قید کر دیا۔ اس کے بعد ان پر حسان کیا اور ان کو چھوڑ
دیا۔ المنصور نے المدینہ پر محمد بن خالد بن عبد اللہ القسریٰ کو عامل بنایا اور اسے محمد بن عبد اللہ کی طلب کا حکم
دیا اور اسے پورا اختیار دیا کہ ان کی طلب میں جتنا چاہے خرچ کرے، وہ رجوع ہوا
مدینہ آیا، اس کے مال لیا اور اپنے محاسبہ میں بہت سے اموال یہ کہہ کر درج
کر دیے کہ یہ اس نے محمد کی طلب میں خرچ کئے ہیں۔ ابو جعفر نے اسے دیر لگانے
کا لزوم کر دیا اور حکم دیا کہ المدینہ اور اس کے اعرام کی تلاشی لے۔ اس نے
لوگوں کے گھروں کا چکر لگایا مگر کہیں محمد کو نہ پایا۔ جب المنصور نے دیکھا کہ اس
کے قدر مال خرچ کیا ہے اور محمد کو نہ پکڑ سکا تو اس نے قیس عیلان کے ایک شخص
ابو العلاء سے محمد بن عبد اللہ اور ان کے بھائی کی نسبت مشورہ لیا۔ اس نے کہا:
میری رائے یہ ہے کہ آپ زبریر یا خلحہ کی اولاد میں سے کسی کو عامل بنائیں کیوں کہ

وہ ان دونوں کو عداوت کی بنا پر تلاش کرینگے اور انہیں آپ کے پاس نکال لائیں گے۔
 المنصور نے کہا: خدا! تجھے غارت کرے، تو نے کیا خوب رائے دی ہے، خدا کی قسم، یہ
 بات مجھ سے پوشیدہ نہ تھی۔ لیکن میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اپنے غیظ اور اپنے
 اہل خانہ ان سے اپنے اور ان کے دشمن کے ذریعہ انتقام نہیں لوں گا۔ بلکہ میں عرب میں
 سے ایک معصوک (کھنگلے) کو بھیجوں گا جو ان کے ساتھ وہی کرے گا جو تو نے کہا۔
 پھر اس نے یزید بن زبیر اسلمی سے مشورہ لیا۔ اور اس سے کہا: مجھے فیس میں سے
 کسی خصلت جو ان کا پتہ دے جیسے میں مددوں اور بلند درجہ عطا کروں اور حکومت
 بخشوں، اس نے کہا: وہ سید امین یعنی ابن القشیری ہے، اور اس کا نام ریاح
 بن عثمان بن حیان المری ہے۔ المنصور نے اس کو رمضان سنہ ۴۴۴ھ میں لکھنؤ
 پر امیر بنا کر بھیجا۔ کہا جاتا ہے کہ ریاح نے المنصور سے ذمہ لیا تھا کہ اگر وہ اسے
 المدینہ کا عامل مقرر کر دے تو وہ محمد اور ابراہیم ابن ابی جعفر کے لئے لائے گا۔
 اس بناء پر اس نے ریاح کو وہاں کا عامل بنادیا۔ وہ چلا حتیٰ کہ المدینہ پہنچ گیا۔ جب وہ
 دار مروان میں گیا، اور یہ وہ مکان تھا جس میں امراء اترتے تھے، تو اس نے اپنے
 ایک حاجب سے، جس کا نام ابو البختری تھا، پوچھا: کیا یہ دار مروان ہے؟ اس نے
 کہا: ہاں۔ کہا: یہ بخیر نے کی جگہ بھیجی ہے اور کوچ کی بھیجی۔ اور ہم یہاں سے کوچ کرنے
 والوں میں پہلے ہوں گے۔ پھر جب لوگ اس کے پاس سے چلے گئے تو اس نے اپنے حاجب
 سے کہا: اسے ابو البختری! میرا ہاتھ پکڑ کر لے کر ہم اس شیخ کے پاس داخل ہوں، میں سنی
 عبد اللہ بن الحسن۔ وہ دونوں ان کے پاس پہنچے، ریاح نے کہا: اسے شیخ! خدا کی
 قسم! میرا زمین نے مجھے کسی قریبی رشتہ داری یا کسی سابقہ خدمت کے عوض حال
 نہیں بنا دیا ہے۔ خدا کی قسم تو مجھ سے اس طرح کھیل نہ کر سکے گا جس طرح تو زیاد
 اور ابن القسری سے کھیلتا رہا ہے۔ خدا کی قسم میں تیرا دم نکال دوں گا ورنہ تو
 میرے پاس اپنے بیٹے ابراہیم اور محمد کو لا دے گا۔ عبد اللہ نے سراٹھایا اور بولے:
 ہاں خدا کی قسم! انک لا زیوف فیس المذابوح فیہا کما اتی لمح الشاة۔
 ابو البختری کہتا ہے: یہ سنئے تمہارا ریاح میرا ہاتھ پکڑے ہوئے واپس ہوا۔ واللہ میں
 اس کے ہاتھ کی ٹھنڈک محسوس کر رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں زمین سے ٹھسٹ رہے تھے۔

یہ بات اس گھٹگو کے اثر سے تھی۔ میرا نے اس سے کہا: اس شخص کو غیب پر تو اظہار
 نہیں ہوتی ہے؟ اس نے کہا: اسے غلط ہے: تجھ پر انوس، خدا کی قسم اس نے جو کچھ کہا ہے
 بغیر سنے نہیں کہا ہے۔ اور وہ اس طرح رنج کر گیا جس طرح بکری رنج کی جاتی ہے۔
 پھر ریاح نے اذنتہ کی کو ہلایا اور اس سے سوال کے متعلق سوال کیا، اور اسے مارا اور
 قید کیا۔ اور اس کے کا تب نوح کو کچرا اور اس کو سزا دی اور سزائیں زیادتی کی اور
 اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے بتائے کہ محمد بن خالد نے کس قدر اموال لئے ہیں۔ لیکن
 وہ جواب نہیں دیتا تھا۔ آخر جب اس پر عذاب نے طوا کھینچا تو اس نے قبول کر لیا
 ریاح نے اس سے کہا: لوگوں کے اجتماع کے وقت یہ قضیہ پیش کیجو۔ اس نے بھی کیا
 جب لوگ صبح ہوئے تو ریاح نے اسے بلایا اور کہا: اے لوگو! امیر نے مجھے حکم دیا
 ہے کہ میں علی بن خالد پر محاکمہ کروں کیونکہ اس نے ایک چیز لکھی ہے جس میں خیانت
 کی ہے۔ اور ہم تمہارے سامنے شہادت دیتے ہیں کہ اس میں جو کچھ ہے سب
 باطل ہے۔ پھر ریاح نے حکم دیا اور اس کو سو کوڑے لگائے گئے اور اسے قید خانہ
 کی طرف واپس کیا گیا۔

ریاح نے محمد کی طلب میں بھی بہت کوشش کی اور اس کو خبر دی گئی کہ وہ
 رنوی جبل جوبہ کی گھاٹیوں میں سے ایک میں ہیں، اور وہ شہر کے محل میں ہے۔
 اس نے اپنے مال کو محمد کی تلاش کا حکم دیا۔ محمد وہاں سے پیادہ پا بھاگے اور تنکے لٹکے
 ان کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا جو ان کے خوف کی حالت میں پیہ جواتھا، اور وہ ان کی
 ایک چارہ کے ساتھ تھا، وہ پہاڑ پر سے گر گیا اور جدا ہو گیا، محمد نے کہا: سہ

مضيق السبل يشكو النجى مسكبه اطراف مزبوحان

شهداء الخوف فازرى به كذا القاص يكره حر الجدان

قلان كان في الموت له راحة والموت حقم في رقائب العيان

متر اور جہاد کے اطراف پھٹے کپڑوں کے ساتھ اس کے پیروں کی جلد زہنہ
 پائی کی شکایت کر رہی تھی

خوف نے اس کو مار بھجھکایا اور اس کا کام آسان کر دیا: ایسا ہی ہوتا ہے
 وہ جو جہاد کی تیزی سے بچنا چاہتا ہے موت میں اس کے لئے راحت تھی اور موت تو بندوں
 کے حق میں یقینی ہے۔

اس اثناء میں کہ ریاچ ابترہ میں جا رہا تھا کہ وہ ٹھہر گیا۔ محمد کہہ کر ایک کنویں کی طرف چلے گئے جو وہاں تھا۔ اور پانی پینے لگے، ریاچ نے کہا: اللہ اس اعرابی کو غارت کرے! اس کی ٹھکانی کیسی حسین تھی۔

اولاد حسن قید میں

ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ المنصور نے ان کو قید کر دیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ریاچ تھا جس نے ان کو قید کیا۔

علی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی نے کہا کہ ہم مقصورہ میں ریاچ کے دروازہ پر حاضر ہوئے۔ ان دینے والے نے کہا: یہاں حسین کی اولاد میں سے جو بچے وہ داخل ہوں۔ وہ مقصورہ کے دروازہ سے داخل ہوئے اور باب مردان سے نکل گئے پھر اس نے کہا: یہاں جو اولاد حسن میں سے بچے وہ داخل ہوں، وہ مقصورہ کے دروازہ سے داخل ہوئے اور بنی مردان میں سے کچھ لہجہ بھی داخل ہوئے، ریاچ نے بیڑیاں لٹکائیں اور ان سب کو قید کیا اور محسوس کر دیا کہ یہ لوگ عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی اور حسن و ابیہم ابنائے حسن بن حسن اور جعفر بن حسن بن حسن اور سلیمان و عبد اللہ ابنائے داؤد بن حسن بن حسن اور محمد و اسماعیل و اسحاق ابنائے ابراہیم بن حسن بن حسن اور عباس بن حسن بن حسن بن علی اور موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن تھے۔ جب اس نے ان کو قید کیا تو ان میں علی بن حسن بن حسن بن علی تھا۔ نہ تھے۔ دوسرے دن صبح کے بعد ایک شخص اوڑھے بیٹھ آیا۔ ریاچ نے اس سے کہا: تجھے مرچا تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا: میں تیرے پاس آیا ہوں کہ تو مجھے میری قوم کے ساتھ قید کر دے۔ دیکھا تو وہ علی بن حسن بن حسن تھے۔ اور میں نے ان کو سب کے ساتھ قید کر دیا۔

محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا تاکہ ان کی طرف دعوت دیں۔ عامل مصر کو ان کی خبر ہو گئی، اس سے کہا گیا کہ وہ محمد پر اپنے ساتھیوں کی معیت میں حملہ کرنے والے اور تیرے خلاف کھڑے ہونے والے ہیں۔ اس نے انھیں قید کر لیا اور انھوں نے پاس بھیج دیا۔ انھوں نے المنصور کے سامنے اپنے فعل کا اعتراف کیا اور اپنے والد

[illegible]

استغفر نے ریح کو لکھا کہ ان لوگوں کے ساتھ محمد بن عبد اللہ بن عمرو
بن عثمان بن عفان، ابوہریرہؓ کو بھی قید کر دے، جو عبد اللہ بن حسن بن
حسن کے بھائی تھے، جو محمد بن دونوں کی ماں فاطمہ بنت صہب بن علی تھیں۔ اس
نے ان کو بھی اس کے ساتھ لے لیا۔

بعض کہتے ہیں؛ المنصور نے عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کو تہناید کیا تھا اور اولاۃ الحسن میں سے باقیوں کو چھوڑ دیا تھا۔ عبداللہ ہزار چوبیس رہا اور حسن بن حسن بن حسن باقی رہ گئے اور انھوں نے اپنے بھائی عبداللہ کے بیچ میں خوب کلام کیا۔ المنصور کو بتا تھا کہ تو نے رشتہ نہیں بتایا۔

ایک دفعہ جن بن حسن بن حسنؑ اور ابراہیم بن حسنؑ پر سے گزرتے ہوئے اپنے
 اور نٹ چرا رہے تھے ابراہیم نے کہا: تو اور نٹ چرا رہا ہے اور عبد اللہؑ جو کس ہے؟
 اسے لڑکے ان کی رسی چھوڑ دے انھوں نے رسی چھوڑ دی پھر ان کے پیچھے چلتے ہوئے
 پہنچے لیکن ان میں سے ایک اور نٹ بھی نہ ملا جب عبد اللہ بن حسنؑ کی قید کو بیت دین
 ہو گئے تو عبد العزیز بن سعید نے منصور سے کہا: کیا آپ محمدؑ اور ابراہیمؑ کے
 خروج کی طبع رکھتے ہیں؟ تو انھیں چھوڑے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم ان میں کا ایک
 ایک لوگوں کے دلوں میں شیر سے زیادہ میتناک ہے۔ یہ بات باقیوں کے
 قید کئے جانے کا سبب ہوئی۔

اولا حسن عراق کے زنداں میں

جب المنصور نے سنہ ۱۱۴۱ھ میں حج کیا تو محمد بن عمر بن ابراہیم بن محمد بن
خلعہ اور مالک بن انس کو بنی الحسن کے پاس جو قید میں تھے بھیجا۔ اور ان سے
درخواست کی کہ محمد اور ابراہیم عبد اللہ کے دونوں بیٹوں کو دیدیں۔ یہ دونوں
ان کے پاس گئے عبد اللہ کھڑے تاز پڑھ رہے تھے ان دونوں نے پیغام پہنچایا یا حسن

بن حسن امیر اللہ کے بھائی نے کہا: یہ اپنی الشور کا کام ہے۔ واللہ! یہ نہ ہمارا رہا ہے اور نہ ہماری طاقت سے چلا۔ اور نہ ہمارا اس میں کوئی حکم ہے، اس پر ان سے ان کے بھائی ابراہیم نے کہا: کس نے تو اپنے بھائی کو اس کے لوگوں کے معاملہ میں اذیت دیتا ہے۔ اور اپنے پیچھے کو اس کی ماں کے حق میں تکلیف پہنچاتا ہے۔ پھر عبد اللہ اپنی نماز سے خارج ہوئے اور ان دونوں نے ان کو وہ پیغام پہنچایا۔ انہوں نے کہا: جس خدا کی قسم میں تم سے ایک حرف بھی نہ کہوں گا۔ ابراہیم غمزدہ مجھے آئے کی اجازت دینا پسند کرے تاکہ میں اس کو جواب دوں تو وہ ایسا کرے دونوں پیٹا سہرہ واپس گئے۔ اور المنصور کو اطلاع دی۔ اس نے کہا: کیا وہ جہد سے مسخرہ بن کر رہا ہے۔ خدا کی قسم اس کی آنکھ میری آنکھ کو نہ دیکھے گی۔ جب تک وہ میرے پاس اپنے وہ دونوں بیٹوں کو نہ لے آئے گا۔ عبد اللہ کی یہ کیفیت سنی کہ وہ جب کسی سے گفتگو کرتے تھے تو وہ ان کے رائے قبول کئے بغیر نہ رہتا تھا۔ پھر المنصور سیدھا چلا گیا۔ جب حج کر چکا تو واپس آیا لیکن المدینہ میں داخل نہ ہوا اور الرزیدہ چلا گیا۔ ریاح اس کے پاس الرزیدہ گیا المنصور نے اسے مدینہ النبی واپس کیا اور حکم دیا کہ بنی الحسین کو اس کے پاس لائے اور ان کے ساتھ محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان کو بھی جو بنی الحسین کے اخیانی بھائی تھے ریاح واپس آیا اور ان کو لیکر الرزیدہ گیا۔ ان کے پیروں اور ان کی گردنوں میں بیڑیاں اور زنجیریں ڈالی گئیں۔ اور انہیں محلوں میں بغیر کچھ سونے کے سوار کیا۔ جب ریاح ان کو مدینہ النبی سے لیکر نکلا تو جعفر بن محمد آنکھ پر وہ کے پیچھے سے گھڑے ان کو دیکھ رہے تھے اور یہ ان کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ جعفر روٹے تھے اور ان کے آنسو ان کی ڈاڑھی پر بہ رہے تھے۔ اور وہ اللہ سے دعا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے کہا: واللہ! اب ان کے جہد لہذا اپنے حرموں کی حفاظت نہ کرے گا۔ جب یہ چلے تو محمد اور ابراہیم عبد اللہ کے دونوں بیٹے بد و عربوں کے لباس میں آئے ہوئے تھے اور اپنے والد کے ساتھ ساتھ چلتے رہے وہ ان سے خروج کی اجازت مانگتے تھے لیکن عبد اللہ کہتے تھے کہ جلدی نہ کرو حتیٰ کہ تم اس پر قادر ہو جاؤ۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ابو جعفر یعنی المنصور تم دونوں کو عزت کے ساتھ زندہ رہنے سے روکے تو ہمیں عزت کے ساتھ مر جانے سے

کوئی چیز نہ روکے۔ جب یہ لوگ الہ پندہ پہنچے تو محمد بن عبد اللہ عثمانی المنصور کے پاس
 لائے گئے۔ ان کے جسم پر ایک پھینٹیں اور ازار تھی۔ جب وہ اس کے سامنے
 کھڑے ہوئے تو اس نے ان سے کہا: اسے دیوث! محمد نے کہا: سبحان اللہ! تو
 مجھے چھوٹی سے بڑی تم تک اس کے سوا جانتا ہے۔ المنصور نے کہا: پھر تیری بھی
 رقیہ کس سے حاصل ہوئی؟ وہ ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کے نکاح میں تھیں
 تو نے تو مجھ سے قسم کھائی تھی کہ تو مجھے دھوکہ نہ دے گا۔ اور میرے خلاف کسی دشمن
 کو نہ دے گا۔ اور پچھتا ہے کہ تیری بھی حاصل ہے اور اس کا شوہر غائب ہے۔
 ہیں تو وہ میرے ایک ہے، باقی قسم توڑنے والا ہے یا دیوث ہے۔ خدا کی قسم
 میں اس کو رجم کرنے والا ہوں۔ محمد نے کہا: میری قسم کے متعلق تو یہ ہے کہ وہ مجھ پر
 ہے۔ اگر میں تیرے خلاف کسی خد کے کام میں داخل ہوں جس کا تجھے علم
 نہ ہو۔ زیادہ الزام جو تو نے اس لڑکی پر رکھا ہے، تو اللہ نے اس کو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہونے کا شرف بخشا ہے۔ جب اس کا حل ظاہر
 ہوا تو میں نے گمان کیا کہ اس کا شوہر اس کے پاس غفلت میں آیا ہو گا۔ ان کی اس بات
 سے المنصور غضبناک ہو گیا۔ ان کے کپڑے اور ان کی ازار پکڑ کے چاک کر دی
 چٹا پنچہ کہا جاتا ہے کہ ان کی شرم گاہ کھل گئی۔ پھر اس نے ان کے لئے حکم دیا اور
 ان کو ڈھکڑے مارے گئے۔ اور ان کا حال بہت برا ہوا۔ المنصور ان پر
 حکم کھلا: اقتلوا اگر تیار نہ ہو۔ ایک کوڑا ان کے منہ پر لگا، انہوں نے کہا: تیار ہوا جو تیرے
 چہرے کو تو چھوڑ دے۔ اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت ہے۔ المنصور
 اور مشتعل ہوا۔ اور اس نے جلاد سے کہا: سر پر مار سر پر، ان کے سر پر تیس کے قریب
 کوڑے مارے گئے۔ ایک کوڑا ان کی آنکھ پر لگا اور وہ بہ گئی، پھر وہ نکالے گئے۔
 اور وہ مار کی وجہ سے ایسے ہو رہے تھے جیسے کہ زنگی ہے، حال ان کہ وہ حسین ترین
 آدمی تھے اور اپنے حسن کے سبب دیباچہ کہلاتے تھے۔ جب وہ نکالے گئے تو ان کا
 ایک مولیٰ ان کی طرف بڑھا، اور اس نے کہا: کیا میں اپنا دامن آپ پر نہ ڈال دوں؟
 انہوں نے کہا: ہاں، اللہ تجھے جو اسے خیر دے، خدا کی قسم تو محبوب ہے میری
 ازار کا چاک ہونا مجھ پر مار سے زیادہ شاق ہے۔

محمد بن عبد اللہ کے پکڑے جانے کا سبب یہ تھا کہ ریاست نے المنصور سے کہا کہ اسے امیر المومنین، اہل خراسان آپ کے شیعہ ہیں، اور اہل العراق آل ابی طالب کے شیعہ ہیں۔ رہے اہل الشام، تو خدا کی قسم علی ان کے نزدیک کافر کے سوا کچھ نہیں ہیں لیکن محمد بن عبد اللہ العثماني اگر اہل الشام کو دعوت دیں تو ان میں سے ایک بھی پیچھے نہ رہے۔ یہ بات المنصور کے دل میں بیٹھ گئی، اس نے ان کے لئے حکم دیا اور وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ کھڑے گئے، حال آنکہ اس سے پہلے وہ ان کی نسبت اچھی رائے رکھتا تھا۔

پھر یہ جو کہ ابو عوف نے المنصور کو لکھا کہ اہل خراسان مجھ سے جگڑ رہے ہیں اور ان پر محمد بن عبد اللہ کا معاملہ طویل ہو رہا ہے۔ المنصور نے محمد بن عبد اللہ بن عمر العثماني کے لئے حکم دیا اور وہ قتل کر دیئے گئے اور ان کا سر خراسان بھیج دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک آدمی بھیجا گیا تاکہ وہ قسم کھائے کہ یہ سر محمد بن عبد اللہ کا ہے اور یہ کہ وہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ جب وہ قتل کئے گئے تو ان کے بھائی عبد اللہ بن حسن نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے زلزلے میں ان کی بدولت امن میں تھے اور اب یہی ہشتم کی حکومت میں ہماری بدولت وہ قتل کئے گئے۔ پھر المنصور ان کو لیکر زندہ سے چلا۔ ایک موقع پر وہ ایک اشقر شیخ پر ان کے پاس سے گزرے عبد اللہ بن حسن نے اس سے بھکاری کر کہا: اے ابو جعفر! ہم نے تیرے قیدیوں سے تو بدر کے دن یہ سلوک نہیں کیا تھا، ابو جعفر نے ان کے کنکری ماری اور یہ بات اس پر گراں ہوئی، اور وہ مہلک دیا۔ جب یہ لوگ انکو فد بھیجے تو عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا تم اس قریہ میں کسی کو دیکھتے ہو جو ہمیں اس سرکش سے بچا سکے؟ راوی کہتا ہے: پھر ان سے امن اور علی ان کے دونوں بھتیجے کو اسیں لگائے ہوئے ملے اور ان سے کہا: اے ابن رسول اللہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔ آپ جس کو قتل کرنا چاہیں، ہمیں حکم دیجئے۔ عبد اللہ نے کہا: تم دونوں پر جو حق تھا تم نے ادا کر دیا، لیکن تم ان لوگوں کے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکتے، وہ چلے گئے۔ پھر المنصور نے انہیں قصر ابن ہبیرہ میں انکو قہر کی شرقتی جانب قید کر دیا۔

اس نے محمد بن ابراہیم بن الحسن کو بلایا، وہ نہایت خوبصورت تھے، اور المنصور نے ان سے پوچھا، کیا تم ہی دریا جہ صغریٰ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا، میں تجھے ایسی طرح قتل کروں گا کہ کسی کو ایسی طرح قتل نہ کیا تھا۔ پھر اس نے حکم دیا اور ان پر جیتے جی ایک ستون چن دیا گیا۔ اور وہ اسی میں مر گئے۔ ابراہیم بن حسن پہلے شخص تھے جو ان میں سے مرے اور پھر عبد اللہ بن حسن۔ اور وہ اس جگہ سے قریب دفن کئے گئے جہاں ان کا انتقال ہوا۔ یا تو وہ اس قبر میں ہیں جس کو لوگ ان کی قبر کہتے ہیں اور یا وہ اس سے قریب ہیں۔ پھر علی بن حسن مرے۔ کہا جاتا ہے۔ المنصور نے ان لوگوں کے متعلق حکم دیا اور اس کے حکم سے قتل کئے گئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے حکم سے ان کو نہ ہر لایا گیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور نے عبد اللہ پر کسی کو مقرر کیا جس نے ان سے جا کر کہا کہ آپ کے بیٹے نے خروج کیا اور وہ قتل کئے گئے۔ اس سے ان کے دل میں درد اٹھا اور وہ مر گئے۔ واللہ اعلم

ان لوگوں میں سے کوئی نہ بچا، سوا سلیمان اور عبد اللہ ابنہا سے واثو بن حسن بن حسن بن علی، اور اسحاق و اسماعیل ابنہما سے ابراہیم بن حسن بن حسن اور جعفر بن حسن کے۔ اور ان کے معاملات کا خاتمہ ہو گیا۔

چند حوادث

ایسی سال کہ پر السری بن عبد اللہ اور مدینہ النبی پر ریاح بن عثمان اور انکوذ پر عیسیٰ بن موسیٰ اور البصرہ پر سفیان بن معاویہ تھے۔ مصر پر یرید بن حاتم بن قتیب بن مطلب بن ابی صفرو۔ اور یہ وہی ہے جس کے حق میں یرید بن ثابت مدح کرتے ہوئے اور یرید بن اسید السلمی کی خدمت کرتے ہوئے کہتا ہے یہ

لشنان مابین الیہم یلین فی اللہ یریدہ سلیم والا لافہ بن حاتم
 سخاوت میں دونوں یریدوں کے درمیان کس قدر فرق ہے۔ ایک یرید
 آقا سے بچا ہوا ہے اور ابن حاتم کریم و شریف ہے۔
 یہ بہت سی ابیات ہیں۔ یہ مدوح اور فیاض تھا۔

ایسی سال ہشام بن عذرة الغیری نے جو بنی عمرو میں سے تھا، اور یوسف

ابن عبد الرحمن العفتری نے طلیطل میں امیر عبد الرحمن الاموی پر شور و شغب کی اور وہاں کے باشندوں نے اس کی پیروی کی۔ عبد الرحمن اس کی طرف نہیں آیا، اس کا محاصرہ کیا اور اس پر حصار سخت کر دیا۔ آخر کار وہ صلح کی طرف جھکا اور اس نے اپنے بیٹے اطلح کو یہ مقام کے لیے پر عبد الرحمن الاموی کے حوالے کیا۔ عبد الرحمن اس کو لیکر قرطبہ واپس ہوا۔ پھر ہشام نے داپس جا کر عبد الرحمن سے عہد توڑ دیا۔ عبد الرحمن پھر واپس آیا۔ اس نے ہشام کا محاصرہ کیا۔ اور اس پر سختیوں لگادیں لیکن جہاں تک عہد بونہی کے سبب وہ اس میں اثر نہ کر سکیں۔ اس نے ہشام کے بیٹے اطلح کو قتل کر دیا اور اس کا سر خنجر میں رکھ کر بھیج دیا۔ دیا اور قرطبہ چلا گیا اور ہشام پر قابض ہو گیا۔

اسی سال محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد العفتری - یزید بن عبد اللہ بن عبد بن ابی مریم مولیٰ ہشام بن العفتری اور عقیل بن خالد الہملی، صاحب الزبیر و انہوں نے مصر میں اپنا ٹکڑا وفات پائی، اور محمد بن عمرو بن طلحہ بن وقاص البشیری اور الحسن الہمدانی اور ہاشم بن ہاشم بن عبد بن ابی وقاص نے وفات پائی۔
یزید بن عیاض بازوحدہ و فتح راہ جملہ عقیل بن عیاض بن جملہ و فتح قاف
چھ سو سنہ ۱۲۵ شروع ہوا

محمد بن عبد اللہ بن الحسن کا ظہور

اس سال محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب نے مدینہ مبارکہ میں ظہور کیا، بنیادی الاخرہ کی دورانیوں باقی نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ رمضان کی چودھویں تھی۔ اس سے پہلے ہمارے حالات اور انصاف کا ان کے اہل کو عراق کی طرف بے جہنم کا مال بیان کر چکے ہیں۔ جب وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے جاتا تو اس نے ریاچ کو مدینہ مبارکہ پر امیر کی حیثیت سے واپس کر دیا، ریاچ نے محمد کی تلاش میں بڑی کوشش کی، ان کو بہت تنگ کیا اور ان کو ڈھونڈا حتیٰ کہ ان کے فرزند گر گئے اور مر گئے ایک دن تسلسل طلب ان تک پہنچ گیا، وہ مدینہ مبارکہ کے ایک کنوئیں میں ڈولی کے ذریعہ آتے گئے ان کے اصحاب اس سے

پانی پینے لگے وہ سلق تک پانی میں اتر گئے ان کا ہم ہماری متعادہ چھپ دیکے۔
 ریاح کو محمد کی خبر پہنچ گئی، اور یہ کہ وہ المذہب میں ہیں۔ وہ اپنی فوج کے ساتھ ان کا
 طرف نکلا، محمد اس کے رستے سے محسوس ہوئے اور دارالجمعیہ میں چھپ گئے۔ ریاح
 نے جب ان کو نہیں دیکھا تو وہ دارمروان کی طرف واپس چلا گیا۔ ریاح کو خبر پہنچ
 یہ خبر دی تھی وہ سلیمان بن عبد اللہ بن ابی سہرہ تھا۔ جب محمد کی تلاش شدید ہوئی
 تو انہوں نے اس وقت سے قبل خروج کر دیا جس کا وعدہ انہوں نے اپنے بھائی
 ابراہیم سے کیا تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اسی وقت نکلے جس وقت نکلنے
 کا انہوں نے اپنے بھائی سے وعدہ کیا تھا، لیکن تاخیر ان کے بھائی نے کی جس کا
 سبب یہ تھا کہ ان کے چچا تکفل ابی نعقی، جلیل اللہ بن عمرو بن ابی ذعلب
 اور عبد الحمید بن جعفر محمد سے کہتے تھے کہ تم خروج کے لئے کس چیز کے منتظر ہو؟
 واللہ اس امر پر تم سے زیادہ متحسوس آدمی کوئی نہیں ہے۔ نکل کھڑے ہو جاؤ
 تم تنہا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ اس بات سے بھی متحرک ہوئے۔ ریاح کو خبر ہو گئی کہ
 محمد آج رات خروج کرنے والے ہیں۔ اس نے محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد
 قاضی المدینہ اور العباس بن عبد اللہ بن الحارث بن العباس وغیرہ کو اپنے
 پاس بلایا، دیر تک خاموش رہا۔ پھر ان سے کہا: اے اہل المدینہ! امیر المؤمنین
 محمد کو نہ میں کے شرق اور اس کے غرب میں ڈھونڈ رہے ہیں حال آنکہ وہ تنہا ہی
 پشت کے درمیان ہے۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انہوں نے خروج کیا تو
 میں تم سب کو قتل کر دوں گا، اور محمد بن عمران سے کہا: تم امیر المؤمنین کے قاضی
 ہو، اپنے قبیلہ والوں کو بلاؤ اور غمازہ کو جمع ہونے کے لئے کہلا کر پھرو۔ انہوں نے
 کہلا بھیجا، وہ بکثرت اس کے پاس جمع ہو گئے، اس نے ان کو دروازہ پر بٹھایا۔
 اور علمین وغیرہم میں سے کچھ لوگوں کو کثیر ابن میں جعفر بن محمد بن علی بن اسمین
 اور اسمین بن علی بن اسمین بن علی اور الحسن بن علی بن اسمین بن علی بن اسمین بن
 علی، اور کچھ تری قریش میں سے جن میں اسمعیل بن ایوب بن سلمہ بن عبد اللہ بن الولید
 بن المغیرہ اور ان کے بیٹے خالد تھے۔ اس اثنا میں کہ یہ لوگ اس کے پاس تھے محمد
 نکلا ہر چہ گئے، لوگوں نے تکبیر کی آواز سنی۔ مسلمہ بن عقیقہ المری نے ریاح سے کہا:

میں ہی رات ان اور ان سب کی گردنیں اڑا دیں۔ انھیں بن غز بن انجیر بن ملی نے اس سے کہا: وہ اللہ قسم یہ کیا قصد رکھتے ہو، طالبان کہ ہم مسیح و طاعت پر جیتے ہو، انھار سے اڑا دیں سو آدھیوں کی حیثیت پر پہنچتے اور سوائستی کے شگون کے لئے شجہ مسلمہ میں آئے۔ پھر زندان کا قصد کیا، اس کا دروازہ کھولا اور اس میں جو لوگ تھے ان کو نکال دیا۔ ان لوگوں میں محمد بن خالد بن عبد اللہ انصاری اور اس کا بھتیجا ان بن ہناد یہ اور دوزخ میں تھے۔ محمد نے ان کو نکال دیا۔ پیادوں پر غارت میں بکریاں خوش ہونے لگیں جو مقرر کیا اور دارالامارہ آئے۔ وہ اپنے اصحاب سے کہتے تھے کہ کسی کو قتل نہ کرنا اللہ کی دہشت کریں۔ ریاچ نے ان کے مقابلہ میں بہ اہمیت کی، وہ حضور کے دروازہ سے گھس گئے، ریاچ اور اس کے بھائی میراں اور ابن سلم بن عقیق امری کو پکڑ لیا اور دارالامارہ میں قید کر دیا۔ پھر وہ مسجد کی طرف گئے، خبر پر پڑے اور لوگوں کو خطاب کیا۔ خدا کی حمد و ثناء کی، پھر کہا: اے معبود اس سرکش و دشمن خدا! ہم جھوٹے جو کہہ کیا ہے تم سے معنی نہیں ہے، اس نے قبۃ خضراء بنالیا ہے اس سے اللہ کے ساتھ اس کے کلمے میں معاندہ کرے اور کعبۃ السحرا میں کسی تغیر کرے اس نے خرمون کو اس وقت پکڑ لیا جب اس نے قارہ کیم لاطعی کہا۔ لوگوں میں اس میں کے لئے کھڑے ہونے کے سبب میں: یاد و حقدار بناد، اباجرین و انصار ہیں۔ خدا! ان لوگوں کے تیرے عوام کو نکال اور تیرے حلال کو حرام کر دیا ہے اس کو مان دی ہے جس کو تو نے خوف نہ کیا اور اس کو خوف نہ کیا ہے جس کو تو نے مان دی۔ خدا! تو ان کو کین لیں کر پکڑ لیا، ایک ایک کو قتل کر اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑے اسے دو گواہیں نے وہ اللہ اس بناء پر تیار سے درمیان سے خروج نہیں کیا کہ تم میرے نزدیک بہت سب تو فو شدہ ہو۔ بلکہ اس لئے کہ میں نے تم کو اپنے لئے پسند کیا ہے۔ خدا کی قسم میں جو اس کام پر آیا ہوں تو اس وقت آیا ہوں جبکہ زمین پر کوئی شہر ایسا نہیں رہا ہے جو اس اللہ کی عبادت نہ کی جاتی ہو اور جہاں میرے لئے بہت نہ کی گئی جو انصاف پرانے قواعدی زبان سے محمد کو یہ سمجھا کر تا تھا کہ لاہر جو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ محمد اس کا ذکر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ہماری جنگ ہوئی تو ہم تمہارے قواد میری طرف نکل ہو جائیں گے، محمد عید مبارک پر مستولی ہو گئے۔

پر گئے اور ارض روم میں گھسے پٹے گئے۔ صالح کے ساتھ ان کی دونوں بیویوں ام مہسنی اور لہابہ۔ ام مہسنی کی دونوں بیویاں بھی جنگ پر گئیں۔ ان دونوں نے نہ مالی فتنی کے اگر تباہی کی حکومت میں گئی تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی۔ عرب طلبہ کی طرف سے جعفر بن حنظلہ المہرانی علیہ السلام کو ہوا۔

اس سال المنصور اور ملک الروم کے درمیان خدیہہ پر اہل المنصور نے قابض ہوا۔ امیروں کو رومیوں سے خدیہہ دے کر چھڑا لیا اور قابض ہوا۔ اس کے باشندوں کو وہاں واپس لایا اور اہل انجور پر وہ غیرہ کے ایک حکمران کو اس مقرر کیا۔ وہ وہاں مقیم ہوئے اور انہوں نے اس کی حفاظت کی اس کے بعد حیا کہ کہا جاتا ہے سنہ ۳۴۱ھ تک کوئی سانحہ نہیں ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کے دونوں بیٹوں کے ساتھ مشغول رہا۔ لیکن بعض مورخ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن حنظلہ سنہ ۳۴۰ھ میں عبدالوہاب بن ابراہیم الامام کے ساتھ صائفہ پر گیا تھا۔ اس سے قسطنطنیہ تک الروم ایک لاکھ فوج کے ساتھ بھاڑ میں وہاں تک پہنچا لیکن جب مسلمانوں کی کثرت کا حال سنا تو رک گیا۔ پھر اس کے بعد سنہ ۳۴۱ھ تک کوئی سانحہ نہیں ہوا۔

عبد الرحمن بن معاویہ اللاندیس

مہم بیان کیے ہیں کہ سنہ ۳۲۲ھ میں اللاندیس فتح ہوا اور موسیٰ بن نصیر وہاں سے معزول کیا گیا۔ جب وہ وہاں سے معزول ہوا اور الشام چلا گیا تو اس نے وہاں اپنے بیٹے عبدالعزیز کو نائب مقرر کیا اس نے مفتوحہ علاقہ کو منضبط کیا اور اس کے طور کی حفاظت کی۔ اور اپنی ولایت میں بہت سے شہر فتح کئے۔ وہ نیک اور فاضل آدمی تھا۔ وہ سنہ ۳۵۱ھ تک اور بقیہ بعض سنہ ۳۵۲ھ تک وہاں رہا۔ اور وہیں قتل کیا گیا۔ اس کے قتل کا سبب یہاں ہو چکا ہے جب وہ قتل کیا گیا تو اہل اللاندیس یہ سمجھیں تک اس حال پر رہے کہ کوئی والی ان کو جمع کرنے والا نہ تھا۔ پھر وہ ابوبکر بن عیسیٰ بن شوق ہو گئے۔ جو موسیٰ بن نصیر کا بھائی تھا۔ وہ ان کے ساتھ ساز و پیشا رہا اور قرطبہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور اس کو سنہ ۳۵۱ھ تک اہل اللاندیس کہتے ہیں

سنہ ۵۰ میں دارالامارت بنایا۔ پھر سلیمان بن عبد الملک نے اس کے بعد حرم بن عبد الرحمن
 شقی کو عامل مقرر کیا۔ وہ سنہ ۹۰ میں اور گیا اور وہاں دو برس نو مہینہ مقیم رہا۔
 پھر جب محمد بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو انہوں نے لاندس پر مسیح بن الملک الحولانی
 کو عامل بنایا۔ اور اس کو حکم دیا کہ وہاں کی زمین کو تیز کرے جو صنوۃ فتح ہوئی ہے اسے
 الگ کرے اس سے خمس لے اور لاندس کی کیفیت ان کو سمجھ دے۔ عمر بن عبد العزیز
 کی رائے تھی کہ لاندس میں جو لوگ ہیں ان کو وہاں سے بلا لیں کیوں کہ وہ مسلمانوں سے
 منقطع ہو گئے ہیں۔ مسیح رمضان سنہ ۱۰۰ میں وہاں پہنچا۔ عمر نے جو کچھ حکم دیا تھا
 اس نے وہی کیا لیکن وہ دارالمحرب سے واپس ہوتے وقت سنہ ۱۰۲ میں قتل ہوا۔
 عمر نے وہاں کے باشندوں کو وہاں سے منتقل کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر ان کو چھوڑ دیا
 اور وہاں کے باشندوں کو پھر وہاں جانے کی اجازت دی۔ پھر انہوں نے مسیح کے بعد
 سنہ ۱۰۴ میں حبیب بن حکیم انکلبی کو وہاں کا والی مقرر کیا۔ اور سنہ ۱۰۶ میں
 غزوہ فرات سے واپسی کے وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن سلمیٰ انکلبی
 ذی قعدہ سنہ ۱۰۷ میں وہاں کا والی ہوا اور وہ لاندس کی حکومت پر دو برس
 چھ مہینے پار پھر لاندس میں مذہب بن الدیر حسن الاشجعی سنہ ۱۱۰ میں داخل ہوا اور
 وہاں چھ مہینے پار پھر معزول کر دیا گیا۔ پھر عثمان بن ذی نفعۃ انقشی وہاں کا والی مقرر
 ہوا سنہ ۱۱۱ میں وہاں گیا اور سنہ ۱۱۲ میں ہی کے آخر میں معزول کر دیا گیا۔ اسکی ولایت پانچ مہینے رہی پھر
 وہاں کا والی ابوشیم بن عبیدہ انکشافی ہوا جو محرم سنہ ۱۱۱ میں وہاں گیا اور دس
 مہینے چند روز تک والی رہ کر وہی ابجہ میں مر گیا۔ اہل لاندس نے اپنے اوپر محمد بن
 عبد اللہ الاشجعی کو سردار بنایا۔ اسکی ولایت دو مہینے رہی۔ اس کے بعد عبد الرحمن
 بن عبد اللہ انصاری فقیہ صفر سنہ ۱۱۲ میں عالی ہوا۔ وہ دس مہینے کی زمین میں رمضان
 سنہ ۱۱۳ میں قتل ہوا۔ پھر وہاں کا والی عبد الملک بن قطن القہری ہوا وہ
 وہاں دو برس مقیم رہا اور معزول کیا گیا۔ اس کے بعد وہاں کا والی عقبہ بن السجاج
 اسلولی ہوا۔ وہ سنہ ۱۱۶ میں وہاں داخل ہوا اور پانچ برس حکمراں رہا۔ پھر اہل
 لاندس نے اس کے خلاف شورش کی اور اس کو معزول کر کے اس کے بعد عبد الملک
 بن قطن کو والی بنالیا۔ اسکی دوسری ولایت تھی۔ بعض مورخین لاندس نے بیان

کیا ہے کہ حضرت بن حجاج مر گیا تھا اس لئے اس الاندلس نے عبد الملک کو والی بنایا۔ پھر علی بن
 بشیر انقشیری وہاں کا والی ہو گیا۔ اور اس کے اصحاب نے اس سے وجہت کر لی اس لئے
 عبد الملک بھاگ کر اپنے گھر بھاگ گیا۔ اس کے دونوں بیٹے تھکن اور امیہ بھی بھاگ گئے۔ ان
 میں سے ایک ماروہ بھاگ گیا اور دوسرا امیر قسط۔ پھر اہل انصاریں نے بلج پر مشورہ کر کے اور
 اس سے مطالبہ کیا کہ وہ عبد الملک بن تھکن کو قتل کر دے۔ جب اس کو ان کے ضداد
 کا دار ہوا تو اس نے عبد الملک کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کے بعد صلیب پر لٹکا گیا
 اس کی قوم نے یہ برائی کی تھی۔ جب اس کے دونوں بیٹوں کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ
 ماروہ سے ابو نوذیر پر جمع ہوئے ان کے ساتھ ایک لاکھ آدمی اکٹھے ہو گئے، انہوں نے
 بلج اور اس کے ساتھیوں پر چڑ بانی کی جو قرطبہ میں تھے۔ بلج ان کے مقابلہ کے لئے نکلا
 اور اپنے ساتھی اہل الشام کی صحبت میں قرطبہ کے قریب ان سے ٹھٹھکھٹیر ہوئی تو وہ
 کو اس نے شکست دی۔ پھر قرطبہ واپس آیا اور تھوڑے دن بعد مر گیا۔ بلج کے الاندلس
 آنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ وہ اپنے چچا کلثوم بن عیاض کے ساتھ سنہ ۱۲۳ میں
 جنگ بربر میں تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے، جب اس کو چچا قتل ہو گیا تو یہ الاندلس
 آ گیا، عبد الملک بن تھکن نے اس کو اپنے کی اجازت دیدی اور وہ اس کے قتل کا سبب
 ہوا۔ پھر اہل الشام نے الاندلس پر اس کی جگہ ثعلبہ بن سلامۃ الفحالی کو والی بنایا اور
 وہ مقیم رہا حتیٰ کہ ابو اسحق رستہ ۱۲۵ میں الاندلس پر واپس ہو کر آیا اہل الاندلس
 اس کے سلج ہو گئے۔ اس کی طرف ثعلبہ اور ابن ابی شیبہ اور عبد الملک کے دونوں بیٹے
 آئے اس نے ان کو امان دی اور ان سے اچھا برتاؤ کیا۔ اور اس کا کام چم گیا۔ وہ شہنشاہ
 اور صاحب رانے و صاحب کرم تھا۔ اس کے پاس اہل الشام کثرت سے جمع ہو گئے
 اور قرطبہ ان کو برداشت نہ کر سکا، اس لئے اس نے ان کو شہر وں میں بھیجا دیا۔ اہل
 دمشق کو البصرہ میں بھیجا یا جو دمشق کے مشابہ تھا اور اس کا نام دمشق رکھا اور اہل
 حمص کو اخیلیہ میں اتارا اور اس کا نام حمص رکھا اور اہل قنسہ بن کو میانی میں
 اتارا اور اس کا نام قنسہ بن رکھا۔ اور اہل الادون کو یہ میں اتارا اور اس کا نام
 الادون رکھا۔ اور اہل فلسطین کو خند وند میں اتارا اور اس کا نام فلسطین رکھا
 اور اہل مصر کو خند میر میں اتارا اور اس کا نام مصر رکھا کیونکہ وہ اس کے مشابہ تھا

پھر المانیہ میں تعصب پیدا ہوا اور یہ ابو اسحاق رستمی القسطل بن حاتم اور اس کے ساتھ
مصریوں کے اجتماع اور اس کے معزول کئے جانے کا باعث ہوا۔ یہ فتنہ سنہ ۱۲۰
میں کھڑا ہوا۔ القسطل بن حاتم بن شمر بن ذی الجوشن شایبوں کی مدد سے لے لاندس آیا
تھا پھر وہاں کارمیں بن گیا۔ ابو اسحاق نے ارادہ کیا کہ اس کو گروے اس لئے اس کو اپنے
پاس بلایا اور اس کے پاس لشکر تھا اس کو کھانیاں دیں اس کو نوکیل کیا۔ اس پر وہ نکلا
اس حال میں کہ اس کا مار بھکا ہوا تھا۔ اس سے کسی حاجب نے کہا: تیرے حمامہ کو کیا
ہوا کہ وہ بھوکا ہوا ہے؟ اس نے کہا: اگر میری کوئی قوم ہے تو وہ اس کو سیدہ کر دے گی
اس نے اپنی قوم کو بلایا اور اس سے اس برتاؤ کی شکایت کی جو اس سے برتا گیا تھا۔
انہوں نے کہا: ہم تیرے تابع ہیں اور انہوں نے قواہ بن سلامتہ المجدانی کو کھانا جو
اہل فلسطین میں سے تھا۔ وہ ان کے پاس آگیا اور اس نے ان کی دعوت قبول کی۔ اور
نعم وجدہم نے بھی ان کی پیروی کی۔ یہ خبر ابو اسحاق کو پہنچی۔ وہ ان کی طرف چلا
اور انہوں نے اس سے جنگ کی۔ اس کے صحابہ بھاگ گئے۔ ابو اسحاق رستمی جو انور
ثوابہ قصر قرطبہ میں داخل ہوا۔ ابو اسحاق رستمی نے اس سے بغیر تھا۔ قواہ دو برس لاندس کا
حکم اس رہا۔ پھر مر گیا۔ اہل المین نے ابو اسحاق کو دوبارہ قلعہ کرنے کا ارادہ کیا۔
مصر نے اس کی مخالفت کی۔ ان کا سردار القسطل تھا۔ اس طرح قلعہ متفرق ہو گیا اور
چار جہینہ تک لاندس بغیر میر رہا۔ اس سے بسطہ قراس کی تفصیل سنہ ۱۲۰ کے
خوگر میں گزرتی ہے۔ جب وہ بغیر امیر رہ گئے تو انہوں نے عبد الرحمن بن کثیر اللخمی کو
احکام کے لئے سردار بنایا۔ جب کام پورے لگا تو ان کی رائے اسے اسف بن عبد الرحمن
بن حبیب بن ابی جہیدۃ الغمری پر متفق ہو گئی۔ یہ سنہ ۱۲۹ میں وہاں
کا حاکم بن گیا اور بات اس پر قرار پائی کہ وہ سال چھ مکران ہے پھر حکومت
اہل المین کو دی جائے اور وہ اپنی قوم میں سے جس کو چاہیں والی بنائیں۔ جب
سال ختم ہوا تو اہل المین سب کے سب کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ارادہ
کیا کہ اپنے میں سے کسی کو والی بنائیں۔ لیکن القسطل نے ان پر غلبہ خان مارا اور
ان میں سے بہتوں کو قتل کر دیا۔ یہی جنگ شندوہ مشہور ہے۔ اس میں سب ابو اسحاق
مارا گیا۔ لوگوں نے اول نیرو سے جنگ کی حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گئے۔ پھر تلواریں

سومنیس حتی کہ وہ بھی ٹوٹ گئیں، پھر ایک دوسرے کے بال بکڑ کاڑ کر کھینچے۔ یہ واقعہ سننے میں ہوا۔ لوگوں نے یوسف پر اجتماع کر لیا اور اس سے کسی نے تعرض نہیں کیا۔ اس کے متعلق ہمارے اس بیان کے خلاف بھی کہا گیا ہے۔ اس کا ذکر ۱۲۵۱ء میں گذر چکا ہے۔ پھر الاندلس پر پیچیم قحط رہا، اس کے باعث شدہ وہاں سے پلے گئے اور ۱۲۶۱ء تک متزلزل رہا۔ پھر سنہ ۱۲۸۰ء کو مرین تیم بن معبد الغبری اور عامر العیدری نے شہر سرقسطہ میں اجتماع کیا، التفصیل نے ان سے جنگ کی اور یوسف علیہ السلام ان کی طرف چلا، اس نے ان دونوں سے جنگ کی، ان کو قتل کیا اور الاندلس پر حکمران ہو گیا، اور حکمران رہا حتیٰ کہ عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام غالب ہوا۔

واللہ الاندلس کا یہ مختصر ذکر ہے اس سے بسیط تر ذکر متفرق طور پر پہلے گذر چکا ہے۔ یہاں جو ہم نے اس کو سلسل بیان کیا ہے وہ اس کے الاندلس کے اخیر ایک دوسرے سے متصل ہو جائیں گے کہ وہ متفرق بیان ہوئے ہیں۔

اب ہم عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام کے الاندلس کی طرف عبور کرنے کے ذکر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مغرب کی طرف عبد الرحمن کے جانے کا سبب یہ ہے کہ اس کے متعلق حکایت کی گئی ہے کہ جب دولت عباسیہ ظہر ہوئی اور بنی امیہ اور ان کے شیعوں سے قتل کئے گئے جو قتل کئے گئے اور جو ان میں سے بچ گیا وہ بھاگ گیا۔

عبد الرحمن بن معاویہ ذات الزیتون میں تھا۔ وہاں سے فاسطین کی طرف بھاگ گیا، وہ اور اس کا غلام بدر دونوں خیردن کا تحسین کرتے رہے۔ پھر اس سے حکایت کی گئی ہے کہ اس نے کہا، جب ہمیں امان دی گئی پھر نہر الباقتر میں پرہم سے نکلتا تھا اور ہمارے خون بہا، کئے گئے تو ہمارے پاس خبر آئی۔ میں لوگوں سے الگ تھا۔ میں اپنی قیام گاہ پر ایو سادہ واپس ہوا۔ میں نے غور کیا کہ کیا چیز میرے اور میرے اہل کے لئے مناسب ہے، میں ڈرتا ہوا نکلا حتیٰ کہ انفرات کے کنارے ایک قریہ پر پہنچا جہاں درخت اور غنائ تھے۔ اس اثنا میں کہ میں ایک دن وہاں تھا اور میرا بیٹا اسلیمان میرے آگے کھیل رہا تھا اور اس کی عمر اس زمانہ میں چار برس کی تھی وہ باہر نکل گیا۔ پھر وہ بچہ مکان کے دروازہ سے روتا ہوا اور پہنچا ہوا داخل ہوا اور مجھ سے چپٹ گیا۔ میں اس کو الگ کرتا تھا

اور وہ مجھ سے چپٹ جاتا تھا۔ میں نکلا تاکہ دیکھوں، کیا دیکھتا ہوں کہ خوفِ خدہ پر
اترا ہوا ہے، میرا ہر چم لہرا رہا ہے میں اور میرا ایک نو عمر بھائی مجھ سے کہتا ہے: "انہما
انہما یہ سادہ پرچم ہیں۔" میں نے وہ دینار لئے جو میرے ساتھ تھے۔ اور اپنے قبیل اور
اپنے بھائی کو بچایا۔ اور اپنی بہنوں کو بتا دیا کہ میں گھر جاتا ہوں اور ان کو حکم دیا کہ وہ
میرے پاس میرے غلام کو جلدی بھیج دیں۔ سو اوروں نے قریہ کو گھیر لیا مگر وہ میرا کوئی
نشان نہ پاسکے۔ میں اپنے جاننے والوں میں سے ایک شخص کے پاس گیا اور میرے
کہنے پر اس نے میرے لئے جانور اور ضروری سامان خریدا۔ لیکن اس کے ایک غلام
نے عامل کو میری خبر کر دی۔ وہ میری تلاش میں اپنے سواروں سمیت آ پہنچا۔ ہم
پیادہ یا نکل کر بھاگے، سوار ہمیں دیکھ رہے تھے۔ ہم الغرات کے کنارے ہاتھوں
میں گھسے لیکن ہم سے پہلے سوار الغرات پر پہنچ گئے۔ ہم دریا میں تیرنے لگے، میں
بچ نکلا، سوار ہمیں پکارتے رہے کہ تمہیں امان ہے، لیکن میں نہ پڑا۔ میرا بھائی
الغرات کے آدے پائے پر پہنچ کر تیرنے سے عاجز ہو گیا، وہ امان کے ساتھ
ان کی طرف پلٹ گیا اور انہوں نے اس کو پکڑا اور قتل کر دیا، اور میں اسے دیکھتا رہ
گیا۔ وہ تیرہ برس کا تھا۔ میں یہ حال دیکھ کر کانپ اٹھا۔ پھر میں اپنی سیدہ میں
پل پڑا۔ اور ایک گھنی جھاڑی میں چھپ گیا حتیٰ کہ میری تلاش مجھ پر نہ پڑی۔
میں نے مغرب کا قصد کیا اور آخریقہ پہنچا ۱۱

پھر اس کی بہن امہ الاصحی نے اس کے غلام بدر کو بھیجا۔ اس کے ساتھ اسکے
لئے خرچہ کار و پیہ اور ایک جھڑ تھا۔ جب وہ آخریقہ پہنچ گیا تو عبدالرحمن بن
حبیب بن ابی عبیدہ انھری۔ کہا جاتا ہے کہ وہ یوسف، امیر الاندلس کا باپ تھا
اور یہ عبدالرحمن آخریقہ کا مال تھا۔ اس کی تلاش کے پیچھے پڑا۔ اور اس پر شدت
کی۔ یہ اس سے بھاگا اور کتنا سہ پہنچا۔ جہاں کے باشندہ بربر کی ایک جماعت
ہیں۔ یہاں اس کو ان سے ایسی سختیاں پہنچیں جن کا ذکر طویل ہے۔ پھر وہ ان کے
پاس سے بھاگا اور نفر اوہ پہنچا جو اس کی نصیحتیں سننے والے تھے، اور اس کے ساتھ تھا بعض کہتے
ہیں کہ وہ زناشیں میں سے ایک قوم کے پاس پہنچا۔ ان لوگوں نے اسے اچھی طرح
قبول کیا۔ اور اسے ان میں اطمینان حاصل ہوا۔ پھر وہ اہل الاندلس میں سے

امویہ میں کے ساتھ مکاتبت کی تدبیر کرنے لگا۔ اور ان کو اپنے آئے کی اطلاع دی، اور ان کو اپنی طرف دعوت دی۔ اور اپنے غلام بدر کو ان کے پاس بھیجا اس زمانہ میں امیر الاندلس یوسف بن عبدالرحمن القدری تھا۔ بدر اس کے پاس پہنچا اور اس کو عبدالرحمن کے حال کی خبر دی اور اس کو عبدالرحمن کی طرف دعوت دی، اس نے عبدالرحمن کو قبول کیا۔ اس کے لئے جہاز بھیجا جس میں قنارہ بن علقمہ اور وہ جب بنی الانصاریہ اور شاکر بن ابی الانصاریہ تھے۔ یہ اس کے پاس پہنچے اور اس کو یوسف کی اطاعت کی خبر پہنچائی اور اس کو لے کر الاندلس واپس آئے، اس نے ماہ ربیع الاول ۳۱۳ھ میں انکسب پر ٹکڑ ڈالا۔ وہاں اس کے پاس ان کے رؤسا کی ایک جماعت اہل اشبیلیہ میں سے آئی۔ اہل البھین کے نفوس میں اضمحیل اور یوسف القدری کے خلاف کینہ تھا۔ وہ بھی اس کے پاس آئے۔ پھر وہ کوزہ زیت کی طرف منتقل ہو گیا اور وہاں کے عامل حبیب بن مساور نے اس سے بیعت کر لی، پھر وہ شذوہ گیا جہاں عیاض بن علقمہ و الطغنی نے اس سے بیعت کی۔ پھر وہ موزور گیا جہاں کے عامل ابراہیم بن شجر نے اس سے بیعت کر لی۔ پھر اشبیلیہ گیا جہاں ابو الصلاح یحییٰ بن یحییٰ نے اس سے بیعت کی۔ اس کے بعد وہ قرطبہ کی طرف بڑھا۔ اس کی خبر یوسف کو پہنچی، وہ اس وقت قرطبہ سے نو اخی لیلطہ میں گیا ہوا تھا۔ اسے یہ خبر اس وقت پہنچی جب وہ قرطبہ کی طرف واپس ہو رہا تھا۔ عبدالرحمن قرطبہ کی طرف بڑھا چلا گیا۔ جب وہ قرطبہ پہنچا تو اس نے اور یوسف نے باہم صلح کے لئے مراسلت کی۔ اس نے یوسف کو دودن تک دھوکہ دیا جن میں سے ایک عرفہ کا دن تھا۔ یوسف کے اصحاب میں سے کسی کو شک باقی نہ رہا کہ صلح استوار ہو چکی ہے۔ وہ کھانا لپیٹ کر انے کی طرف متوجہ ہوا تا کہ عبدالرحمن کے دن لوگ دسترخوان پر کھائیں۔ عبدالرحمن نے اپنے سوار اور پیادل مرتب کئے اور اپنے آدمیوں کے ساتھ رات کو چلا اور عبدالرحمن کی شب کو جنگ پھر گئی۔ فریقین جیسے رہے حتیٰ کہ دن چڑھ گیا، عبدالرحمن ایک فوج پر سوار ہو گیا تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ وہ بھاگ رہا ہے، جب لوگوں نے اس کو اس طرح دیکھا تو ان کے نفوس ساکن ہو گئے۔ یوسف کے اصحاب تیزی سے قتل ہوئے۔ یوسف بھاگ گیا۔ اضمحیل اپنے خاندان کی حالت کے ساتھ چارہ پھر وہ

بھی بھاگ نکلے۔ عبد الرحمن کو فتح حاصل ہوئی۔ یوسف نے شکست کھائی اور اس کو مار دیا گیا۔ عبد الرحمن قرطبہ کی طرف واپس ہوا، یوسف کے حشم قصر سے نکال دئے اور اس کے بعد خود قصر میں داخل ہوا۔ پھر وہ یوسف کی طلب میں چلا جب یوسف کو اس کی خبر ہوئی تو دوسرے رستے سے قرطبہ کی طرف چلا گیا اور اس میں داخل ہو کر اس کے قصر پر قابض ہو گیا اور اپنے تمام اہل اور مال کو بیکر مدینہ البیہرہ چلے یا۔ اقصیٰ میں یہ شہر چلا گیا تھا۔ یہ خبر عبد الرحمن کو پہنچی تو وہ اس طرح سے قرطبہ کی طرف واپس ہوا کہ وہاں یوسف کو جانے کا۔ لیکن جب اسے وہاں نہ پایا تو اس کی طرف جانے کا عزم کیا اور البیہرہ کی طرف چلا، وہاں اقصیٰ بھی یوسف سے جا ملا تھا، ان دونوں کے پاس ایک جمعیت اکٹھی ہو گئی، پھر انھوں نے مسلح کے لئے مراسلت کی۔ اور اس بات پر مسلح ہو گئی کہ یوسف اور اس کے ساتھی ان پر اثر آئیں اور وہ عبد الرحمن کے پاس قرطبہ میں رہے۔ یوسف نے اس کے پاس ابوالاسود محمد اور عبد الرحمن اپنے دونوں بیٹوں کو یہ خیال کے طور پر کھا یوسف عبد الرحمن کے ساتھ چلا اور جب وہ قرطبہ میں داخل ہوا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

قیسناؤ من الناس والامر امرنا اذ انحن فیہم سوقہ انتنصف
لوگوں پر ہماری نصرت مال روئی تھی اور حکم ہمارا ہی حکم تھا، لیکن
ایک بیک ہم ان کے درمیان انصاف خواہ عالمی ہو گئے۔
عبد الرحمن نے قرطبہ کو اپنا مستقر بنایا۔ قصر اور مسجد جامع کی تعمیر کی اور اس میں انبی نبیر اور ہم صرف کئے۔ لیکن اس کے تمام ہونے سے پہلے مر گیا، اس نے جامع مسجد بنائی۔ اس کے خاندان میں سے ایک جماعت اس سے پاس پہنچ گئی۔ وہ منصور کے لئے خطبہ میں دعا کرتا تھا۔ ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ عبد الرحمن ۳۹ سالہ میں داخل ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں ۳۸ سالہ میں داخل ہوا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اس کے والد میں داخل ہونے کے متعلق آتنا ہی ذکر کافی ہے، تاکہ ہم اختصار سے نہ نکل جائیں جس کا ہم نے قصد کیا ہے۔

عبد اللہ بن علی قید ہو گئے

جب سلیمان ابعدہ سے معزول ہوا تو اس کا بھائی عبد اللہ بن علی اور اس کے ساتھی منصور کے خوف سے روپوش ہو گئے۔ یہ خبر منصور کو پہنچی تو اس نے سلیمان اور عیسیٰ بن عبد اللہ کے دونوں بیٹوں کو عبد اللہ کے روانہ کرنے کا حکم بھیجا۔ دونوں کو عبد اللہ کے لئے ان دی اور ان پر زور دیا کہ وہ اس پر عمل کریں۔ سلیمان اور عیسیٰ عبد اللہ اور اس کے خداداد کو لے کر نکلے حتیٰ کہ منصور کے پاس ذی الحجہ میں پہنچ گئے۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو اس نے سلیمان اور عیسیٰ کے لئے عافیت کی اجازت دی وہ اس کے پاس داخل ہوئے اور اسے عبد اللہ کے حاضر ہونے کی خبر دی اور اس سے درخواست کی کہ اسے حاضر ہونے کی اجازت دے۔ اس نے قبول کیا اور ان دونوں کو باتوں میں مشغول رکھا۔ اس نے عبد اللہ کے لئے اپنے قصر میں ایک مکان مہیا کر رکھا تھا۔ سلیمان اور عیسیٰ کے آنے کے بعد اس نے حکم دیا کہ اسے وہاں بھیجا جائے اور اس کے ساتھ بھی کیا گیا۔ پھر منصور اٹھا، اس نے سلیمان اور عیسیٰ سے کہا کہ عبد اللہ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ جب وہ نکلے تو انہوں نے عبد اللہ کو نہیں پایا، اس سے ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ قید کر دیا گیا۔ وہ منصور کے پاس آئے اور اس کو اس معاملے سے روکا۔ اس موقع پر ان لوگوں سے جو عبد اللہ کے اصحاب میں سے وہاں حاضر تھے ان کی تمنا رہی کہ وہ قید کر دئے گئے۔ خفاف میں منصور ان کو پہلے سے ڈرا رہا تھا اور ان کے ساتھ اپنے آنے پر عادم ہو رہا تھا۔ اس لئے کہا، اگر تم میری بات مانستے تو ہم ابو جعفر پر بھراہنگی ٹوٹ پڑتے کیوں کہ خدا کی قسم اس کے اور ہمارے درمیان کوئی عامل نہیں تھا کہ ہم اس کے پاس جائیں۔ نہ کوئی ہمیں روکتا حتیٰ کہ ہم اسے قتل کر دیتے۔ اور انہی جاہل بچا بیٹے۔ لیکن انہوں نے اس کی بات نہ مانی۔ جب ان کی تمنا رہی کہ وہ قید کر دئے گئے تو خفاف اپنی ڈاڑھی میں اور اپنے ساتھیوں کے چہروں پر تمکھنے لگا۔ پھر منصور نے ان میں سے بعض کو اپنے سامنے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور بعض کو ابو داؤد خالہ بن ابراہیم کے پاس عراسان بھیجا۔ جہاں اس نے انہیں قتل کر دیا۔

چہترم حوادث

۱۳۰۔ سلیمان بن علی البصرہ کی امارت سے معزول کیا گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ
 میں معزول کیا گیا۔ وہاں سفیان بن معاویہ و صفیان میں عامل بنایا
 گیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ عباس بن محمد بن علی نے حج کیا۔ کر اور المہدیہ اور
 الطائف پر زیاد بن عبید اللہ السماری تھا۔ انکو ذہر عیسیٰ بن موسیٰ۔ البصرہ پر سفیان
 بن معاویہ، اس کی قضا پر سوار بن عبید اللہ۔ اور خراسان پر ابو داؤد۔

۱۳۱۔ اسی سال عبید ربیعہ بن قیس الانصاری نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں
 اس میں وفات پائی۔ اس سال علی بن عبدالرحمن موی انھرقہ، محمد بن خنیس
 بن عبدالرحمن بن معصمہ الکازنی، اور یزید بن عبید اللہ بن شداد بن الہادی العیسیٰ
 نے بھی وفات پائی۔ محمد کی موت الاسکندریہ میں ہوئی۔

یہ ۱۳۱۔ شروع ہوا

ابو داؤد عامل خراسان کی موت

خراسان پر عبید اللہ بن ابی ریحان کی ولایت

اس سال ابو داؤد خالد بن ابراہیم الذہلی عامل خراسان ہلاک ہوا۔ اس کے ہلاک
 ہونے کا سبب یہ ہوا کہ لشکر میں سے کچھ لوگوں نے اس پر شور مچا، وہ کشمکش میں
 تھا۔ لوگ رات کے وقت وہاں پہنچ گئے جہاں وہ تھا۔ وہ ایک دیوار پر چلا گیا۔
 اور ایک اینٹ کے کونے پر کھڑا ہو گیا جو دیوار سے نکلے ہوئی تھی اور اپنے آدمیوں
 کو پکارنے لگا تاکہ اس کی آواز پہنچائیں۔ صبح کے قریب وہ اینٹ ٹوٹ گئی، وہ
 نیچے گر گیا۔ اس کی کمر ٹوٹ گئی اور قہار عصر کے قریب وہ مر گیا۔ عمامہ اس کا
 صاحب مرقا اس کے بعد قائم ہوا حتیٰ کہ عبید اللہ بن عبدالرحمن اللادوی عامل
 خراسان ہو کر پہنچا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے فواد میں سے ایک جماعت کو

پکڑ لیا جن پر اس نے طی ابن ابی طالب کی اولاد کی طرف دعوت دینے کا الزام لگایا تھا ان میں مجاہد بن عمر بن حارث الانصاری عامل بخارا، اور ابو العقیقہ خالد بن کثیر موی بنی نضیم عامل قزوستان اور الحارث بن محمد النرلی۔ اور ابو داؤد کا ابن عمر تھا۔ شامل آتے۔ اس نے ان کو قتل کیا اور ان کے سوا ایک جماعت کو قید کیا۔ اس نے ابو داؤد کے عمال پر ان اموال کے استخراج کے لئے جو ان کے پاس تھے زور دیا۔

یوسف الفہری کا قتل

اس سال یوسف الفہری نے، جو میر الماندس تھا، عبد الرحمن الاسوی سے لکھتے ہوئے کہا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ عبد الرحمن اس پر ایسے لوگ کھڑے کرتا تھا جو اس کی اہانت کرتے اور اس سے اس کی الماک میں جھگڑتے تھے۔ جب وہ جھگڑتے تھے تو وہ ظاہر کر دیتا تو وہ اس پر عمل نہ کرتا۔ اس سے اس نے سمجھ لیا کہ اس کے متعلق کیا ارادہ کیا گیا ہے۔ اس نے ماروہ کا قصد کیا، اس کے پاس بیس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ وہ عبد الرحمن کی طرف چلا۔ عبد الرحمن بھی قریب سے اس کی طرف نکلا اور حصن دور کی طرف روانہ ہوا۔ پھر یوسف نے مناسب سمجھا کہ عبد الملک بن عمر بن مروان کی طرف جائے جو اشلیب پر والی تھا، اور اس کے بیٹے عمر بن عبد الملک کی طرف جو دور پر تھا وہ ان کی طرف گیا اور وہ دونوں اس کے مقابل پر نکلے، وہ دونوں کی اس سے ٹکھ بھڑ ہوئی، اور سخت جنگ کی، فریقین نے بہرے سے کام لیا۔ آخر میں یوسف کے اصحاب نے شکست کھائی، ان میں سے علق کثیر قتل ہوا، یوسف بھاگ نکلا اور ملک میں آوارہ پھر تاروا۔ پھر اس کے اصحاب میں سے کسی نے رجب ۳۲ھ میں اسے نواہی طلیطل میں قتل کر دیا، اور اس کا سر عبد الرحمن کے پاس بھیج دیا۔ اس نے قریب میں اسے نصب کر دیا۔ اور اس کے بیٹے عبد الرحمن بن یوسف کو، بھیج دیا جو اس کے پاس بطور یرغمال تھا، قتل کر کے اس کے سر بھی اس کے باپ کے سر کے ساتھ نصب کر دیا۔ ابو الاسود بن یوسف عبد الرحمن الاسوی کے پاس بطور یرغمال رہا۔ اس کا ذکر آگے آتا ہے۔ رہا اقصیل، تو جب یوسف قریب سے بھاگا تو وہ اس کے ساتھ نہیں بھاگا۔ امیر عبد الرحمن نے

اسے بلایا اور یوسف کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا، 'یوسف نے مجھے اپنے معاملہ کی خبر
 نہیں دی، میں اس کا حال نہیں جانتا۔ بعد ازاں نے کہا، 'تیرے لئے ناگزیر ہے کہ تو اس کی
 خبر دے، اس نے کہا، اگر وہ میرے دونوں بہروں کے بیچے ہوتا تب بھی میں اپنے پاؤں
 اس پر سے نہ اٹھاتا۔ بعد ازاں نے اس کو یوسف کے دونوں بیٹوں سمیت قید کر دیا
 جب وہ دونوں قید سے بھاگے تو اس نے ہرب و قرار سے کراہت کی اور قیدچی میں
 رہا۔ اس کے بعد اس کے پاس مصر کے شائخ داخل کئے گئے، اور انھوں نے اس کو مردہ
 پایا۔ اور اس کے پاس ایک پیالہ تھا جو منتقل کر دیا گیا۔ اس پر انھوں نے کہا، اے
 ابو بکر شمس! ہمیں معلوم ہو گیا کہ تو نے خود شمس پیالہ تکھے پلایا گیا۔ اور اسے اس کے
 خاندان والوں کے حوالہ کر دیا گیا جنھوں نے اسے دفن کر دیا۔

چند حوا و ش

اسی سال طلیعہ کا بادشاہ اذ فتنش ہلاک ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا تہ دلیہ
 حکمران ہوا جو اپنے باپ سے زیادہ شجاع اور اس سے بہتر فرمان روا اور فک کا
 انتظام کرنے والا تھا۔ اس کا باپ اٹھارہ برس بادشاہ رہا۔ جب اس کا بیٹا بادشاہ
 ہوا تو اس کی حکومت قوی اور سلطنت بزرگ ہوئی۔ اس نے مسلمانوں کو اپنے ملک
 کی سرحدوں سے نکال دیا۔ شہر ملک اور نیز طفال اور غلنقہ اور شمورہ اور ایلہ
 اور شفقویہ اور فشتیہ مال پر قبضہ کر لیا۔ یہ سب الاندلس میں ہیں۔ اسی سال انصوری
 نے اپنے جیسے عبد الوہاب بن ابراہیم الامام اور حسن بن عطلہ کو ستر ہزار سپاہ
 کے ساتھ طلیعہ بھیجا۔ وہ وہاں اترے اور رہیوں نے وہاں جو کچھ برباد کیا تھا اسے
 تعمیر کیا۔ اس کی تعمیر سے چھ ہفتے میں فارغ ہوئے۔ حسن نے اس میں بڑا کام کیا
 انصوری نے وہاں چار ہزار فوج آباد کی اور اس میں بہت ہتھیار اور ذخائر رکھے۔
 اور حصن قلعہ بنو تعمیر کیا۔ جب ملک الروم نے عبد الوہاب اور حسن کے طلیعہ کی طرف
 روانہ ہونے کی خبر سنی تو وہ ایک لاکھ فوج کے ساتھ ان کی طرف چلا۔ اور جہان پر
 اترا۔ پھر سے مسلمانوں کی کثرت کی اطلاع ملی اور وہ واپس چلا گیا۔ جب طلیعہ
 تعمیر ہو گیا تو وہاں کے باشندوں میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ بھی واپس آ گئے۔

اس سال المنصور نے حج کیا اور البخیرہ سے احرام باندھا۔ جب اس نے اپنا حج ادا کر لیا تو بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سے اتر کر گیا اور وہاں المنصور بن جعونہ العامری کو قتل کیا۔ پھر البشمیرہ کو ذکیہ کی طرف واپس آیا۔ یہاں المنصور نے حکم دیا کہ بنو ہشیم کو جبرئیل بن یحییٰ سے تعمیر کرایا جائے جس کی تفصیل ذیل میں ہے۔ یہاں سے بیت گمینی تھی اور اس کے باشندہ حکم رہ گئے تھے تفصیل بذات لکھی۔ اور اس نے اس کا نام المنصورہ رکھا۔ وہاں ایک مسجد جامع بنایا اور وہاں کے لئے ایک ہزار آدمیوں کی تنخواہیں مقرر کیں اور اس کے سابق باشندہ وہاں سے اکثر کو وہاں آباد کر دیا۔

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔ سعد بن اسحق بن کعب بن جبر۔ عمرو بن یحییٰ بن ابی الحسن الانصاری۔ عمار بن غزوینہ الانصاری۔ یہ تھے۔ ابو العلاء ایوب القصاب۔ ابو جعفر محمد بن عبد اللہ الاسکا فی معتزلہ کے مقلدین اور ان کے ائمہ میں سے تھا اور اس کا ایک طالب ہے جو اس کی طرف منسوب ہے اسماء بن غمارق اور حمزہ بن اسماو۔

پھر سنہ ۱۱۱۱ شروع ہوا۔

الراوندیہ کا خروج

اس سال الراوندیہ نے المنصور پر خروج کیا۔ یہ خراسان کی ایک قوم تھی جو ابو مسلم صاحب الہموک کی رائے پر تھی، تناسخ اور حاج کی قائل تھی اور اس کا خیال تھا کہ آدم کی روح عثمان بن ہشیم میں ہے۔ ان کا رب جو انہیں کہلاتا ہے۔ پلا ہے وہ المنصور ہے اور یہ کہ البشمیر بن معاویہ جبرئیل ہے۔ جب وہاں پر چلے تو المنصور کے قصر پر تھے اور کہا کہ یہ ہمارے رب کا قصر ہے۔ المنصور نے ان کے رؤسا کو پکڑ لیا۔ اور ان میں سے دو سو کو قید کر دیا۔ ان کے ساتھی بگڑ گئے۔ اور انہوں نے ایک غش بنایا اور اس کو غش پر لٹایا حال ان کے غش میں کچھ بھی نہ تھا اور اس کو بے کر پلے تھی کہ قید خانہ کے اردوارہ پر پہنچ گئے پھر غش کو بھونک دیا اور لوگوں پر حمل کیا۔ قید خانہ میں گھس گئے اور اپنے آدمیوں کو نکال لائے۔ اور المنصور کا قصد کیا۔ وہ اس وقت چھوڑا دی تھے۔ لوگ جمع ہوا کرتے تھے۔

کے دروازے بند کر دئے گئے۔ کوئی اندر داخل نہ ہو سکا، منصور قصر سے پیدل نکلا کیونکہ قصر میں کوئی جانور نہ تھا۔ (اس کے بعد سے وہ اپنے ساتھ قندیں جانور رکھنے لگا) جب منصور قصر سے نکلا تو اس کے لئے جانور لایا گیا۔ وہ اس پر سوار ہوا اور ان کی طرف چلا، منصور نے اس پر کثرت سے جھوم کیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ اسے قتل کر دیتے۔ اس وقت حسن بن زائدہ الشیبانی آیا۔ یہ اب تک منصور سے روپوش تھا کیونکہ اس نے ابن ہبیرہ سے مل کر جنگ کی تھی۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، منصور کو اس کی بہت تلاش تھی، اور اس نے حسن کے لانے کے لئے بہت سے مال کا انعام مقرر کیا تھا۔ جب یہ دن آیا تو وہ دُعا ماندا چلے ہوشے منصور کے پاس آیا، گھوڑے سے اتر، سخت جنگ کی اور بڑی بہادری دکھائی۔ منصور اس وقت ایک شجر پر سوار تھا۔ اور اس کی لگام اس کے صاحب ریمع کے ہاتھ میں تھی۔ حسن آیا اور ریمع سے بولا: ہٹ جا کہ میں اس وقت اس لگام کا تجھ سے زیادہ مستحق ہوں اور تجھ سے بڑھ کر قابلیت رکھتا ہوں۔ منصور نے کہا: سچ کہا، تو لگام اس کو دے دے۔ وہ برابر رُٹا رہا حتیٰ کہ حال درست ہو گیا اور اگر اوہدیہ پر فتح ہوئی۔ منصور نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: اے امیر المومنین! جس کی آپ کو تلاش تھی۔ حسن بن زائدہ۔ منصور نے اس سے کہا: اللہ نے تجھے تیری جان اور تیرے مال اور تیرے دل کے لئے امان دی۔ تجھے جیسے آدمی احسان سے اپنے بنائے جاتے ہیں، ابونصر الحاکم بن العیشیم آیا اور منصور کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور بولا: آج میں دربان ہوں۔ اور بازار والوں میں اندر کر دی انھوں نے تیرے سامنے اور ان سے جنگ کی۔ شہر کا دروازہ کھولا گیا اور لوگ داخل ہوئے۔ پھر خازم بن خرمیر آیا اور اس نے ان پر حملہ کیا حتیٰ کہ ان کو دیوار تک ہٹا دیا۔ پھر انھوں نے اس پر حملہ کیا اور اس کو دو دھند مار ہٹایا۔ خازم نے العیشیم بن شجہ سے کہا: جب یہ ہم پر طبع کرے گا تو ان سے آگے دوڑ کر دیوار تک پہنچو اور جب وہ پیش تو ان کو قتل کر دیجیو انہوں نے خازم پر حملہ کیا، وہ ان کے مقابلے سے ہٹا، العیشیم ان کے پیچھے چاہرچھا۔ اس طرح دو سب کے سب مارے گئے اس دن ان کے سامنے عثمان بن ہزیم۔ کیا اور اس نے انھیں سمجھایا، لیکن ہمب وہ

والس ہوا تو انھوں نے اس کے تیر مارا جو اس کے شانوں کے بیچ میں لگا، وہ چند روز بیمار
 ہوا اور اسی میں مر گیا۔ المنصور نے اس پر نماز پڑھائی اور اپنے حوس پر اس کے بعد
 عیسیٰ بن نبیک کو مقرر کیا اور وہ مرتے دم تک اس کے حوس پر رہا۔ اس کے بعد
 المنصور نے ابو العباس الطوسی کو حوس پر مقرر کیا اور یہ سب بہت العباسیہ میں ہوا۔
 جب المنصور نے نماز پڑھ لی تو شام کے کھانے کے لئے دعوت دی، حسن کو بلا لیا اور اس کا
 درجہ بلند کیا۔ اپنے چچا عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے کہا: اے ابو العباس؛
 کیا تم نے نہایت شدید آدمی دیکھے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ المنصور نے کہا: اگر
 تم آج اس شخص کو دیکھتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ یہ انھی میں سے ایک ہے، معن بولا: واللہ
 یا امیر المؤمنین! جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو بزدل تھا، لیکن جب میں نے دیکھا
 کہ آپ ان کو کس قدر حقیر سمجھ رہے تھے اور ان پر کس شدت کے ساتھ بڑھ رہے
 تھے تو میں نے وہ چیز دیکھی جو کبھی کسی جنگ میں نہیں دیکھی تھی۔ اس سے میرا قلب
 مضبوط ہو گیا اور اس نے مجھے اس چیز پر اکسایا جو آپ نے مجھ سے دیکھی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ معن اس لڑائی کی وجہ سے جو اس نے ابن بربرہ کے ساتھ
 لڑ کر اس سے کی تھی۔ المنصور سے پھپھیا ہوا تھا اور اس بات پر آمادہ ہوا تھا کہ امان
 طلب کرے۔ جب الزائدہ نے خروج کیا تو معن آیا اور دروازہ پر کھڑا ہوا۔
 المنصور نے ابو الخصب سے پوچھا: دروازہ پر کوئی ہے؟ اس نے کہا: معن بن
 زائدہ۔ المنصور نے کہا: عرب کا آدمی مضبوط دل والا۔ جنگ سے واقف اور
 کریم الحسب ہے، اسے بلاو۔ جب وہ داخل ہوا تو المنصور نے کہا: کہو معن کیا
 رائے ہے؟ اس نے کہا: رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں میں منادی کروں اور ان کیلئے
 اموال کا حکم دیں، المنصور نے کہا: آدمی اور اموال کہاں ہیں؟ کون اپنے میں ان
 گہروں کے سامنے پیش کرنے کے لئے بڑھا ہے؟ اسے معن تو کیوں راستہ بتاتا ہے۔
 رائے یہ ہے کہ نکلوں اور لوگوں کے سامنے کھڑا ہوں۔ جب وہ مجھے دیکھیں گے
 تو جنگ کریں گے اور میری طرف پلٹ آئیں گے اور اگر میں ٹھہراؤں تو وہ کمزور رہیں
 دکھائیں گے، اور ایک دوسرے کو چھوڑ دیں گے، معن نے اس کا ساتھ کھڑا اور کہا: نہیں
 اے امیر المؤمنین۔ اس صورت میں تو آپ اسی وقت قتل کر دئے جائیں گے

ہیں آپ کو خدا کی قسم دینا ہوں کہ اپنی جان کا خیال نہ رکھتے اور ابو بختیسب نے بھی اسی کی
مشق کیا۔ لیکن منصور نے ان دونوں سے اپنا کپڑا کھینچا اور اپنے جانور پر سوار ہوا اور
نکل گیا۔ معن اس کے جانور کی نگاہم تھامے ہوئے تھا۔ اور ابو بختیسب اس کی رکاب
کے ساتھ تھا۔ اس کے سامنے ایک آدمی آیا اور معن اسے قتل کرنا۔ حتیٰ کہ اس نے
اسی حال میں چار آدمی قتل کر دیے۔ اس کے گرد لوگ جمع ہوئے۔ گھڑی بھر نہ گزری
تھی کہ اس نے ان کو فنا کر دیا۔ پھر معن غائب ہو گیا۔ المنصور نے ابو بختیسب سے
اس کی نسبت دریافت کیا، اس نے کہا میں اس کی جگہ سے ناواقف ہوں۔ منصور
نے کہا اب کیا معن یہ گمان کرتا ہے کہ میں اس آزمائش کے بعد بھی اس کا گناہ نہ بخشوں گا
اسے امان دے اور میرے پاس لا۔ وہاں سے منصور کے پاس لایا، المنصور نے
دسے دس ہزار درہم کا حکم دیا اور اسے انیس کا دلی مقرر کیا۔

خراسان میں عہد البھار کی ابتدا

اور

اس کی طرف المہدی کا شخص

اس سال عہد البھار بن عبد الرحمن عامل خراسان المنصور کی اطاعت سے
نکل گیا، اس کا سبب یہ ہوا کہ عہد البھار کو جب المنصور نے خراسان پر عامل مقرر
کیا تو اس نے خود کی طرف توجہ کی۔ اور ان میں سے بعض کو قتل اور بعض کو قید کیا
یہ بات المنصور کو پہنچی، اور اس کے پاس ان میں سے بعض کا خط آیا۔ اس پر اس نے
ابو ایوب سے کہا عہد البھار نے ہمارے شیعہ کو فنا کر دیا، اس نے جواب کیا ہے
تو اس کی وجہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ وہ طمع طاقت کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے
کہا: آپ اس کو یہ لکھئے کہ میں دردم پر ملک کا ارادہ رکھتا ہوں، تو میرے پاس خراسان
کے لشکر بھیج اور ان پر ان کے شہسواروں اور سرداروں کو مامور کر۔ جب وہ وہاں
سے نکل آئیں گے تو آپ اس کی طرف جس کو چاہیں بھیج دیجئے گا۔ کیونکہ پھر وہ
اس کو نہیں روک سکیں گا، المنصور نے اس کو یہی لکھا، اس نے جواب دیا کہ ترکوں

نے مشورہ بخش کر رکھی ہے۔ اگر میں نے لشکرِ جہاد کو دیئے تو خراسان ہاتھ سے نکل جائے گا۔
 انصور نے یہ خط ابوباب کے آگے ڈال دیا۔ اور اس سے پوچھا: اگر تم یہ کہنا چاہتے ہو تو اس سے
 کہا: اب تو اس نے آپ کو خدو و قلع دیدیا ہے۔ یہ سچ ہے۔ لکھتے کہ خراسان دوسرے علاقوں
 سے نہ آیا اور نہ ہے۔ یہ تو فی ظن خود ہیں سمجھنا چاہئے۔ اور آپ اس کی طرف تو نہیں
 بھیجئے۔ بلکہ وہ خراسان جائے۔ اگر اس نے خلع طاعت کا قصد کیا تو وہ اس کی گردن
 پکڑ لیں گی۔ جب اس دشمنوں کا قطعہ اُمید کے پاس پہنچا تو اس نے جب آپ کو خبر خراسان
 کا حال دیا تب بھی خواب نہیں ہوا جیسا اس سال کی خواب ہوا ہے۔ اگر جہاں لشکر آئے تو
 وہ تنگی سے ہلاک ہو جائیں گے۔ جو یہاں گرائی کی وجہ سے رہ رہتے۔ انصور کے پاس
 جب یہ خط پہنچا تو اس نے ابوباب کے سامنے خط ڈال دیا۔ اس نے کہا: اب اس نے
 اپنی حقیقت کھو ل دی۔ اور وہ باخشی ہو گیا۔ اب اس سے منظر نہ کیجئے۔ انصور نے
 اپنے بیٹے اُمید کی کو بھیجا اور اسے حکم دیا کہ اگر اسے میرا ترسے۔ اُمید ہی اس نے
 خازم بن حریجہ کو اپنے آگے عبد الجبار سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ پھر اُمید ہی
 روانہ ہوا اور تیسرا پور پر اترا۔ یہ خبر جب اہل مروہ الرزد کو پہنچی تو وہ عبد الجبار
 کی طرف نکلے۔ اس سے جنگ کی۔ اور سخت مقابلہ کیا۔ وہ ان سے شکست کھا کر
 بھاگا۔ اور الجیر کے کنارہ ٹھہرنے کی جگہ بنا لی اور وہاں چھپ گیا۔ پھر اہل مروہ
 میں سے اُمید بن زناحہ اس کی طرف عبور کر گیا اور عبد الجبار کو اس نے گرفتار
 کر لیا۔ جب خازم آیا تو اُمید عبد الجبار کو اس کے پاس لایا۔ اس نے عبد الجبار
 کو موت کا جہیز چھایا۔ اس کو آتش پر سوار کیا اور اس کا منہ آتش کی دھم کی طرف
 کیا اور اس کو انصور کے پاس لایا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور اس کے اصحاب
 بھی تھے۔ انصور نے ان پر عذاب کا سلسلہ شروع کیا حتیٰ کہ ان سے سوال ہو گا
 پھر اس نے حکم دیا اور عبد الجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے گئے۔ اور اس کی گردن
 مار دی گئی۔ اس کے پیٹے کو دھککے لیجائے گا حکم دیا گیا جو ایسے کے پاس ایک حویہ
 ہے، اور وہ وہیں رہا حتیٰ کہ وہاں والوں پر اہل البند نے چھاپ مارا، اور جن لوگوں
 کو چڑا کر لے گئے ان میں وہ بھی تھے۔ اس کے بعد وہ انہیں کھینچ کر لے گئے۔ ان میں
 سے جو لوگ پہنچ گئے ان میں عبد الرحمن بن عبد الجبار تھا۔ جو خلفاء کی صحبت میں

رہا۔ اور سنہ ۱۱۸۰ھ میں الرشید کے ایام میں مرا۔ بعض کہتے ہیں: عبد الجبار کا معاملہ سنہ ۱۱۸۰ھ کے ریح الاول میں اور بقول بعض سنہ ۱۱۸۰ھ میں ہوا۔

طبرستان کی فتح

جب الہدی نے عبد الجبار پر بغیر محنت و جنگ آزادی فتح پائی تو منصور نے پسند کیا کہ یہ مصارف ہنگار پونجی برواشت کئے جائیں جو اس نے الہدی کی پر کئے تھے۔ اس نے الہدی کو سکھا کہ طبرستان پر چڑھائی کرے اور الزمے پر اترے ابو انصیب اور خازم بن غزویہ اور فوجوں کو الہدیہ کی طرف بھیجے۔ الہدیہ اس زمانہ میں دنیا و نہاد کے بادشاہ مصطفیٰ سے برسر جنگ تھا اور اس کے سامنے لشکر ڈالے پڑا تھا۔ جب اسے خبر ہوئی کہ لشکر اس کے ملک میں گھس آئے ہیں اور ابو انصیب داخل ہوا ہے تو وہ اس کی طرف چلا۔ مصطفیٰ نے الہدیہ سے کہا: جب وہ مجھے مغلوب کر لیں گے تو میری طرف ہٹیں گے۔ وہ سب مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے ل گئے۔ الہدیہ اپنے ملک کی طرف واپس ہوا۔ اس نے مسلمانوں سے جنگ کی۔ ان جنگوں نے طول کھینچا۔ منصور نے عمر بن العطار کو طبرستان بھیجا۔ یہ وہی ہے جس کے حق میں اشار کہتا ہے۔

اذا يقظان حرب العدی فتنۃ لھا عسر اشقہم

اگر دشمنوں کی رزم آرائیساں تجھے بیدار کر دیں تو تو برا ٹھہرنا چاہو گے وہ ان سے بھگت لے گا اور آرام سے نہ جا۔

وہ بلا طبرستان سے واقف تھا۔ اس نے فوجیں لیں اور اردیان کا قصد کیا۔ اور اسے فتح کر لیا۔ قلعہ علق اور اس میں جو کچھ تھا لے لیا۔ جنگ طویل ہوئی مگر خازم لڑے چلا گیا، اور طبرستان فتح ہو گیا۔ ان میں سے بہت مارے گئے۔ الہدیہ اپنے قلعہ میں پلا گیا۔ اور اس نے اس بات پر اذن طلب کی کہ وہ قلعہ ان چیزوں سمیت جو اس میں ہیں تسلیم کر دے گا۔ الہدی نے اس کے متعلق المنصور کو سکھا، المنصور نے صاحب صاحب الصلی کو بھیجا ان لوگوں نے ان سب چیزوں کا احصاء کیا جو قلعہ میں تھیں، اور وہ واپس ہوئے۔ الہدیہ دلیلم

میں سے بلاد جیلان میں داخل ہوا اور وہیں مرا۔ اس کی بیٹی کچھ بڑی گئی وہی ابراہیم بن
مہاسن بن محمد کی والدہ ہے۔ پھر لشکروں نے مصغیانہ کے شہر کا رخ کیا اور اس پر فتح پائی
یہاں ابجیرہ ماتھ آئی جو منصور بن المہدی کی ماں ہے۔

چند حوادث

اس سال زیاد بن جبید اللہ الحارثی کمر اور مدینہ اور الطائف سے معزول
کیا گیا۔ المدینہ پر محمد بن خالد بن عبد اللہ القسری وجہ میں مائل مقرر ہوا اور الطائف
اور مکہ پر الاشیم بن معاویہ اعلیٰ اہل خراسان میں سے مقرر ہوا۔
اسی سال موسیٰ بن کعب نے وفات پائی جو منصور کی شرط پر تھا اور
مصر و البند کا وال تھا۔ ہندوستان پر اس کا نائب اس کلانیہ اعینہ تھا۔
مصر سے مومنی معزول کر دیا گیا اور اس کا وکیل محمد بن الاشعث مقرر کیا گیا۔
اور اس کے معزول ہونے پر نو قل بن محمد بن الفراء نے کا مقرر ہوا۔
اس سال نوگون کے ساتھ صالح بن علی بن عبد اللہ بن عبد اس نے فتح کیا۔ وہ
الشام کا والی تھا۔

ایک دفعہ پر عیسیٰ بن موسیٰ اور البصرہ پر سفیان بن معاویہ اور خراسان پر
المہدی۔ اور وہاں اس کا نائب السری بن عبد اللہ تھا اور الموصل پر اسمعیل بن علی۔
اس سال سعد بن سعید۔ یحییٰ بن سعید الانصاری کے بھائی اور بات بن
تغلب القاری نے وفات پائی۔

پھر ۱۲۲ھ شروع ہوا۔

عیسٰ بن موسیٰ بن کعب کا خلع

اس سال جبید بن موسیٰ نے السنہ میں بغاوت کی۔ اور وہ وہاں کا عامل تھا۔ انکے
خلع کا سبب یہ ہوا کہ اس کے باپ نے السیب بن زہیر کو شرط پر اپنا نائب
بنایا تھا۔ جب وہ مر گیا تو السیب اس عہدہ پر قائم ہو گیا جو شرط پر موسیٰ کو حاصل
تھا۔ اسے خوف ہوا کہ اگر انصور عیینہ کو بلا کر اسے عہدہ پر مقرر نہ کر دے جو

اس کے باپ کو حاصل تھا، اس نے عینہ کو ایک شعر کہہ بھیجا اور اس خط کو اپنی طرف منسوب کر کیا، شعر یہ تھا۔

فایضک ارضنا ان تاتینا نتم نومة لیس فیہا حلیم
اپنی حد میں رہو اپنی حد میں رہو؛ ہماری حد میں قدم رکھا تو یاد رکھو ایسی
خیمہ سوئیگا جس میں خواب نظر نہیں آتے۔

اس نے الامامت چھوڑ دی۔ یہ خبر جب انصور کو پہنچی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ
چلا جاتا کہ اہل ہند کے مل پر اترا۔ اور عمر بن حفص بن ابی سفراء اہل ہند کو اس
اہل ہند پر مقرر کیا۔ عینہ نے اس سے جنگ کی وہ چلا جاتا کہ اہل ہند پہنچ گیا اور
اس پر قابض ہو گیا۔

الاصہبہ بنہ کا نقص عہد

اس سال الاصہبہ بنہ نے طبرستان میں وہ عہد توڑ دیا جو اس کے اور مسلمانوں کے
درمیان تھا۔ اس کے ملک میں جو مسلمان تھے ان کو اس نے قتل کر دیا۔ یہ خبر جب انصور
کو پہنچی تو اس نے اپنے مولیٰ ابو اسحق صہب اور غلام بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو
بھیجا یہ اس کے قلعہ کا محاصرہ کئے رہے۔ اور وہ قلعہ میں تھا۔ جب ان پر قیام طویل
ہوا تو ابو اسحق صہب نے کرکی سوئی اور اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ مجھے مارو۔
اور میرا سر اور میری ڈاڑھی مونڈ دو۔ انہوں نے اس کے ساتھ یہی کیا، پھر وہ الاصہبہ بنہ
کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھ سے یہ اس نے کیا کیا انہوں نے مجھ پر شبہ کیا
کہ میں تیسرا ہوا خواہ ہوں۔ اور اسے خبر دی کہ وہ اس کے ساتھ سے
اور وہ ان کے لشکر کا پوشیدہ راز اس کو بتانے والا ہے، الاصہبہ بنہ نے اس کی یہ
باتیں قبول کر لیں اور اس کو اپنے خون میں قتل کر لیا اور اس پر مہربان ہو گیا
ان کے قلعہ کا دروازہ ایک پتھر کا تھا جو نیچے گر دیا جاتا تھا۔ آدمی کھولنے بند کرنے کے
وقت اسے اٹھاتے اور گر دیتے تھے۔ الاصہبہ بنہ اس پر اپنے بہرہ سہ کے آدمی باری
باری مقرر کرتا تھا۔ جب الاصہبہ بنہ کو ابو اسحق صہب پر بہرہ سہ ہو گیا تو اس کو دروازے
پر مقرر کر دیا اور اس کے کھولنے بند کرنے کا کام اس کے سپرد کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ اس سے انوس

عبداللہ کو پٹا دیا اور محمد نے نماز پڑھ لی۔

جب محمد ظاہر ہوئے تو محمد بن خالد القسری المدنیہ میں رہا جس کی قید میں تھا۔ محمد نے اس کو رہا کر دیا۔ ابن خالد کہتا ہے کہ جب میں نے وہ دعوت سنی جس کی طرف محمد نے شہر پہ بلا یا تھا تو میں نے کہا: یہ وحود حق ہے۔ والد میں اس وحود میں اشدک نے یا غنسانی کو روکا تھا میں نے کہا: اسے امیر المؤمنین! آپ نے اس شہر میں فروغ کیا ہے۔ والدہ اگر اس کے دروں میں سے ایک وہ پر بھی کوئی کچھ اچھا تو اہل شہر جو اس کے پاس سے مر جائیں گے۔ آپ میرے ساتھ چلیں، اگر اس وقت میں آئی ہوں تو اس وقت میں ایک ناکہ تواروں سے اس کو ماروں گا۔ لیکن محمد نے میری بات نہ مانی۔ اس اثناء میں کہیں کچھ پاس تھا انہوں نے کہا: ہم نے بھی متاع میں سے کوئی چیز اس متاع سے بہتر نہیں پائی جو ابن ابی شردہ ابو نعیم کے والد کے پاس پائی ہے، محمد نے متاع اس سے لوٹ لیا تھا۔ محمد بن خالد کہتا ہے: میں نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو خیر المتاع دکھادی گئی: پھر میں نے المنصور کو خبر دی کہ محمد کے ساتھ قلیل چااحت ہے۔ محمد نے مجھے پکار لیا اور قید کر دیا۔ حتیٰ کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے مجھے ان کے قتل کے چند روز بعد پایا۔

مدینہ مبارکہ میں آل اہل بیت علیہم السلام میں سے جو عام بن لوی کا ایک بیٹا ہے، حسین بن صفح نام ایک شخص تھا، جب محمد ظاہر ہوئے تو وہ اسی وقت المنصور کی طرف روانہ ہو گیا اور فودن میں وہاں چلے پہنچا۔ رات کے وقت شہر کے دروازہ پر کھڑا ہوا، پکارا، حتیٰ کہ اس کی خبر ہوئی اور اس کو داخل کر لیا گیا۔ صبح کے کہا: اس وقت تیری کیا حاجت ہے۔ امیر المؤمنین سوتے ہیں۔ بولا: میرے والد سے فدا لاد ہے۔ ربیع المنصور کے پاس داخل ہوا اور اس کو حسین بن صفح کی خبر دی اور کہا: دو مشائخت چاہتا ہے۔ اس نے ایانوت دیدی وہ اس کے پاس داخل ہوا اور بولا: اسے امیر المؤمنین! محمد بن عبداللہ نے المدینہ میں فروغ کر دیا۔ اس نے کہا: والد میں اس کو قتل کر دوں گا، اگر تو سچا ہے۔ مجھے بتا کہ ایک ساتھ کون کون ہیں؟ اس نے اہل المدینہ اور محمد کے خاندان والوں میں سے ان سربراہان کو گول کے نام سے بتائے جو محمد کے ساتھ تھے۔ المنصور نے کہا:

کیا تو نے اسے دیکھا اور اس کا معائنہ کیا؟ اس نے کہا: میں نے اسے دیکھا اور جاننے کیا اور
 اس سے گفتگو کی اس حال میں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھا تھا۔
 پھر ابو جعفر نے اس کو ایک حجرہ میں داخل کر دیا جب صبح ہوئی تو عیسیٰ بن مرسی کے
 غلام سعید بن دینار کا قصہ بتایا اور اس نے محمد کے معاملہ کی خبر دی۔ سعید المدینہ میں
 اس کے اموال کا تنظیم تھا۔ المنصور کے پاس متواتر محمد کی خبریں پہنچیں، اس نے اوسیں
 کو نکالا اور کہا: میں تیرے پیچھے آدمی دوں گا جو اسے اور تیرے مدد کرنا ہوں۔ اور اس کے
 لئے نو ہزار درہم کا حکم دیا، ایک ہزار درہم ہر دن کے لئے۔ المنصور محمد سے خوفزدہ
 ہوا تو حارث النعمانی سے کہا: اسے امیر المومنین آپ کو کیا چیز اس سے ڈراتی
 ہے؟ خدا کی قسم اگر وہ زمین کا لکڑی ہو گیا تو بھی نوے دن سے زیادہ نہ رہے گا۔
 المنصور نے اپنے اچھا عہد اللہ بن علی کے پاس پیغام بھیجا، وہ مجبوس تھا کہ اس شخص
 نے طرہوت کر دیا اگر تیرے پاس کوئی رائے ہے تو مجھے مشورہ دے۔ وہ المنصور کے
 نزدیک صاحب رائے تھا۔ اس نے کہا: مجبوس تو مجبوس رائے ہوتا ہے۔ المنصور
 نے اسے کہلا بھیجا کہ اگر وہ میرے پاس آگیا مٹی کی سیر سے دروازہ کو کھٹکھٹانے
 لگا تب بھی میں تجھے نہ نکالوں گا۔ لیکن میں تیرے لئے اس سے بہتر ہوں کہ وہ تیرے
 اہل بیت کا ملک ہو۔ عبد اللہ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ تو اسی ساعت چل
 کھڑا ہو مٹی کے انکو ذہبیج اور ان کے اکناف پر حشمت اکٹھے کر دے کیوں کہ وہ اس
 خانہ ان کے شہد اور انصار ہیں۔ پھر اس پر پہرے بٹھا دے۔ جو کوئی وہاں
 سے نکلے خواہ کسی وجہ سے نکلے یا جو شخص داخل ہو خواہ کسی وجہ سے داخل ہو اسکی
 گردن اڑا دے۔ سلم بن قتیبہ کو جو اس وقت اہل بیت میں تھا، اپنے پاس بلا
 بھیج اور اہل انشا کو مکہ کے تیرے پاس بہادر اور مضبوط لوگوں کو فوراً بھیجیں
 پھر توان کو خوب انعام دے اور ان کو سلم کے ساتھ بھیج۔ اس نے بھی کیا۔ بعض
 کہتے ہیں، المنصور نے عبد اللہ کے پاس یہ پیغام اسکے ہاتھوں کے ساتھ بھیجا تھا کہ
 وہ اس سے محمد کے معاملہ میں مشورہ لیں، اور ان سے کہا: عبد اللہ کو یہ معلوم ہو کہ
 میں نے تم کو اس کے پاس بھیجا ہے۔ جب وہ اس کے پاس داخل ہوئے تو اس نے
 کہا: کوئی بات ہے جو تم سب میرے پاس آئے ہو۔ حالانکہ تم نے مجھے ایک خط

سے چور کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے امیر المومنین سے اجازت طلب کی تھی، انہوں نے اجازت دیدی۔ اس نے کہا: یہ کوئی بات نہیں۔ بتاؤ کیا خبر ہے؟ انہوں نے کہا: محمد بن عبد اللہ نے مزین کر دیا۔ اس نے کہا: پھر تم نے ابن سلامہ (یعنی المنصور) کو کیا کرتے دیکھا؟ انہوں نے کہا: خدا کی قسم ہم کچھ نہیں جانتے۔ اس نے کہا: رخیل نے اس کو قتل کر دیا، اس نے کہا: اس سے پہلے کہ اس کو اموال نکالے اور نو بون کو دے۔ کیوں کہ اگر وہ غالب آیا تو اس کا مال بہت جلدی اس کے پاس واپس آجائے گا۔ اور اگر مغلوب ہوا تو اس کا صاحب کسی دینار و زرہ ہم پر نہ آسکے گا۔

جب المنصور کے پاس محمد کے غرض کی خبر پائی تو وہ دینیہ بغداد کی جانب بلی بانسوں سے ڈال چکا تھا۔ وہ انکو فکی طرف چلا، عبد اللہ بن الزین بن عبید اللہ بن المدان اس کے ساتھ تھا۔ المنصور نے اس سے کہا: محمد نے المدنیہ میں غرض کر دیا۔ اس نے کہا: ہلاک ہو اور ہلاک کر دیا۔ اس نے بغیر سامان اور بغیر آدمیوں کے غرض کر دیا۔ محمد سے سعید بن عمرو بن عبد اللہ بن الخزدلی نے بیان کیا میں یوم الزاب میں محمد کے ساتھ کھڑا تھا، مردان نے محمد سے کہا: یہ کون ہے جو محمد سے لڑا، لہجہ؟ میں نے کہا: عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن العباس۔ بولا: واللہ میں چاہتا تھا کہ علی بن ابی طالب اس کی بجائے محمد سے جنگ کرتے۔ کیونکہ اس امر میں علی اور ان کی اولاد کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ کیا وہ شخص نبی یا شتم اور ابن عمر رسول اللہ کے سوا کوئی ہے جس کے ساتھ اللہ ام کی ہو اور اللہ ام کی در ہے؟ اسے ابن جعدہ؟ کیا تجھے معلوم ہے کہ مجھے کس شخص نے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں نے اپنے بعد عبد اللہ اور عبید اللہ کے لئے ولایت جعدہ مقرر کی اور عبد الملک کو چھوڑ دیا حال آنکہ وہ عبید اللہ سے بڑا ہے؟ ابن جعدہ نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ جو شخص اس امر کا دلی چوگا وہ عبد اللہ اور عبید اللہ ہوگا۔ اور عبید اللہ عبد الملک کی بہ نسبت عبد اللہ سے اقرب ہے۔ اس نے یہ سنا اس کے لئے ولایت جعدہ مقرر کی۔ المنصور نے اس سے اس بات کی سمجھ لی، اس نے قسم کھائی کہ وہ اس سے خوش ہوا۔

جب المنصور کو محمد کے ظہور کی خبر پہنچی تو اس نے ابوالیوب اور عبد الملک سے کہا: کیا کوئی شخص ایسا ہے جسے تم صاحب رائے جانتے ہو تاکہ اس کی رائے

ہماری رائے کے ساتھ لکھا جائے۔ ان لوگوں نے کہا: انکو نہ میں بدلیں نہ بھیجی جے۔
 المسماح اس سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ المنصور نے اس کے پاس پیغام بھیجا اور کہا: محمد بن
 مدینہ میں ظہور کیا ہے۔ اس نے کہا: آپ الابرار پر فوجیں متعین کر دیجئے۔ اس نے کہا:
 وہاں المدینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ بولا: یہ تو میں نے سمجھ لیا۔ لیکن الابرار ہی وہ دروازہ
 ہے جس سے تم پر آیا جاوے گا۔ جب ابراہیم نے البصرہ میں ظہور کیا تو المنصور نے
 اس سے کہا: یہ بات ہے۔ اس نے کہا: آپ فوراً اس کی طرف فوجیں بھیجئے اور
 الابرار کو اس پر مشغول کر دیجئے۔

المنصور نے محمد کے ظہور کے وقت جعفر بن حنظلہ البہرقی سے بھی مشورہ لیا۔
 اس نے کہا: فوجیں البصرہ کی طرف بھیجئے المنصور نے کہا: تو واپس جا حتیٰ کہ میں
 تیرے پاس پھر پیغام بھیجوں، جب ابراہیم البصرہ کی طرف گئے تو المنصور نے
 اس کے پاس پیغام بھیجا، اور اس سے کہا: یہ معاملہ ہے۔ اس نے کہا: مجھے پہلے ہی
 فوجوں کے مبادرت کرنے کا خوف تھا۔ المنصور نے پوچھا: تجھے البصرہ کا خوف کیسے
 ہوا۔ اس نے کہا: اس لئے کہ محمد نے المدینہ میں ظہور کیا ہے حال آنکہ اہل المدینہ
 حرلی نہیں ہیں، ان کو وہ صرف ان کی ذاتی حیثیت سے اہم سمجھتا ہے۔ اور انکو نہ
 تمہارے پیروں سے ہے، اور اہل الشام آل اہل طالب کے دشمن ہیں۔ اب
 البصرہ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔

المنصور نے محمد کو کھانا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ افلا جزاؤ الذین یحاربون
 اللہ ورسولہ یموتون فی الارض فساداً ان یقتلوا ویصلوا، ویتقطع ابراہیم واربہہم من
 خلاف او یضربوا من الارض (الآیہ) تیرے لئے اللہ کا عہد اور اس کا عیثاق اور اس
 کے رسول کا ذمہ ہے کہ میں تجھے اور تیرے تمام بیٹوں اور بھائیوں اور اہل بیت اور
 تیرے متبعین کو ان کے خون اور اموال پر فنان دیتا ہوں۔ جو جان یا مال تو لے چکا ہے
 تجھے بخشا ہوں، اور اس لاکھ ابراہیم دیتا ہوں۔ جو حاجت تو چاہے پوری کر دوں گا
 اور شہرہاں میں سے جس شہر کو تو پسند کرے گا تجھے اس میں آثار دوں گا۔ تیرے
 اہل بیت میں سے جو میری قید میں ہیں ان کو باکر دوں گا۔ اور یہ کہ جو کوئی تیرے
 پاس آیا اور جس نے تجھ سے بیعت کی اور تیرا پیروی کی یا تیرے امر میں سے کسی

سنئے میں داخل ہوا اس کو بھی ایمان دوں گا۔ اور بعد میں ان میں سے کسی آدمی کو کسی بات کی جو اس سے مرز ہوئی ہے سزا نہ دوں گا۔ اگر تو چاہے کو اپنے نفس کے لئے وثوق حاصل کرے تو میرے پاس جس کو چاہے بھیج دے، تاکہ وہ تیرے لئے مجھ سے ایمان اور عہد و میثاق لے لے جس پر تو وثوق کر سکتا ہو۔ و اسلام۔

مجھے نے اس کو جواب میں نکھا! طسم نکل آیات و نقاب الیمین! تنکوا علیکم من نبیا موسیٰ و فرعون یا حق! تقوم یومنون (تا بعد دون) میں مجھے وہی ایمان پیش کرتا ہوں جو تو نے مجھے پیش کی ہے۔ کیوں کہ حق بارحق ہے، تم نے اس کام کے لئے ہمارے ہی ذریعہ دعویٰ کیا اور اس کے لئے ہمارے ہی شیعہ کے ساتھ نکلے اور جو کچھ مرتبہ حاصل ہوا اسی کے فضل سے حاصل ہوا۔ کیوں کہ ہمارے باب علی و علی اور امام تھے۔ پھر کس طرح تم ان کی ولایت کے وارث ہو گئے! حال آنکہ ان کی اولاد زندہ موجود ہے۔ پھر تجھے معلوم ہے کہ اس امر کی طلب کسی نے نہیں کی جو ہم جیسا نسب اور حال اور ہمارے آباؤ کا سا شرف رکھتا ہو۔ ہم نہ لغتہ کی اولاد ہیں نہ طردار و مطلقا کی۔ نبی ہاشم میں سے کوئی اس کی مثل قرابت اور سابقہ اور فضل کے ساتھ نہیں مگر تا جس کے ساتھ ہم مرتے ہیں کیوں کہ ہم جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس فاطمہ بنت عمر کے بیٹے ہیں اور اسلام میں رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ کے بیٹے ہیں۔ ابجو تم نہیں ہو۔ اللہ نے ہمیں پسند کیا اور ہمارے لئے پسند کیا ہمارے والدہ محمد، نبیوں میں سب سے افضل، اور علی سلف میں سب سے پہلے اسلام لائے والے اور خدیجہ طہرہ ازواج میں سب سے افضل اور قبلہ کی طرف سب سے پہلی نماز پڑھنے والی اور فاطمہ بیٹیوں میں سب سے اچھی اور دنیا کی عورتوں اور اہل البخت کی سیدہ، اور اسلام میں پیدا ہونے والے حسن حسین اہل البخت کے سردار ہیں۔ ہاشم سے علی کی دومرتبہ ولادت ہوئی، اور عبد المطلب سے حسن کی دومرتبہ ولادت ہوئی، اور حسن و حسین کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری دومرتبہ ولادت ہوئی میں نبی ہاشم میں باعتبار نسب او وسط ہوں اور باعتبار پدر اصرح ہوں۔ نہ محمد میں محمد پائی گئی ہے اور نہ میرے اندر امہات اولاد کا جھگڑا ہے۔ میرے لئے جاہلیت اور اسلام دونوں میں والدین

اختیار رکھے گئے ہیں حتیٰ کہ اختیار بھی چھانٹ کر لئے گئے ہیں۔ میں جنت میں رہے
 اپنے وجہ دے اور دوزخ میں سب سے بلکے عذاب دے کا بیٹا ہوں۔ تیرے
 لئے مجھ پر اللہ کا واسطہ ہے اگر تو میری اطاعت میں داخل ہو گیا اور تو نے میری
 دعوت قبول کر لی تو میں تجھے تیری جان اور تیرے مال کی امان دلاؤں گا اور تیرے
 تمام افعال بخش دلاؤں گا جو تو نے کئے ہیں۔ سوئی اسکے کہ اللہ کی حمد و میں سے کوئی
 نہ کیا کسی مسلم یا معابد کا کوئی حق تجھ پر جو۔ کیونکہ تو جانتا ہے کہ اس میں سے کوئی
 چیز تجھے لازم نہیں ہے۔ میں تجھ سے حکومت کا زیادہ حقدار اور حمد کا زیادہ حقدار
 کرتے والا ہوں۔ کیونکہ تو نے مجھے دیا، ان اور حمد عطا کیا ہے جو تو مجھ سے پہلے پہنچا
 کو عطا کر چکا ہے۔ پھر تو کو نئی امان مجھے عطا کرے گا، و ابن حبیروہ الی ان یا اپنے
 عطا جو اللہ بن علی والی امان یا ابو مسلم والی امان یا ان کی کہ کتاب جب المستور کے
 یا اس آل تو ابو یوسف الرستانی نے اس سے کہا، اس کا جواب مجھے سننے کی بجائے بولا
 نہیں۔ جب اسباب میں چارہ مقابلہ ہے تو مجھے اور اس کو چھوڑ دے اور منع
 نے ان کو نکلا، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب بعد تجھے تیرا حکام پہنچا اور میں نے تیری
 کتاب پڑھی۔ حیران و انحراف توں کی قرابت سے ہے، اس سے تو مغلول اور
 اور اول کو بکا سکتا ہے۔ اللہ نے صورتوں کو عفو و آوار اور عفو و آوار کے
 برابر نہیں کیا ہے کیوں کہ اللہ نے چچا کو باپ کا درجہ دیا ہے اور اپنی کتاب میں
 اس سے ابتدا کی ہے، قریب ترین مال سے پہلے۔ اگر اللہ نے ان کے لئے قدر ان کی
 قرابت کے اختیار کیا جو تا تو آئمہ ان میں باعتبار رحم سب سے اقرب اور حق
 میں سب سے بڑے کر نہیں۔ جنت میں داخل ہونے کے لئے سب سے اولیٰ ترجیح
 اللہ نے اپنی خلق کے لئے اپنے علم کی بنا پر اسی قدر اختیار کیا ہے جس قدر ان کے
 اعمال سرزد ہوئے ہیں اور جس قدر ان سے ان کو برگزیدہ کیا ہے۔ رملوہ جو
 تو نے ظاہر ام ابی طالب اور ان کی ولادت کی نسبت ذکر کیا ہے تو اللہ سے ان کی
 اولاد میں سے کسی کو اسلام نہ بخشا، نہ بیٹے کو نہ بیٹی کو۔ اور اگر کسی کو قرابت
 کی بنا پر اسلام عطا کیا جاتا تو بعد اللہ کو عطا کیا جاتا، اور وہ دنیا اور دین میں
 ہر خیر کے لئے اولیٰ ہوتے۔ لیکن بات خدا کے کہ خود ہے، وہ اپنے دین کے لئے

جس کو یا بتا ہے اختیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: اِنکس لا تہدی من اجبت
 ولكن الله يبدی من یشاء و هو اعلم بما یستہین۔ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب
 سبعون کھاتون کے چارہ بچا گئے۔ اللہ عزوجل نے انزل فرمایا: و انذر عشیرتک
 الاقربین۔ آپ نے انہیں ڈر دیا اور دعوت دی، دونے آپ کی دعوت قبول کی میں میں
 سے ایک میرزا باپ تھا اور دوسرے انکار کیا جن میں سے ایک تیرا باپ تھا۔ میں
 اللہ نے رسول اللہ سے ان دونوں کی ولایت قطع کر دی۔ اور آپ کے اور ان
 دونوں کے درمیان کوئی عہد و فہم اور میراث کا تعلق باقی نہیں رکھا۔ تیرا دعویٰ جو
 کہ تو ابی انی میں خلیفہ ترین خدایہ واسے اور مشرک میں سب سے بھتر کو بتایا
 ہے۔ غم اللہ کے ساتھ کفر میں چھوٹا اور عذاب اللہ میں خلیفہ و یسیر اور شریک
 خیال نہیں ہے۔ اور نہ کسی یمن کے لئے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو سزاوار
 ہے کہ وہ دوزخ پر فخر کرے۔ یہ معلوم الذین ظلموا۔ اور با حسن کا معاملہ
 یہ کہ عہد المطلب سے ان کی ولادت دوسرے ہوئی۔ اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے تیری ولادت دوسرے ہوئی؛ تو خیر الاولین و آخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہیں۔ مگر با شتم سے آپ کی ولادت ایک سے تیرا مرتبہ ہوئی اور نہ عہد المطلب
 سے۔ تو نے دعویٰ کیا ہے کہ تو نبی اشتم میں باعتبار ماں اور باپ کے اوسط واسع
 ہے، اور یہ کہ تجھے علم نے نہیں جنا، اور نیز ہے اندر عبارت اولاد نہیں پالی تائیں
 کہ نکلتا ہوں کہ تو نے نبی اشتم پر بنا کر کیا ہے۔ دیکھ تیرا برا ہو۔ کل تو نہ اکو
 کیا نہ دکھائے گا۔ کیونکہ تو نے اپنی جگہ سے تجاوز کیا ہے اور اس پر فخر کیا ہے۔
 جو حق ہے اپنے نفس اور اپنے باپ اور اولاد اور بھائی کے اعتبار سے۔ جو ہے
 میں ہر ایمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور تیرے باپ کی اولاد میں ہر ایمان
 اور ابی فضل ابی میں جو عبارت اولاد سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 دعوت کے بعد تیرے درمیان علی بن حسین سے انفسل کوئی شخص پیدا نہیں
 ہوا ہے۔ اور وہ ام ولد سے ہے۔ یقیناً وہ تیرے دادا حسن بن حسین سے
 انفسل ہے۔ ان کے بعد تیرے درمیان محمد بن علی کی مثل کوئی نہوا، ان کی
 دادا ام ولد خلیفہ، اور وہ تیرے باپ سے انفسل ہیں۔ نہ کوئی ان کے تیسرے

جس کی شکل ہے۔ حال ان کو ان کی دکان احمدیہ دروازہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ تم رسول اللہ کے بیٹے ہو۔ تو اس نے تعالیٰ کو سجدہ کیا اور کہا کہ میں کہتا ہوں کہ تم رسول اللہ کے بیٹے ہو۔ یہ خبر بہت قریب سے پہنچی۔ لیکن اس کے لئے میراث ہمارے نہیں ہوئی۔ اور نہ وہ بہت عورتی ہے اور نہ اس کے لئے امامت ہمارے ہے۔ چھوڑ کر اس طرح اس کو بدانتہی میں پاشکرنا ہے۔ نیز یہ باہر سے اس کو بلایا گیا تھا۔ اس نے فرمایا کہ ان کے وقت نکلا، ان کا مرض کھلیا اور ان کو اس کے وقت دفن کر دیا۔ اگر لوگوں نے شیخین کے سوا کسی اور کے سامنے سے انکار کر دیا۔ یہ سن کر پھر آل ہے جس میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف نہیں ہے کہ انا اور ماموں اور نانی و اشق نہیں بنتے۔ اور وہ پھر جو تو نے علی سے کیا ہے اور ان کا ساتھ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت جب آیا تو آپ نے علی کے سوا اور سے کوئی ناپاڑنے کا حکم دیا۔ پھر لوگ ایک کے بعد دوسرے کو بیٹے کہتے رہے اور ان کو نہ پسند۔ وہ چھوڑ دیے۔ ان میں اتنے لوگ رہ گئے کہ ان کو ولایت سے روک دیا۔ ان کو ولایت سے روک دیا اور ان کے لئے اس میں کوئی حق نہ تھا۔ رہے عبدالرحمن تو انہوں نے علی پر عثمان کو مقدم کیا اور وہ قاتل عثمان کے لئے قاتل ہیں۔ لہذا ولایت نے ان سے ہٹا کر ان کو دوسرے سے ان کی بیعت سے انکار کیا جس کی وجہ سے انہوں نے سعد بن ابی وقاص سے ہٹ کر دیا۔ پھر ان کے بعد معاویہ کی بیعت ہوئی۔ علی نے اس کو ہر طریقہ سے طلب کیا اور اس پر ہٹا کر ان کے ساتھ ان سے جدا ہو گئے اور خود ان کے ضیاع سے حکومت سے پہلے ان پر تسلط کیا۔ پھر وہ حکم بنائے گئے جس سے پہلے وہ اٹھائے گئے اور جن کو انہوں نے اللہ کا عہد اور بیعت دیا تھا۔ اور ان دونوں نے ان کے قلع پر اجتماع کیا۔ پھر سن اٹھے اور معاویہ نے اس کو ان سے غرقوں اور دروں کے غرض سے جدا کیا۔ وہ اٹھا۔ چلے گئے اور اپنے شیعوں کو انہوں نے معاویہ کے حوالہ کر دیا، اور امرائے غیر الہی کے سپرد کر دیا بغیر ولایت و بغیر مال لے لیا۔ اگر تہا اس میں کوئی حق تھا بھی تو وہ حق تمہارے لئے اور تم نے اس کی قیمت ملے لی، پھر میرے چچا حسین نے ابن مرجانہ پر خروج کیا، لوگ اسکے ساتھ ان کے مقابلہ پر آئے تھے کہ ان کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس لے آئے۔ پھر تم نے بنی امیہ پر خروج کیا۔ انہوں نے تم کو قتل کیا اور تمہارے

تو اس پر سوچیاں دیں۔ تم کو آگاہ میں بلایا اور تم کو شہر میں سے نکالا۔ تسی کی بھئی بن
 زبہ خراسان میں قتل کیا گیا۔ انہوں نے تمہارے مردوں کو قتل اور تمہارے بچوں
 اور عورتوں کو قید کیا اور ان کو سیاہ کی طرح بغیر دیکھ کر مچھلیوں پر سوار کر کے انعام
 لئے گئے۔ حتیٰ کہ ہم نے ان پر خروج کیا اور تمہارا راجہ طلب کیا۔ تمہارے خون کے لئے
 لئے۔ تم کو ان کی زمینوں اور ان کے ملکوں کا وارث بنایا اور تمہارے سلف کا فضل
 اور مزید جتایا تو نے اسی کو ہم پر حجت بنایا اور گمان کیا کہ ہم نے تیرے باپ کا
 ذکر اس حیثیت سے کیا ہے کہ ان کو حمزہ اور عباس اور جعفر پر مقدم کر دیا۔ حالانکہ
 بات درمیان ہے جو تو نے سمجھی ہے، وہ لوگ دنیا سے سالم گئے ہیں اس طرح کہ لوگ
 ان سے مسلم اور ان کے فضل پر مجتمع ہیں۔ اور تیرے باپ نے قتال و حرب میں
 بافضائی کی ہے۔ جی امیہ ان پر لعنت کرتے تھے جس طرح کفار کو نماز میں لعنت
 کی جاتی ہے، مگر ہم نے احتجاج کیا اور ان کو تیرے باپ کا فضل جتایا اور ان کو اہل
 کی اور جو کچھ انہوں نے ان سے پایا تھا اس کی بنا پر ہم نے ان کو ظالم قرار دیا۔ پھر تجھے
 معلوم ہے کہ جاہلیت میں تھیں سفارت حاج کی کمر مت اور ولایت نمرم کی نمری
 حاصل تھی۔ وہ سب بھائیوں میں سے عباس کو دی گئی، تیرے باپ نے اس کے لئے
 ہم سے جنگ کر لیا اور عمر نے اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کیا۔ ہم باہریت اور اسلام
 دونوں میں اس کے متولی رہے۔ اور جب اہل المدینہ پر قحط آیا تو عمر نے اپنے دربار کی
 طرف توسل اور تضرع ہمارے باپ کے سوا کسی اور کے ذریعہ نہیں کیا تھا کہ
 اللہ ان کی غریب رسی کرے۔ اللہ نے ان کو بارگشتل سے سیراب کیا۔ تیرا باپ
 موجود تھا مگر اس سے توسل نہیں کیا گیا۔ تجھے معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
 عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے عباس کے سوا کوئی زندہ نہ تھا۔ اس لئے ان کی
 وراثت جوست کی طرف گئی۔ پھر یہ امر نبی ہاشمی سے ایک سے زائد لوگوں نے
 طلب کیا مگر عباس کی اولاد کے سوا اس کو کسی نے نہ پایا۔ میں سفارت ان کی سفارت
 ہے اور نبی کی میراث ان کے لئے ہے۔ اور خلافت ان کی اولاد میں ہے۔ باہریت

دور اسلام دنیا اور آخرت میں کوئی شرف اور فضل ایسا باقی نہ رہا جس کے وارث اور
مورثہ عباس نہ رہے ہوں۔ ہر بادہ جو تو نے بہر کا ذکر کیا ہے تو جب اسلام آیا
جہاں اس وقت اس معیشت کے سبب جو ابو طالب پر تھی یعنی ان کے عیال کی
غیر گیری کرنے اور ان پر خرچ کرتے تھے۔ اور اگر عباس بہر کی طرف بڑھت نکلا
جاتے تو طالب و حقیل جو کے مرتب تھے۔ لیکن وہ کھلانے والوں میں
سے تھے، انہوں نے تم پر سے خار اور تنگ دور کیا اور تمہیں نفقہ اور گزارہ دیا۔
پھر حقیل کو بہر کے دن چھڑایا۔ پھر تو کس طرح ہم پر فخر کرتے تھے۔ حال آنکہ ہم
کفر میں تمہاری خبر گیری کی اور تمہارا تہیہ دیا اور تم پر مکا ہم آباد کا غم کھایا۔ اور
ہم تمہاری بجائے خاتم انبیاء کے وارث ہوئے۔ تم نے تمہارا نام طلب کیا اور
جس کو لینے سے تم عاجز رہے اور اپنے نفس کے لئے لئے سکے اس کو ہم نے لیا۔
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

محمد اپنے مکہ پر محمد بن الحسن بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب
کو، اور الحسن بن قاسم بن اسحاق کو، اور اشام بن موسیٰ بن عبد اللہ کو عامل مقرر
کیا تھا۔ محمد بن الحسن اور قاسم مکہ کی طرف گئے۔ انصوریہ کا عامل کو اسیری میں
عبد اللہ ان کے مقابلہ پر نکلا، بلن اذخر پر اس نے ان سے جنگ کی۔ انہوں نے
اس کو شکست دیدی، محمد کو مس داخل ہو گئے، اور یہاں کچھ دن رہے۔ پھر
ان کے پاس محمد بن عبد اللہ کی کتاب آئی جس میں انہوں نے حکم دیا تھا کہ وہ
اپنے ساتھیوں سمیت ان کی طرف آئیں اور ان کو خبر دی تھی کہ عیسیٰ بن موسیٰ
جنگ کے لئے آ رہا ہے۔ محمد بن الحسن اور قاسم کہ سے روانہ ہوئے، تقدیر
کے نواحی میں انہیں محمد بن عبد اللہ کے قتل کی خبر ملی، وہ اور ان کے ساتھی بھاگ
کر متفرق ہو گئے محمد بن الحسن ابراہیم سے جا ملے اور ان کے ساتھ مقیم رہے، عیسیٰ
کو ابراہیم بھی قتل کئے گئے۔ قاسم مدینہ مبارکہ میں چھپ گئے، عیسیٰ کہ عبد اللہ
بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی، عیسیٰ کی بیوی نے ان کے لئے اور ان کے
بہائیوں معاویہ وغیرہ کے لئے امان لے لی۔ ہاموسیٰ بن عبد اللہ تو وہ اشام
کی طرف روانہ ہوا۔ اور اسکے ساتھ محمد بن النخائلہ القسری کا غلام آزاد ہوا، محمد

پھر نزام اس سے الگ ہو کر سید ہے ساتھ کو مڑ گیا اور المنصور کے پاس اپنے آقا
 محمد القاسمی کا پیغام لے کر چلا یا۔ محمد بن عبد اللہ کو اس کی خبر لگ گئی، اور انہوں
 نے محمد القاسمی کو قید کر دیا۔ موسیٰ الشام پہنچا تو اس نے اہل الشام کی طرف سے
 برا جواب دیا اور درستی کا برتاؤ دیکھا۔ اس نے محمد کو مکھا کہ تم کو خیر و سیاق
 کو میرا دشنام اور اس کے باشندوں سے لا۔ ان میں بہتر سے بہتر قول اس شخص
 تھا جس نے کہا کہ خدا کی قسم ہم ہمارے شہر سے نکلتے ہیں اور تنگ آپ کے ہیں
 اور ہمارے لئے اس کام میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہمیں اس کی حاجت ہے۔
 ان میں سے ایک گروہ قسم کھاتا ہے کہ اگر ہم نے آج کی رات صبح کی اور کل شام
 تک رہے تو وہ ہمارا سالہ پیش کر دیں گے۔ میں نے تم کو یہ بھندیا ہے اور میں دوڑوں
 ہو گیا ہوں مجھے اپنی جان کا خوف ہے پھر وہ مدینہ مبارکہ واپس آ گیا۔ بعض
 کہتے ہیں البصرہ گیا اور اپنے ایک ساتھی کو کھانا خرید کر لانے کے لئے بھیجا، وہ
 کھانا خرید کر ایک سیالہ گدھے پر آیا اور اس کو اس گھر میں داخل کیا جس میں وہ
 رہتا تھا۔ پھر نکلا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اس گھر پر چھاپ مارا گیا۔ موسیٰ اور اس کا
 بیٹا عبد اللہ سب کڑے گئے۔ اور محمد بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس
 کے پاس پہنچائے گئے۔ جب اس نے دیکھا تو کہا: اللہ تمہاری قربت قریب
 نہ کرے اور نہ تمہارے چہرہ زندہ رکھے۔ تو نے تمام شہر چھوڑ دیئے، سوار
 اس شہر کے جس میں ہوں کہ اگر میں تمہارے ساتھ مل کر ہم کر دوں تو اے اللہ
 کو ناراض کر دوں گا۔ اور اگر ان کی اطاعت کر دوں تو رحم قطع کر دوں گا۔ پھر اس
 نے ان کو المنصور کے پاس بھیج دیا۔ اسکے حکم سے موسیٰ اور اسکے بیٹے کو پان پانسو
 گڑے لگائے گئے۔ انہوں نے آف تک نہ کی۔ المنصور نے کہا: تو نے اہل باطل
 کو ان کے صبر میں ثابت کر دیا۔ ان کا کیا حال ہے؟ موسیٰ نے کہا: اہل حق صبر
 کے لئے موتی ہیں۔ المنصور نے ان کو نکالا اور ان کے حکم سے وہ قید کئے گئے۔
 (غیب بن ثابت بعظم خادیم محمد و بانی موحدين، اور
 ان کے درمیان یا رشتہ ۱۲۸)

محمد بن عبداللہ کے مقابلے پر عیسیٰ بن موسیٰ کا شیخون

اور

محمد بن عبداللہ کا قتل

پھر منصور نے اپنے بھائی کے بیٹے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ محمد سے لڑنے کے لئے مدینہ یارک جائے۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! اپنے چچاؤں سے مشورہ کیجئے۔ پھر کہا: کہاں ہے قول ابن ہرثمہ؟

نسر و ما صرة الا تحض القوم مشركا ولا فتحي الا ذنبا عتيا يحاول
اذا ما اتى شيئا غنى كالماء القى وان قال اتى فاعل فهو فاعل

عم ایک ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جس کا راز قوم نہیں معلوم کر سکتی۔ وہ قریب ترین لوگوں سے بھی اپنے ارادوں کے متعلق سرکشی نہیں کرتا۔ جب وہ کوئی کام کرنے پر آتا ہے تو کرگزرتا ہے اور جب کہتا ہے کہ میں کرنے والا ہوں تو پھر وہ ضرور کرتا ہے۔

المنصور نے کہا: اے شخص! تو جا! کیوں کہ خدا کی قسم میرے اور تیرے سوئی کوٹا اور مراد نہیں ہے اور کوئی شخص اس کام کے لئے نہیں ہے بجز اس کے کہ یا میں جاؤں یا تو جاؤں۔ وہ چلا، المنصور نے اسکے ساتھ نوچیں بھیجیں۔ جب عیسیٰ روانہ ہوا تو المنصور نے کہا: مجھے پروا نہیں کہ ان دونوں میں سے کون اپنے متقابل کو قتل کرتا ہے۔ اس نے عیسیٰ کے ساتھ محمد بن ابی العباس السفاح و کثیر بن حصین العبدی و ابن خطیبہ و ہرثمہ و غیرہ بھیجا۔ اور جب اسے نصرت کرنے لگا تو اس سے کہا: اے عیسیٰ! میں تجھے ان دو چیزوں کے درمیان بھیجتا ہوں

محمد بن عبد اللہ کے مقابلے پر عیسیٰ بن موسیٰ کا شیخون

اور

محمد بن عبد اللہ کا قتل

پھر منصور نے اپنے بھائی کے بیٹے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ محمد سے لڑنے کے لئے مدینہ یارک جائے۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! اپنے چچاؤں سے مشورہ کیجئے۔ پھر کہا: کہاں ہے قول ابن ہرثمہ؟

نسر و ما صرة الا تحض القوم مشركا ولا فتحي الا ذنبا عتيا يحاول
اذا ما اتى شيئا غنى كالمداى القى وان قال اتى فاعل فهو فاعل

عم ایک ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جس کا راز قوم نہیں معلوم کر سکتی۔ وہ قریب ترین لوگوں سے بھی اپنے ارادوں کے متعلق سرکشی نہیں کرتا۔ جب وہ کوئی کام کرنے پر آتا ہے تو کرگزرتا ہے اور جب کہتا ہے کہ میں کرنے والا ہوں تو پھر وہ ضرور کرتا ہے۔

المنصور نے کہا: اے شخص! تو جا! کیوں کہ خدا کی قسم میرے اور تیرے سوئی کوئی اور مراد نہیں ہے اور کوئی شخص اس کام کے لئے نہیں ہے بجز اس کے کہ یا میں جاؤں یا تو جاؤں۔ وہ چلا، المنصور نے اسکے ساتھ نوچیں بھیجیں۔ جب عیسیٰ روانہ ہوا تو المنصور نے کہا: مجھے پروا نہیں کہ ان دونوں میں سے کون اپنے مقابل کو قتل کرتا ہے۔ اس نے عیسیٰ کے ساتھ محمد بن ابی العباس السفاح و کثیر بن حصین العبدی و ابن خطیبہ و ہرثمہ و غیرہ بھیجا۔ اور جب اسے نصرت کرنے لگا تو اس سے کہا: اے عیسیٰ! میں تجھے ان دو چیزوں کے درمیان بھیجتا ہوں

اور اپنے دونوں چہلوؤں کی طرف اشارہ کیا۔ اگر تو اس پر خقیقاً سب پر تو اپنی تلوار نیا
 میں رکھ کر اور امان دیدیجیو۔ اور اگر وہ چھپ چاہے تو ان کو اس کا مناسبت قرار
 دیجو کیوں کہ وہ اس کے راستوں سے واقف ہیں۔ اور آل ابی طالب میں سے جو
 کوئی شخص اس کے پاس آئے اس کا نام مجھے لکھ دیجو، جو شخص سے ہے اس کا حال ضبط کر لیجیو یا
 لیکن جو لوگ اس کے پاس آئے سے باز رہے ان میں حضرت صادق بھی تھے اس نے
 ان کا مال بھی ضبط کر لیا۔ پھر جب المنصور یہ خبر پہنچا کہ آیا تو حضرت نے اس سے
 اپنے مال کے متعلق کہا۔ المنصور نے کہا: اسے تو تم لوگوں کے جہد کی نے ضبط کیا
 ہے۔ اور جب عیسیٰ قید پر پہنچا تو اس نے لوگوں کو حریے کے ٹکڑوں پر خط لکھے
 جن میں جہد اعزیز بن مطلب الخزرجی اور عبید اللہ بن محمد بن صفوان انجمن بھی
 تھے۔ اس نے جہد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب کو حکم دیا کہ وہ اور
 جو ان کے مطیع ہوں المدینہ سے نکل جائیں۔ وہ اور عمر بن محمد بن عمر اور ابو قتیبہ
 محمد بن جہد اللہ بن محمد بن عقیل اور ابو عیسیٰ لکھے۔ جب محمد کو عیسیٰ کے المدینہ سے
 قریب پہنچنے کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے اصحاب سے مشورہ لیا کہ آیا المدینہ
 سے نکل جائیں یا یہیں قیام کریں۔ بعض نے یہاں سے نکل جانے کا مشورہ دیا
 اور بعض نے یہیں قیام کرنے کا مشورہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اس قول کی بناء پر کہ میں نے اپنے تئیں ایک محفوظ و مستحکم نہ میں دیکھا اور اس کی
 تاویل مدینہ سے کی۔ محمد یہیں ٹھہرے رہے۔ پھر انہوں نے لوگوں سے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خندق کھودنے کے متعلق مشورہ کیا۔ جاہر بن انس اور یس بن سالم
 نے ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! ہم آپ کے ماموں اور آپ کے جہاد ہیں۔
 اور ہم میں صلاح و کرامت ہیں۔ آپ خندق نہ کھودیں گے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنی خندق اس علم کی بناء پر کھودی تھی جو اللہ نے اس باب میں ان
 علیا فرمایا تھا۔ اور اگر آپ خندق کھودیں گے تو پیادہ اچھی طرح نہیں لڑ سکیں گے
 اور کم جگہ میں ہمارے گھوڑے بیٹھیں پھر سکیں گے۔ جن لوگوں کے لئے آپ خندق
 کھودتے ہیں خندق اپنی کو گھیرے گی۔ اس پر نبی شجاع میں سے ایک نے کہا:
 آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خندق کھودیں اور ان کا اختتام

کھینچے۔ تو چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کو تیری رائے کے مقابلے
 بھجوا دیا جائے۔ جابر نے اس سے کہا: وہ اللہ کے ابن شجاع، بھجوا اور پھر اسے
 ساتھیوں پر کوئی سختی ان کے مقابلے سے زیادہ گراں نہیں ہے۔ اور ہمارے لئے
 کوئی سختی ان کا مقابلہ کرنے سے زیادہ محبوب نہیں ہے، تا محمد نے کہا: ہم نے
 خندق کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کی پیروی کی، اور کوئی
 شخص مجھے اس سے باز نہ رکھے، میں اس کو بھجوانے والا نہیں ہوں۔ اور انہوں نے
 خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اور خود اس خندق کے کھودنے کی ابتدا کی۔ جو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے مقابلے میں کھودی تھی۔ عیسیٰ ملاحی کہ
 الانقضیٰ پینچا، محمد نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے عہد لیا۔ اور ان کو گھیر لیا تاکہ وہ
 نکلیں نہیں سکیں۔ اور ان سے کہا: اللہ کا دشمن اور تمہارا دشمن الانقضیٰ پر اترے۔
 اس کام کے لئے کھڑے ہونے کے سب میں زیادہ حذر چاہرین و انصار کے بیٹے ہیں
 لیکن ہم نے تم کو اسلئے جمع کیا ہے اور تم سے عہد لیا ہے کہ تمہارا دشمن تعداؤں میں کثیر
 ہے۔ فتح اللہ کی طرف سے ہے اور معاملہ اسی کے ہاتھ ہے۔ تجھے یہ خیال آیا ہے کہ میں
 تمہیں اذن عام دیدوں۔ تم میں سے جو ٹھیرنا چاہے ٹھیرے۔ اور جو جانا چاہے چلا
 جائے۔ ثابت سے لوگ نکل گئے۔ اہل المدینہ میں سے ایک گروہ اپنے بال بچوں
 سمیت اطراف اور پیادوں میں چلا گیا، محمد ایک قلیل جماعت میں رہ گئے۔ پھر
 انہوں نے ابو قحس کو حکم دیا کہ وہ جن پر قدرۃ پاسے ان کو واپس لائے، لیکن انکو
 ان میں سے بہتوں نے عاجز کر دیا۔ اور اس نے ان کو چھوڑ دیا۔

انصورت نے ابن الاسم کو عیسیٰ کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ وہ اس کو نزل میں
 آتا۔ سے جب یہ لوگ پہنچے تو مدینہ مبارکہ سے ایک میل پر اترے۔ ابن الاسم
 نے کہا: سواروں کے لئے پیادوں کے ساتھ کوئی عمل نہیں ہے۔ مجھے خوف ہے اگر
 وہ کسی وقت میرا گے تو تمہارے لشکر میں گھس آئیں گے۔ اس لئے وہ سفایت
 سلیمان بن عبد الملک سے ہجرت کی طرف ہٹ گئے۔ جو مدینہ مبارکہ سے چار میل
 پر ہے۔ اور کہا: پیدل دو تین میل سے زیادہ نہ بڑھے حتیٰ کہ اسے سوار مل جائیں
 عیسیٰ نے پاس آؤنی بھجوا، ابن ازہر کی طرف بھیجے جو مدینہ مبارکہ سے چھ میل پر ہے

اور وہ مدینہ منورہ گئے۔ اس نے کہا: مجھے خوف ہے کہ تم کہیں شکست کھا کر نہ بھاگ سکا
یہ سوار اس کو پیچ رہا ہے۔ اس نے وہ وہاں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ محمد قتل کئے گئے۔
عیسیٰ نے محمد کو غیر بھیجی کہ انصاور نے ان کو اور ان کے اہل کو مار دیا ہے
محمد نے اسے کہلا بھیجا کہ اسے شخص: تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربت
قریب حاصل ہے۔ میں تجھے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت اور اس کی
طاہر عتد پر عمل کرنے کی طرف بلاتا ہوں۔ اور تجھے خدا کی انتقام اور اس کے عتاب
سے ڈراتا ہوں۔ خدا کی قسم میں اس کام سے بچنے والا نہیں ہوں حتیٰ کہ اللہ سے
اسی پر طول نکلا۔ اور اگر تجھے اس شخص نے قتل کر دیا جو تجھے خدا کی طرف بلاتا ہے تو
تو بدترین مقتول ہو گا۔ اور اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو یہ تیرے اور پر سب سے بڑا
دوبال ہو گا۔ جب اس کو یہ پیغام پہنچا تو عیسیٰ نے کہا: ہمارے اور اس کے درمیان
اب قتل کے سوا کچھ باقی نہیں ہے۔ محمد نے اس کے اچھے سے کہا: کس چیز پر تم مجھے
قتل کرتے ہو۔ حال آنکہ میں ایسا شخص ہوں جو قتل سے بھاگتا ہے۔ اس نے کہا
وہ لوگ تم کو ان کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر تم نے ان سے لڑنے کے سوا کوئی راستہ
نہاں تو وہ تم سے اسی بات پر لڑیں گے جس پر تمہارے آباء میں سے بہترین نے
ٹلخہ والے میر سے ان کے نکست، بیعت اور کید ملک کی بنا پر جنگ کی تھی جب
انصاور نے اس کا یہ قول سنا تو کہا: اگر وہ اس کے سوا کچھ اور کہتا تو میں خوش
ہوتا۔ عیسیٰ اب حریف پر بار ہو رہا، رمضان کو ہفتہ کے دن آئے اور ہفتہ دنوں کو غیر
را۔ پیر کے دن چلا اور ضلع پر گھڑا ہوا، مدینہ مبارکہ کو اور اس کے باشندوں کو دیکھا
اور فلکار آگ اسے بل الدینہ: اللہ نے چارے خون پاک دوسرے پر حرام کئے
میں، تم ان کی طرف آؤ، جو کوئی ہمارے رائے کھرچے کھڑا ہو گا اس کو ان کا ہے۔
جو اپنے گھر بیٹھ گیا اس کو ان کا ہے اور جو مسجد میں داخل ہو گیا اس کو ان کا ہے۔ اور
جس نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اس کو ان کا ہے۔ اور جو مدینہ سے نکل گیا اس کو ان
کا ہے۔ تم نہیں اور چارے صاحب کو لٹے دو۔ پھر یا ہمارے لئے ہے یا اس کے لئے
ان لوگوں نے اس کا گالیوں دیں، وہ (اسی دن واپس چلا گیا۔ پھر دوسرے دن آیا۔
اس نے قائدوں کو مدینہ مبارکہ کے ہر طرف بھینٹا دیا اور مسجد اہل الجراح کو چھوڑ دیا

جہ بطحان کی طرف ہے۔ امرہ دے رہا جیہ بھاگنے والوں کے نکلنے کے لئے چھوڑ دیا، مگر اپنے ساتھیوں کے درمیان نکلے، ان کا پرچم عثمان بن محمد بن خالد بن ازمیر کے ہاتھ میں تھا، اور اس کا شعار "امدادہ" تھا۔ محمد کے اصحاب کی طرف سے ابو انفاس نکلا، اس کے مقابلہ پر اس کا بھائی آیا، دونوں دیر تک لڑتے رہے، حتیٰ کہ ابو انفاس نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے مقابلہ پر ایک دوسرا شخص نکلا اور اس نے ابو انفاس کو قتل کر دیا۔ جب اس نے ضرب لگائی تو کہا: یہ نے میں ابن الفاروقی ہوں۔ اس پر عیسیٰ کے اصحاب میرا سے ایک نے کہا: تو نے ہزار قتارہ قتل۔ سہ ہزار آدمی کو قتل کیا ہے۔ محمد بن عبد اللہ نے اس دن بڑی سخت جنگ کی اور اپنے ہاتھ سے ستر آدمی قتل کئے۔ عیسیٰ نے خبید بن قحطبہ کو حکم دیا، وہ سوا آدمیوں کے ساتھ بڑا جو اس کے موالد کے سبب پیچلے تھے۔ یہ لوگ بڑے تھے حتیٰ کہ خندق سے در سے ایک دیوار پر پہنچا جس پر محمد کے اصحاب میں سے ایک جماعت تھی، جب نے وہ دیوار توڑ دی، خندق پر پہنچا، اس پر دروازہ نصب کئے، وہ اور اسکے ساتھی اس پر سے گزرے اور خندق عبور کر گئے۔ اور اسکے پیچھے مجمع سے عصر تک سخت جنگ کرتے رہے۔ عیسیٰ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا جنہوں نے خندق میں بارہ سے وغیرہ ڈالے اور ان پر دروازہ بنائے اور سارا اس کو مہیا کر گئے۔ پھر انہوں نے سخت جنگ کی۔ محمد علیہ السلام قتل ہوئے، اس کی جنازہ طافا، پھر اس کے آسے۔ اس پر عبد اللہ بن جعفر نے ان سے کہا: میرے ابا باپ آپ پر قربان، آپ میں اب مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ کاٹن آپ حسن بن معاویہ کے پاس کہ جائیں کیوں کہ ان کے ساتھ آپ کے اصحاب کا بڑا گروہ ہے۔ بولے: اگر میں نکل گیا تو اہل الدین مارے جائیں گے۔ خدا کی قسم میں نہیں پلوں گا حتیٰ کہ یا قتل کروں یا قتل کر دیا جاؤں۔ تم کو میری طرف سے کشادگی ہے۔ تم جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ وہ ان کے ساتھ تھوڑی دور چلے پھر واپس ہوئے اور محمد سے ان کے اصحاب کا بڑا حصہ الگ ہو گیا، حتیٰ کہ وہ تین سو سے کچھ زاید ساتھیوں کے ساتھ باقی رہ گئے انہوں نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک سے کہا: آج ہم اہل بدر کی تعداد میں ہیں محمد نے ظہر اور عصر کی نماز پڑھی۔ ان کے ساتھ عیسیٰ بن خضیر تھا، اور وہ ان کو ساتھی

دے دے کر کہہ رہا تھا کہ ابصرہ یا کہیں اور چلے۔ محمد کہتے تھے: خدا کی قسم تم میری
 وجہ سے دوسرے آزمائش میں نہیں ڈالے جاؤ گے۔ تم جہاں چاہو چلے جاؤ۔ ابن الحنفیہ
 نے کہا: آپ کو چھوڑ کر کہاں جاؤں؟ پھر وہ گیا اور اس نے وہ دفتر مہیا دیا جس
 میں ان لوگوں کے ہم تھے جنہوں نے محمد سے بیعت کی تھی۔ اور ربیع بن عثمان اور
 اس کے بھائی عباس بن عثمان اور ابن مسلم بن عقیق المری کی طرف بڑا اور محمد
 بن القسری کی طرف گیا تاکہ اس کو قتل کر دے۔ لیکن اسے اس کا علم ہو گیا اور اس نے
 دروازہ بند کر لیا اور یہ اس پر قادر نہ ہو سکا۔ پھر محمد کی طرف واپس آیا اور ان کے آگے
 جنگ کی۔ حمید بن عطفہ بڑا، اوہ سے محمد بڑے بہت جب سب سے کا میل نظر آنے لگا
 تو محمد نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور بنی شجاع خمیسین نے بھی اپنے
 گھوڑوں کی کونچیں کاٹ دیں اور کوئی شخص نہ رہا جس نے اپنی تلوار کا نیام نہ
 توڑ دیا ہو۔ پھر محمد نے ان سے کہا: تم نے مجھ سے بیعت کی ہے اور میں تمہارے
 ہوں۔ مارا جاؤں۔ تم میرے جو کوئی جانا چاہے اس کو میں نے اجازت دی۔ پھر
 سخت جنگ ہوئی جس میں دوتین مرتبہ خمیسہ کے ساتھیوں کے پاؤں اکٹھے گئے
 یزید بن معاویہ بن عباس بن جعفر نے کہا: برا ہو فتح کی اہل کا۔ کاش اس کے لئے
 آدمی ہوتے؟ خمیسہ کے اصحاب میں سے ایک جماعت جبل شمع پر چڑھی اور
 مدینہ مبارکہ میں اتر گئی۔ اسامہ بن حنیف بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عباس نے
 ایک سیاہ اونٹنی دیدی جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منارہ پر
 چڑھا دیا گیا۔ محمد کے اصحاب نے کہا: وہ مدینہ میں گھس گئے۔ اور یہ کہہ کر بھاگ
 کھڑے ہوئے۔ یزید نے کہا: ہر قوم کا ایک پہاڑ ہوتا ہے جو اس کو پناہ دیتا
 ہے لیکن ہمارا ایک ایسا پہاڑ ہے کہ ہم پر دشمن سوار اس طرف کے اور نہیں
 سے نہیں آتا۔ اس سے یہ مدینہ مراد جبل شمع تھا۔ بنو الحارث و انصار میں نے بنی غنم
 کی طرف سے بھی خمیسہ کے اصحاب کے لئے ایک برست کھول دیا اور وہ اس طرف
 سے بھی داخل ہو گئے اور اصحاب محمد کے پیچھے سے آئے، محمد نے حمید بن عطفہ
 کو پکارا: میرے سامنے آ کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ حمید نے کہا: میں نہیں
 جانتا ہوں۔ تم شریف ابن شریف کریم ابن کریم ہو۔ واللہ میں تمہارے مقابلہ

جنہیں نکلے تھے۔ یہ سب آئے ان گرد ہوں میں سے ایک گرد موجود نہ۔ جب
تم ان سے خارج ہو جاؤ گے تو پھر میں تمہارے سامنے نکلے گا: فیئدہ! ابن خنیسر
کو ان کی طرف بلانے لگا۔ اور اس کو موت سے بچانے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن ابن
خنیرہ لوگوں پر پیادہ پا حملہ کرنے میں اہلک تھا۔ اور اس کی امان کی طرف تو بے یس
کرتا تھا۔ اور وہ اس کو اپنے گے لئے ہوئے تھا۔ عیسیٰ کے اصحاب میں سے ایک شخص
اس کے کولھے پر تلوار ماری اور الگ کر دیا۔ ابن خنیسر اپنے اصحاب کی طرف واپس
گیا اور اپنا کولہا کپڑے سے باندھ کر پھر لڑنے لگیا۔ اس کے بعد ایک نے ان کی
آنکھ پر باخضاراء کو مارا اور انہیں گئی۔ وہ گرے اور لوگ ان پر عصبیت پڑے اور
ان کو قتل کر دیا۔ ان کا سر کاٹ لیا جو زخموں کی کثرت سے عیسیٰ پر فی باونجان
بنا ہوا تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو محمد آئے بڑے اور اس کی لاش پر انہوں نے
لڑنا شروع کیا اور لوگوں کو کھد بڑنے لگے۔ اس وقت وہ حمزہ کے قتال سے
امشب تھے وہ برابر لڑتے رہے حتیٰ کہ ایک شخص نے ان کے سیدھے کان کی نوک
تھے ضرب لگائی جو مؤثر ہے یہ اثر گئی وہ اپنی جان کی ضمانت کہنے لگے اور کہنے
لگے: تمہارا بڑا ہوا تمہارے نبی کا بیٹا زخمی اور مفلوم ہوتا ہے۔ پھر ابن خنیسر نے
ان کے سینے میں نیزہ مارا اور ان کو گرا دیا۔ پھر وہ ان کی طرف اتر اور اس نے
ان کا سر جدا کر لیا اور اسے لیکر عیسیٰ کے پاس آیا۔ وہ زخموں کی کثرت کے سبب
پہچانا نہ جاتا تھا۔

کہا جاتا ہے عیسیٰ نے ابن قحیلہ کو مقہم کیا۔ وہ سواروں میں تھا۔ اور
اس سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تو جنگ میں جان نشانی نہیں دکھا رہا ہے۔ اس نے
کہا: کیا تو مجھے مقہم کرتا ہے۔ وامتہ میں جب مجھ کو دیکھوں گا اس کا وقت یا نہیں
تلوار ماروں گا یا خود ان کے گے مارا جاؤں گا۔ راوی کہتا ہے: پھر وہ ان پر سے
گورا، وہ قتل ہو چکے تھے اس نے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے ان پر ضرب لگائی
بعض کہتے ہیں: محمد کو تیرا لگیا جبکہ وہ جنگ کر رہے تھے۔ وہ ایک دیوار کے
سہارا سے کھڑے ہو گئے، لوگ ان کو بچانے لگے۔ جب انہوں نے موت
کا احساس کیا تو اپنی تلوار توڑ دی، اور وہ علی کی تلوار خود انفقار تھی بعض کہتے ہیں:

وہ تلو اور انہوں نے شجرا میں سے ایک کو دیکھا جو ان کے ساتھ تھا اور اس کے ان پر چار سو دینار آتے تھے۔ اور اس سے کہا: تو یہ تلو ارے لے کیوں کہ تو آل ابی طالب میں سے جس کسی کو ملے گا وہ تجھ سے یہ تلو ارے لے لے گا اور تیرا حق ادا کرے گا وہ تلو ارے کے پاس رہی تھی کہ جعفر بن سلیمان مدینہ میاں کو کالوالی ہوا اس کو اس کی خبر دی گئی، اور اس نے وہ تلو ارے اس سے لے لی اور اس کو چار سو دینار دیتے اور وہ برابر اس کے پاس رہی تھی کہ الہدیٰ نے اس سے لے لی۔ پھر وہ بادی کے پاس گئی، اس نے ایک سگے پر اس کو آڑ لایا، وہ ٹوٹ گئی۔ بعض کہتے ہیں: وہ الرشید کے زمانہ تک رہی، اور اس کو باندھنا تھا، اس میں اٹھارہ گرہیں تھیں۔

جب عیسیٰ کے پاس محمد کا سر لایا گیا تو اس نے اپنے اصحاب سے کہا: تم ان کی نسبت کیا کہتے ہو؟ لوگ ان کی برائیاں کرتے گئے، اس پر ان میں سے ایک نے کہا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ ہم نے اس لئے ان سے جنگ نہیں کی تھی۔ انہوں نے امیر المومنین کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی جماعت کا شیرازہ توڑا۔ اگرچہ وہ بڑے فتو ام و تو ام تھے۔ یہ سرکر لوگ چپ ہو گئے عیسیٰ نے وہ سر محمد بن ابی الکرم بن عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کے ساتھ اور فتح کا مددہ قاسم بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے ساتھ المنصور کے پاس بھیجا۔ اور اس کے ساتھ بنی شجاع کے سر بھی تھے۔ المنصور کے حکم سے محمد کا سر انکو فہ میں پھیرا گیا۔ اور اس نے آفاق میں اسے گشت کر لیا۔ جب المنصور نے بنی شجاع کے سر دیکھے تو کہا: ایسے لوگوں کا یہی حشر ہوا ہے۔ میں نے محمد کو تلاش کیا تو ان لوگوں نے اسے چھپا لیا، پھر اس کو قتل کرتے رہے اور اس کے ساتھ خود بھی منتقل ہوئے۔ پھر ان کے ساتھ مل کر جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہوئے۔

محمد اور ان کے اصحاب کا قتل پیر کے دن عصر کے بعد رمضان کی چودھویں کو ہوا۔

المنصور کو پہلے یہ خبر پہنچی تھی کہ عیسیٰ نے شکست کھائی۔ اس پر اس نے

عبد الواد بن ابی عون مولی الازد، عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمن بن المسود بن مخزوم،
عبد العزیز بن محمد الدرداء، عبد الحمید بن جعفر، عبد اللہ بن عطار بن یعقوب مولی
بنی سباع، ابراہیم بن اسحاق ورجیعہ و جعفر عبد اللہ و عطار و یعقوب عثمان
و عبد العزیز بن عبد اللہ بن عطار۔ عیسیٰ بن خضیر، عثمان بن خضیر، عثمان محمد بن
خالد بن الزبیر۔ یہ محمد کے قتل کے بعد بھاگے، ابصرہ پہنچے، لیکن وہاں پکڑے
گئے، المنصور کے پاس لایا گیا، المنصور نے کہا: اسے عثمان! تو ہی محمد کے ساتھ
مل کر مجھ پر فروع کرنے والا ہے، اس نے کہا: میرا نے اور تو نے ان سے کد میں
بیعت کی تھی، میں نے اپنی بیعت پوری کی اور تو نے اپنی بیعت توڑ دی۔ اس نے کہا:
اے ابن الفناء! وہ بولا: یہ تو وہ چوٹوں کا ہو، یعنی المنصور ان کے لئے
حکم دیا گیا اور وہ قتل کر دیے گئے۔ اور ان کے ساتھ عبد العزیز بن حمید اللہ بن
عبد اللہ بن عمر بن الخطاب تھے۔ یہ پکڑے گئے پھر المنصور نے ان کو چھوڑ دیا۔
عبد العزیز بن ابراہیم بن عبد اللہ بن مطیع، علی بن عبد المطلب بن عبد اللہ بن
حنطب، ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن الزبیر، ہشام بن عمارہ بن الولید
بن حدی بن اسحاق، عبد اللہ بن یزید بن ہریرہ، اور ان کے سوا دوسرے لوگ
تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

محمد کی صفت اور ان کے قتل کی خبر کا ذکر

محمد بہت گندم گوں تھے۔ المنصور ان کو حکم کہتا تھا۔ بھاری بدن کے، شجاع
بہت کثیر الصوم، کثیر الصلاة اور شدید القوة تھے۔

ایک دفعہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے، ان کے ماق میں بلغم اٹکا، کھٹکا،
گھلے اور تھوک آئے، پھر اٹکا، کھٹکا، اور تھوک آئے، پھر اٹکا، کھٹکا، اور
ادھر دیکھا اگر کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں تھوکتے، انہوں نے اپنا تھوک مسجد کی چھت
کی طرف پھینکا اور اس میں چپکا دیا۔

جعفر الصادق سے محمد کی نسبت پوچھا گیا، انہوں نے کہا: ایک فتنہ ہوا
جس میں محمد قتل کئے جا میں گئے۔ اور ان کے گئے بھائی ابراہیم، العراق میں قتل

ہوں گے، اس حال میں کہ ان کے گھوڑے کے شحم پانی میں چوں گے۔

جب محمد قتل کئے گئے تو عیسیٰ نے اولاد حسن کے تمام اسواں ضبط کر لئے اور جعفر کے اسواں بھی ضبط کر لئے۔ جعفر منصور سے لے اور اس سے کہا: میری وہ زمین مجھے واپس کر دے جو ابو زیاد سے پہنچی ہے۔ اس نے کہا: تم مجھ سے اس کے متعلق کہتے ہو، خدا کی قسم، میں تمہاری جان کو تہی ہلاک کر دوں گا۔ جوئے تو مجھ پر جلد فائدہ کر۔ میں ۶۳ سال کو پہنچ چکا ہوں۔ اس عمر میں میرے باپ اور دادا اور علی ابن ابی طالب نے انتقال کیا ہے۔ اور مجھ پر یہ اویہ اگر میں تجھ سے لیا کر میں تیرے بعد زندہ رہا تو تیرے جانشین سے کسی شے میں ریب کروں؟ انصوب کا دل ان کے لئے نرم پڑ گیا، لیکن اس نے ان کو ان کی جائیداد واپس نہ کی اور بعد میں المہدی نے ان کی اولاد کو واپس کی۔

محمد نے عبد اللہ بن عامر الاسلمی سے کہا: ہمیں ایک بادل ڈھانک لینگے۔ اگر وہ ہم پر برسا تو ہم فقیاب ہوں گے اور اگر وہ ہم پر سے ان کی طرف گزر گیا تو میرا خون تو زیت کے پتھروں کے پاس دیکھے گا۔ عبد اللہ نے کہا: خدا کی قسم، ہم پر ایک بادل چھا گیا اور وہ ہم پر نہ برسا اور ہم سے عیسیٰ اور اسکے اصحاب کی طرف گزر گیا۔ وہ فقیاب ہوئے، اس نے محمد کو قتل کیا اور میں نے ان کا خون احمار زیت پر دیکھا۔ ان کا قتل پیر کے دن چودھویں رمضان ۱۴۵ھ کو ہوا۔ وہ المہدی اور نفس زکیہ کے لقب سے لقبہ تھے۔

ان کے اور ان کے بھائی کے لئے جو ریشے کھے گئے ان میں سے عیسیٰ بن مصعب کا ریشہ یہ ہے:۔

یا صاحبی دعا الملائمۃ واحملی	ان است فی هذا باء لود متکلیما
وفقنا بقبر شعبی فمسلما	لا باس ان تقضایہ وقسلا
قبر تحسن خیر اهل نمرانہ	حسبا وطیب صلیتہ وتکرما
رسل یفی باحملی جور بلادنا	وعفا عظیمات الامور وانما
لعمریک فقب قسلا السبیل والمجر	عند ولم یفقر بغاضتہ فما
لواء عظم الحد ثانی شیدا قبلہ	بعد الغنی بہ لکنث المعظما

اگر کان اقامت بالسلامۃ قبلہ
 فخر اباہر اہیلو خیر فضیلت
 بطلا یحییٰ بنفسہ عمہ اللہ
 حتی مضت فید السیوف وریحا
 اضحیٰ بنوحسن انہم حرمہم
 ولساؤہم فی دورہون نواح
 یتوکلون بقتلہ ویروند
 واللہ لیرشد الذی یشہد
 اشراہ امۃ الالبۃ لابند
 حقلا یقن انہم قد ضیعوا
 احد الکان قصاصہ ان یسلی
 فتصرمت ایامہ فتصرما
 لا طاشار عشا ولا منسلی
 کانت حقو فیہ السیوف وریحا
 فینا وأصم فہمہم شقسما
 یجمع الخمار اذا الخمار نرا
 شرفا لہم عند الامام وبعثنا
 صلی اللہ علی النبی وعلی
 حق تقطر من طبا لہم دما
 ثلاث انرا لہ فی سقیلوا المحرم

اسے میرے دوستوں کا دست چھوڑ دیا اور جان لو کہ میں اس معاملے میں تم
 سے زیادہ قابلِ غلامت نہیں ہوں۔

نبیِ مسلم کی تبریک کھڑے ہو اور سلام بھیجو۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم وہاں
 کھڑے ہو اور سلام بھیجو۔

اس خبر میں وہ ہے جو شب اور پاکیزہ طبیعت اور بزرگی کے اعتبار
 سے اپنے اہل زمانہ میں سب سے بہتر تھا۔

وہ ایسا تھا جو ہمارے بلاد کے جوہر کو عدل سے بدل دیتا تھا اور بڑے
 بڑے تصور معاف کرتا اور انعام دیتا تھا۔

اس نے کبھی راہِ راست پر چلنے سے اجتناب نہ کیا، نہ اس سے منہ موڑا
 اور نہ بری بات کے لئے زبان کھولی۔

اگر اس سے پہلے زمانے کے حوادث نے کسی چیز کو بزرگ کر دیا ہو تو
 ضرور تم ہی کے بعد اس کو بزرگ سمجھ سکتے تھے۔

یا اگر اس سے پہلے کسی کے لئے صرف اپنی سلامتی ہی اس قابلِ پروا نہ ہو
 اس پر نہ مبنی ہو تو ضرور اس کی غایت مقصود صرف سلامتی ہو سکتی تھی۔
 ابراہیم کو اسی طرح قتل کر دیکر کہ نبی کا زمانہ گزر چکا ہے۔

وہ ایسا بہادر تھا جو ہر گلاب میں گھس جاتا تھا، نہ نہ مرنے والا، نہ خوف کرنے والا، اور نہ سر ہٹکا دینے والا۔

یہاں تک کہ کورہ میں اس میں اتر گئیں۔ مال آٹکے بسا اوقات اپنی منواروں سے لوگوں کا کام تمام ہو جاتا۔

ہمارے درمیان بنو حسن اس حال میں ہو گئے کہ ان کے عرم مباح کر لئے گئے اور ان کا مال لوٹ لیا گیا۔

اور ان کے گھروں میں عورتیں نوچے کرنے لگیں جیسے کبوتری سبج کرتی ہے۔

وہ اس کے قتل کے ذریعہ تقرب حاصل کرتے ہیں اور اس کو امام کے پاس شرف حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اور غنیمت خیال کرتے ہیں۔

خدا کی قسم اگر نبی محمد صلعم یہ دیکھتے، اللہ نبی پر درود و سلام بھیجے کہ کس طرح ان کی امت ان کے بیٹے کے لئے نیزے سے سنبھالتی ہے حتیٰ کہ ان کی منافوں سے خون ٹپکنے لگتا ہے۔

تو بالیقین ان کو معلوم ہو جاتا کہ ان کی امت نے اس قرابت کو منسلک کر دیا اور جو چیز حرام تھی اس کو حلال کر لیا۔

جب محمد قتل ہوئے تو عینی نے مدینہ مبارکہ میں کچھ دن قیام کیا۔ پھر وہ انیس رمضان کی صبح کو مکہ کی طرف عمرہ کے لئے گیا۔ اس نے مدینہ مبارکہ پر کثیرین خضیر کو چھوڑا۔ مکہ میں اس نے ہمدینہ بھر قیام کیا۔ پھر المنصور نے

عبد اللہ بن الربیع السحارقی کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

مدینہ مبارکہ میں اسودان کی شورش کا ذکر

اسی سبت میں اسودان نے مدینہ مبارکہ میں وہاں کے عامل، عبد اللہ

بن الربیع السحارقی پر شورش کی، اور وہ ان سے بھاگ گیا۔ اس کا سبب

یہ ہوا کہ المنصور نے عبد اللہ بن الربیع السحارقی کو مدینہ مبارکہ کا عامل مقرر کیا

وہ پچیس خوال کو اس پہنچا۔ اس کی فوج کے آدمیوں نے تاجروں سے بعض چیزوں پر جھگڑا کیا جو وہ ان سے خریدتے تھے۔ ان تاجروں نے ابن الریح سے شکایت کی، اس نے خود انہی کو جھگڑکا اور گالیاں دیں، اس سے لشکریوں کی جراتیں ان کے حق میں اور بڑھ گئیں، انہوں نے ایک صراف پر حملہ کیا اور اس سے اسکے کیسے پر جھگڑا کیا، اس نے دوسرے لوگوں سے مدد چاہی اور ان سے اپنا مال بچھڑایا۔ اہل المدینہ نے ان کی اس بات کی شکایت کی، لیکن ابن الریح نے فوجیوں کے اس فعل کو برا نہ سمجھا۔ پھر ایک شخص فوج میں سے آیا، اس نے قصابی سے بعد کے دن گوشت خریدا اور اس کی قیمت داری اور اس پر تلوار اٹھائی۔ قصابی نے اپنی کمر سے پھیرا لگا لکڑی پر تیرب لگائی اور اس کو قتل کر دیا۔ قصابی صبح ہو گئے اور السودان لشکریوں پر ٹوٹ پڑے جو جمعہ کی طرف جا رہے تھے۔ اور ان کو غم آفتل کیا۔ اپنا بوق بجا یا، جیسے بالائی اور زیرین علاقوں کے سودانیوں نے سسنا اور بھی آگئے اور جمع ہو گئے۔ ان کے رئیس تین شخص تھے، یزدی، یمنی، اور زمرہ۔ یہ لوگ شام تک فوجیوں کو قتل کرتے رہے۔ دوسرا دن ہوا تو انہوں نے ابن الریح کا قصد کیا۔ وہ ان سے بھاگ نکلا اور ملین تھلے پہنچا جو مدینہ ہمارے سے درون کی مسافت پر ہے اور وہاں ٹھہر گیا۔ السودان نے المنصور کا قتل اور قتل اور بائیس قصبہ ہا لوٹ لینے کی ایک بوری دوڑا، ہم میں اور قتل کی ایک مشکبہ چار درہم میں بیچ ڈالی۔ سلیمان بن ملیح اسی دن المنصور کے پاس گیا اور اسے اس کی خبر دی۔

ابو بکر بن سیدہ قید میں تھے۔ وہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ پکڑے گئے تھے۔ اور انہیں مار پیٹ کر پابجوال قید کر دیا گیا تھا۔ جب السودان کا یہ واقعہ پیش آیا تو وہ اپنی بیٹیوں سمیت زندان سے نکلے مسجد میں آئے، محمد بن عمران اور محمد بن عبد العزیز وغیرہ کو بلایا، اور ان سے کہا: میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں یہ مصیبت جو اس وقت پیش آئی ہے اگر پہلے فعل کے بعد یہ بھی امیر المؤمنین کے نزدیک ہم پر ثابت ہو گئی تو خدا کی قسم شہر اور

اس کے باشندوں اور بازار کے تمام غلاموں کی بربادی ہے۔ تم ان کے پاس جاؤ۔ اور ان سے واپس آئے اور اپنی رائے کی طرف عود کرنے کے لئے گفتگو کرو۔ کیوں کہ ان کو قہر سے خروج پر مجبور کیا ہے۔ وہ غلاموں کے پاس گئے۔ ان سے گفتگو کی، اور ان سے کہا: ہمارے مولیٰ کو مر جا۔ واللہ ہم نہیں کھڑے ہوئے مگر اس چیز سے ناراضی کی بناء پر جو قسم سے کی گئی۔ ہمیں تمہارے پاس آنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ ان کے ساتھ مسجد گئے، ابن ابی سیرہ نے ان کو خطبہ دیا اور ان کو اطاعت پر آمادہ کیا۔ وہ باز آگئے۔ اس دن لوگوں نے نماز جمعہ نہیں پڑھی۔ عشا کا وقت ہوا تو کسی نے ان کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے موزن کی طلب کو قبول نہ کیا۔ پھر الامین بن سیمان بن عاصم بن عبد العزیز بن مروان آیا۔ وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ صفیں سیدھی ہو چکیں تھوہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس نے بلند آواز سے کہا: میں غلام بن نکلا ہوں۔ اور لوگوں کے ساتھ امیر المومنین کی اطاعت پر نماز پڑھ رہا ہوں! اس طرح اس نے دو تین مرتبہ کہا۔ پھر اس نے آٹھے بڑھ کر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب وہ سزاؤں ہوا تو ان سے ابن ابی سیرہ نے کہا: تم سے کل وہ بات ہوئی ہے جو تمہیں معلوم ہے۔ تم نے امیر المومنین کا غلہ لوٹ لیا ہے۔ تم میں سے کسی کے پاس اس میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے جسے وہ واپس نہ کر دے؟ سب نے وہ چیزیں واپس کر دیں۔ ابن الزبیر بطن نخل سے واپس آگیا اور اس نے دینق و عیقل وغیرہا کے ہات کاٹ دئے۔

ذکر بنار مدینہ بغداد

اسی سال المنصور نے مدینہ بغداد کی بنار شروع کی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اس نے فوجی انکود میں الہاشمیہ قہر کیا تھا۔ جب دہاں الراوندی نے شورش کی تو اس نے دہاں کے باشندوں کو اس وجہ سے، اور اہل انکود کے قریب کی وجہ سے ناپسند کیا، اس کو اہل انکود سے اپنی جان کا خوف تھا، اور انہوں نے اس کی فوج کو ہٹا دیا تھا۔ وہ خود ایک ایسی جگہ تلاش کرنے لگا

نکلے جہاں وہ خود اور اس کی زوجہ رہے۔ وہ بھی جلد کی تلاش میں جہاں شہر تلو کر سکے چڑیا کی طرف آتا پھر اصل کی طرف چلے اور وہاں کی طرف گیا۔ اس نے اپنی زوجہ کے ایک شخص کو آشوب چشم کے سبب سے جیس کو لایا جو گیا تھا جلد میں رہتا تھا اور اس نے اسے سب کا علاج کر دیا تھا اس نے انھیں کے حرکت کرنے کا سبب پوچھا اس نے سبب بتایا۔ سبب نے کہا اس کتاب میں جو ہمارے پاس ہے لکھا ہے کہ ایک شخص جس کا نام "مفلح" ہے کہ وہ جلد پھر دے کہ وہ جہاں ایک شہر بنا ہے جس کا نام "الزور" ہے کہ وہ اس کی بنیاد رکھے گا اور اس کا کچھ حصہ بن سکے گا تو اس پر اس کا نام سے ایک معیت لگی اور اس کی بنیاد چھوڑ دے گا اور اس خرابی کی اصلاح کرے گا۔ پھر ایک دوسری خرابی، بدعہ سے آگے کی جو اس سے بھی بڑی ہوگی۔ لیکن یہ وہ اس خرابی کا زیادہ بڑا نہیں کی کہ درست ہو جائیں گی۔ پھر وہ اسکی خرابی کی طرف مڑ کر سے گا اور اس کو بڑا کر دے گا۔ اپنی بڑی عمر ہوگی اور تک اس کی اولاد میں باقی رہے گا۔ وہ انھیں انھیں کی چھوٹی پر آئے اور اس وقت فوجی اصل میں تھی اور اسے ان کی خبر دی۔ وہ وہیں ہوا اور اس نے کہا واللہ کچھ میں ہی مفلح کہتا تھا۔ پھر میرا یہ نام بتائی ہو گیا۔ وہ چلاتی کہ اس پر پورا جو انھوں نے ہی تھکر کے سامنے تھا۔ صاحب اور اور بطریق کی پکی کے ایک بطریق اور صاحب بغداد اور صاحب انھوں اور صاحب لبنان انھیں اور صاحب القادسیہ اور صاحب طابا اور ان سے ان کے ماضی کی نسبت دریافت کیا کہ گرمی سبب وہی اور بارش میں کیا رہتا ہے اگر رہتا رہا کیا حال ہے؟ پس وہ وہ کہہ کر سے تو نہیں ہیں! ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے مقام کا حال بیان کیا۔ ان کی پسند صاحب بغداد پر رہی۔ انھوں نے اس کو بلایا اور اس سے شہور کیا۔ اس نے کہا اسے امیر المومنین! آپ نے مجھ سے ان مقامات کے متعلق سوال کیا ہے اور یہ کہ آپ ان میں سے کس کو پسند کریں؟ میری رائے یہ ہے کہ آپ چاروں میں سے اتوں۔ جانب غربی میں مہمونا اور دھڑل دبا رہیں! جانب شرقی میں وہ طوح اور وہ قہر بوقت و کھراوی ہیں۔ یہ مغل اور بانی کے قریب میں رہیں گے۔ اور اگر کسی طرح میں فطرت اور اس کی آبادی کہہ سکتی تو دوسرے طرح میں آبادیاں ہوں گی اور اسے امیر المومنین! آپ انصاف

پہنچے۔ آپ کے پاس کشتیوں کا نام، الرقة والغرب سے طائف مصر میں رہے۔
 پہنچے۔ آپ کے پاس السعین اور البتہ والبصرہ و سطود و بارک و المروم و الموصل و غیرہ سے
 پہنچے۔ آپ کے پاس آرمینیا میں سے فصل علاقوں کی رستہ نامہ کے
 رستے آئے۔ حتیٰ کہ الزاب میں پہنچ جائے گی۔ پھر وہاں دریائوں کے بیچ میں پہنچ
 گئے۔ آپ کا دشمن آپ تک کسی لیل یا نخلہ کے بیڑہ پہنچ سکتا۔ اگر آپ فیصل یا نخلہ تو رات کو
 آپ تک نہ سکتا۔ قبل الفرات و العرناہ اس شہر کی حد میں ہے۔ آپ البصرہ و الکوفہ واسطہ و فصل
 اور الموصل کے بیچ میں ہوں گے اور سیر و براہ و سائر سے قریب ہوں گے۔ اس سے المنصور کا عزم وہاں
 آنے کے متعلق اور زیادہ بڑھ گیا۔

کہا جاتا ہے، المنصور نے جب شہر بغداد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک
 دایہ کو کھینچا اور اسے اذانہ بنی، وہ آیا، المنصور نے اس سے کہا، کیا تم کو اپنی کتاب میں
 یہ قیاس ہے کہ اس ملک ایک شہر بنایا جائے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ اور وہ شہر تقاضا میں بنائے
 گا۔ المنصور نے کہا، میں اپنے بیٹوں میں تقاضا میں کہتا تھا۔ اس نے کہا، تو آپ ہی
 اس شہر والے ہیں۔

المنصور نے مسئلہ میں اس کی تعمیر شروع کر دی۔ کاریگروں اور مہتمموں کی
 حسب کئے نامہ و کسب و اگر وہ واسطہ و البصرہ و کعبہ۔ اصحاب فضل و عدالت و نقد اور مفا
 دمانت و معرفت بالہندسہ میرا سے ایک جماعت منتخب کرنے کا حکم دیا۔ اس شخص کے
 لئے جو لوگ بلائے گئے ان میں بھائی بن اور حاکم اور ابو حنیفہ بھی تھے۔ المنصور نے حکمت
 و غیر کی داغ بیل ڈالی گئی۔ بنیاد کو دی گئی، اور نقش پکائی گئیں۔ سب سے پہلے اس
 نے راکھ سے نشانہ ست۔ ڈھرائت، اور ان میں دروازہ اور فصیلیں اور حرمیں اور
 میدان جوڑے۔ اور یہ سب راکھ سے مخلوہ کئے گئے تھے۔ پھر اس نے حکم دیا کہ راکھ
 پر جوئے ڈالوں میں آگ لگائی جائے۔ یہی کیسے گیا۔ اس مسئلہ حاکمت میں
 اس کو دیکھ کر نقشہ سمجھا۔ اور حکم دیا کہ اسی نقشہ پر بنیاد کو دی جائے۔ اور اس پر چار فائز
 مقرر کئے۔ ہر فائز ایک حصے پر تھا۔ ابو حنیفہ کو انیس گھنٹہ پر مقرر کیا۔ اس سے پہلے
 اس نے چار اٹھاکہ ابو حنیفہ بعد از قضاء مظالم قبول کر لیں انہوں نے قبول نہ کیا۔ المنصور
 کے قسم کھائی کہ وہ ان کو نہیں چھوڑے گا حتیٰ کہ اس کی لازمت قبول کریں۔ آخر انہوں نے

پھر نکلا۔ اور جستجو بند ہو گئی۔ لشکریوں سے ایک گروہ ضعیف تھا۔ ان لوگوں نے ابراہیم کو قتل کر دیا، ہمت کی کہ وہ ان کے پاس تشریف آگاہ اور ابراہیم پر شرش کر دیں۔ ابراہیم کو ابو بکر کے لشکر میں پہنچے، وہ اس وقت جدا دیں تھا اور انکی والدہ اہل ذوال چکھا تھا۔ اس کے پاس ایک عزیز تھا جس میں جو بکر وہ دوست دشمن کو پہچان جاتا تھا۔ اس نے اس کو اپنے پاس دیکھا اور کہا: اے سید۔ میں نے ابراہیم کو اپنے لشکر میں دیکھا ہے۔ تیرا پہلے اس سے رابطہ کوئی دشمن نہیں ہے۔ تو دیکھ کہ وہ کون شخص ہے۔ پھر المنصور نے انصافاً انصافاً کال ہٹنے کا حکم دیا۔ ابراہیم لوگوں کے ساتھ ہوں کہ دیکھنے کے لئے تھے۔ انھوں نے ان پر نظر نہ گئی۔ ابراہیم جو اسٹ پیچھے بیٹھ گئے۔ اور لوگوں کو ہٹا لے لئے۔ ایک ماضی کے پاس پہنچے اور اس سے پتا چلا۔ اس نے انھیں ایک غریب میں چڑھا لیا۔ المنصور نے ان کی قبر میں بڑی تک و دو کی۔ ہر جگہ جاؤں۔ چھا دیئے۔ ابراہیم اپنے مکان میں بیٹھے رہے آخر کار ان کے ساتھی سفیان بن حیان انھی نے ان سے کہا: ہم پر جو مصیبت آ رہی ہے آپ دیکھ رہے ہیں۔ اب خطرے میں پڑے بغیر چارہ نہیں ہے۔ بولے: جو حکم مناسب سمجھ کر دو۔ سفیان فریخ کے پاس پہنچا اور اس سے المنصور کے پاس جانے کی اجازت منی۔ اس نے سفیان کو المنصور کے پاس پہنچا دیا۔ المنصور نے اسے دیکھا تو گولی دکی۔ سفیان نے کہا: اے امیر المومنین! ہم انھی کے اہل میں جو آپ فرماتے ہیں۔ لیکن میں آپ کے پاس ہاں پہنچا ہوں۔ آپ کے لئے میرے پاس وہ سب کچھ ہے جو آپ چاہتے ہیں۔ میرا آپ کے پاس ابراہیم بن عبداللہ کو لایا ہوں۔ میں نے ان لوگوں کو آگیا اور ان میں کوئی چیز نہ پائی۔ آپ میرے اور میرے ساتھی غلام کے لئے پروانہ لکھ دیجئے کہ مجھے برید پر سوار کر دیا جائے اور میرے ساتھ ایک لشکر بھیجئے۔ المنصور نے اسے پروانہ لکھ دیا۔ اور ایک فوجی دستہ اس کے ساتھ کیا اور اس سے کہا: یہ قرار دینا کہ ان سے کام چلا۔ اس نے کہا: مجھے اسکی حاجت نہیں ہے۔ اور ان میں سے صرف تین سو دینار لے لئے اور چلا۔ لشکر اس کے ساتھ تھا۔ وہ مکان میں داخل ہوا ابراہیم پر صوف کا جبہ اور تھوڑی سی تھانگی سفیان بن حیان ان پہنچا، ان چھپٹا اور ان کو اوروں کی کہنے لگا اور برید پر روانہ ہوا۔ بعض کہتے ہیں: برید پر سوار نہیں ہوا۔ وہ چلا آگئی کہ المدائن پہنچا۔ وہاں اسے

یل کے ایک انصر نے روکا، سفیان نے اسے پروانہ دکھا دیا۔ جب وہ اس سے گریگرتو
 ییل کے محافظ نے کہا: یہ غلام نہیں ہے بلکہ براہیم بن مہداسہ ہے۔ تو سیدھا چلا جا۔ اس
 دونوں کو چھوڑ دیا۔ وہ ایک کشتی پر سوار ہو گئے قحطی کو البصر پہنچے۔ پھر دونوں جوں کے
 ایسے مکانوں پر گئے جہاں بگمجن کے دو دروازے تھے، ان میں سے بعض کو ایک دروازہ
 پر بٹھا کر کہتا کہ جب تک میں نہ آؤں وہاں سے نہ جانا، اور ان کو چھوڑ کر وہ سہلے دروازے
 سے نکل جاتا۔ قحطی کو اس نے پورے دوستوں کو اپنے سے جدا کر دیا اور تھکا دیکھا۔ سفیان
 بن مسادیہ امیر البصر کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے لشکر لے کر ان کے پاس آدمی بھیجے، ان کو
 جمع کیا اور قحطی کو توشیح کیا۔ لیکن وہ اس کے ہاتھ نہ آیا۔

اس سے قبل براہیم اور ان کے پیچھے تھے اور حسن بن مجیب کے پاس چھپے تھے،
 اور جو بن حصین ان کو ڈھونڈ رہا تھا۔ اس نے ایک دن کہا: امیر المومنین نے مجھے
 لکھا ہے کہ جنھوں نے تمہیں خبر دی ہے کہ براہیم ہلا ہوا ہے وہ خبروں کے درمیان جزیہ
 میں غیبیہ ہے۔ میں نے جزیہ میں اس کو توشیح کیا، لیکن وہ وہاں نہیں ہے۔ اب
 میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کو کل شہر میں کاٹش کروں، شاید امیر المومنین کی مراد
 وہ خبروں کے درمیان سے ڈھیل والی خبر کے درمیان ہو۔ حسن بن مجیب براہیم کے
 پاس واپس آئے۔ وہاں کو خبر دی، اور شہر کے بیرونی حصہ کی طرف ان کو لے گیا۔
 محمد نے اس دن ان کو کاٹش نہیں کیا۔ جب دن ختم ہونے لگا تو حسن، براہیم کی طرف
 گئے اور حاکم ان شہر میں لے آئے وہ دونوں عشاء کے وقت وہ گدھوں پر جا رہے
 تھے کہ ان کو ابن حصین کے سواروں کا انگا حصد، براہیم اپنے گدھے سے اتر گئے،
 جیسے بیٹا بگور ہے ہیں۔ ابن حصین نے حسن سے پوچھا، کہاں سے آئے ہو؟ کہا: اپنے
 عزیزوں میں سے ایک کے پاس سے۔ وہ چلا گیا اور حسن کو اسے چھوڑ دیا۔ حسن
 براہیم کے پاس واپس آیا۔ اور انھیں سوار کر کے اپنے گھر لے گیا۔ براہیم نے اس سے
 کہا: تمہاری قسم میں سے خون کا پیشاب کیا ہے۔ حسن کہتا ہے: میں اس جگہ پہنچا اور
 میں نے دیکھا کہ انی واقعہ نمود نے خون کا پیشاب کیا تھا۔ پھر براہیم البصر آئے۔
 کہا: آج ہے کہ وہ مشکل میں اپنے بھائی محمد کے ویش مبارک میں آ جا رہے کے بعد وہاں
 چہنچے۔ اور بعض کہتے ہیں، مسئلہ میں پہنچے تھے حسن نے ان کو دیا تھا وہاں

کی پہچان داری کی تھی۔ اور بعض کے قول کے مطابق یحییٰ بن زید بن میانہ البجلي تھا۔
 اس نے ان کو اپنے گھر میں بنی لیث کے درمیان آسمان اور بعض کہتے ہیں کہ وہ
 دارابی قوم میں اترے اور لوگوں کو اپنے بھائی کی بیست کی طرف دعوت دی۔ اور اس
 سے پہلے جن لوگوں نے ان سے بیعت کی وہ نیکل بن مرقہ البکشی اور عطاء بن سنان
 اور عبد الوہاب بن زیاد اور عمر بن سلمہ البکشی اور عبد اللہ بن یحییٰ بن حصین البکشی تھے۔
 ان لوگوں نے اور لوگوں کو بلایا اور مغیرہ بن الفزاع اور ایسے ہی لوگوں نے ان کی دعوت
 قبول کی۔ عیسیٰ بن یونس اور معاویہ بن مساذہ اور عباد بن العوام اور اسحاق بن اسحاق اور
 اور معاویہ بن یحییٰ بن بشر اور فقہاء و اہل العلم کی ایک جماعت کثیر نے بھی ان کو ایک
 کچی، مٹی کے دیوان کا شمار چار ہزار تک پہنچ گیا اور ان کے کام کو فروغ ہونے لگا۔
 یہ لوگوں نے کہا: اگر آپ وسط البصرہ کی طرف منتقل ہو جائے تو لوگ آدم سے آپ کے
 پاس آ سکتے تھے۔ وہ منتقل ہو گئے، ابوہریرہ ان مولیٰ بنی نضیم کے گھر میں مقیم رہی ہشتر
 تیر اترے۔ سفیان بن معاویہ ان کے کام میں سعادت کرنا چاہا۔ جب ان کے بھائی
 محمد غلام جو اسے فاضلوں نے ابراہیم کو بھی غلام جوہر کے لئے لکھا۔ وہ عیسیٰ بن عبد اللہ جوہر
 لیکن ان کے بعض ساتھیوں نے ان کو یقین دہایا کہ ظہر آسمان ہے، اور ان سے کہا کہ
 آپ کا کام جمع ہو چکا ہے۔ اب آپ نہ ان کی طرف گئے اور نہ ان کے وقت
 اس کو توڑ دیجئے۔ پھر جو صحابہ کی تو لوگوں کا ایک عالم آپ کے پاس اکٹھا ہو جائے
 گا۔ اس سے ان کا نفس مطمئن ہوگا۔ اس وقت انصودہ کو نہ کے ابراہیم تھا جیسا کہ
 اوپر گزرا۔ اور اس کے ساتھ محمد بن یحییٰ بن قزح تھی۔ اس نے عیسیٰ بن معاویہ بن
 معاویہ کے پاس البصرہ جیسے تاکہ ابراہیم غلام جوہر میں تو وہ سکی نہ کریں۔ جب ابراہیم
 نے ہی ہر چہ نے کاراؤ دیکھا تو سفیان کو اطلاع دی اور اس نے فائدہ نہ کر کے اپنے پاس
 جمع کر لیا۔ ابراہیم کو ہر فاضل مسلمان کو غلام جوہر گئے۔ اور انھوں نے اس قزح کے فائدہ
 وٹ لئے۔ لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز مسجد جامع میں پڑھی اور واپس آکر کا قصہ کیا
 جہاں سفیان ایک جماعت کے ساتھ تھے۔ ابراہیم نے اس کو نصیر کر لیا۔ سفیان
 نے ان سے امن پائی، ابراہیم نے اس کو امن دی، اور انہوں نے داخل ہوئے۔
 لوگوں نے ان کے لئے چٹائی بچھائی، لیکن ہوا چلی اور اس نے چٹائی الٹ دی تو

اس کے کوہ پیٹھیں۔ اس سے لوگوں نے بُری خال لی۔ ابراہیم نے کہا: تم تنگوں
 نہیں کرتے۔ اور اس الٹی چوٹی چٹائی ہی پر بیٹھ گئے۔ ان قاتلوں کو قید کر دیا اور
 سفیان بن معاویہ کو بھی قہر میں جموں کر دیا۔ اور اس کو بھی پیریاں پٹھا دیں کہ موقوفہ
 کو معلوم رہے کہ وہ جموں ہے۔ سلیمان بن علی کے بیٹوں جعفر اور محمد کو ابراہیم کے ظہور
 کی خبر پہنچی تو وہ جمعہ موآد میں اس کے ساتھ آئے۔ ابراہیم نے ان کی طرف مضاہ بن اٹھام
 الخزرجی کو سپاس آد میں اس کے ساتھ بھیجا، اور اس کے ان دونوں کو شکست دیدی۔
 ابراہیم کے خدادی نے خادمی کو نہ بھانپے گا تھا تو بھانپ کر گیا جائے، نہ مجروح پر حملہ کیا جائے۔
 ابراہیم کو ذیعب بنت سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے اور اتھوڑ گئے۔ یہ وہی
 ذیعب ہیں جن کی طرف عباسیوں میں سے ذیعبین منسوب ہیں۔ وہاں انھوں نے
 امان کی مشاہدی کی اور یہ کہ ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ اس طرح البصران
 کے لئے ممان ہو گیا، اور وہاں کے بیت المال میں ان کو بیس لاکھ درہم ملے جن سے ان
 کو قوت حاصل ہوئی اور انھوں نے اپنے اصحاب کے لئے فی کس سپاس و ہیم کے حساب
 سے مقرر کئے۔ جب البصران کے قابو میں آ گیا تو انھوں نے البصران کو الہرازی بھیجا
 وہ دوسرا آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچا، وہاں المنصور کا عامل محمد بن احمیس تھا۔ وہ
 اس کے مقابلہ پر چار ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلا، قریقین کی مٹ میری ہوئی ان
 احمیس نے شکست کھائی اور البصران الہرازی میں داخل ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ
 البصران انھوں نے باخمری کی طرف جانے کے بعد بھیجا تھا۔

ابراہیم نے خادس کی طرف مرد بن شداد کو بھیجا، وہ وہاں پہنچا، یہاں علی بن
 عبد اللہ بن عباس کے دونوں بیٹے عبد اللہ و اسماعیل صلیح میں تھے، ان دونوں کو
 جب مرد کے قریب پہنچنے کی خبر ملی تو یہ دو ارب جرا بیٹے گئے، اور قلعہ بند ہو گئے۔ اس
 طرح خادس مرد کے ساتھ میں آ گیا۔ ابراہیم نے مردان بن سعید صلیحی کو سرد ہزار
 آدمیوں کے ساتھ اس کی طرف بھیجا جہاں المنصور کی طرف سے چار ہزار بن عبد اللہ بن
 تھا۔ اور اصحابی کو وہاں کادالی کیا۔ المنصور نے اس سے جنگ کر کے اسے غامر بن احمیس صلیحی
 کو پانچ ہزار اور بعض کہتے ہیں دس ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا۔ ان کے درمیان
 لڑائیاں ہوئیں۔ پھر انھوں نے جنگ بند کرنے پر عارضی صلح کر لی مگر اس صلح کو جاری نہ کیا

کہ ابراہیم اور منصور کے مہرے کا کیا انجام دیتے تھے جب ابراہیم قتل ہوئے تو ان دنوں بہت
 بھاگ گیا اور وہ پوشش ہو گیا حتیٰ کہ ذات پاتی۔ ابراہیم بعد ازاں جس شخصے کو شے ملے اور
 نہ میں یہ وہاں تھے۔ اسے بھی کہ ان کے بھائی محمد کی وفات کی خبر ان کو میرا غلط سے
 بہت دن قبل تھی۔ وہ بیدار دن لوگوں کے ساتھ نہ پہنچے تھے ان میں سے کسی پانی پانی تھی۔
 لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کو محمد کے قتل و کج رفتاری۔ اس سے منصور کے خلاف
 جنگ کرنے میں ان کی نصیحت اور شیعہ گئی۔ دوسرے دن صبح چوتھی کو ابراہیم نے کوچ کا
 پرانہ ڈالا۔ اور ابصر میں اپنے نائب غیثہ کو اپنے پیچھے حسن کے ساتھ چھوڑا۔

ابراہیم کے جانے اور اس کے قتل کے لیے کر

پھر ابراہیم نے جانے کو ذمہ کیا۔ ان کے بعد ہی ساتھیوں نے انورہ دیا کہ آپ
 خود قیام کریں اور ہمیں بھیجیں۔ تاکہ اگر آپ کا ایک لشکر دست کھا جائے تو آپ کو ہر
 لشکر سے اتنی دکر لیں۔ لوگوں کو آپ کے خاتم کا خوف ہو گا اور آپ کا دشمن آپ سے
 دوسرے کو آپ سوال و صل کریں گے اور آپ کا قدم جا رہیگا۔ لیکن ان کے ساتھ جو
 اہل اکوٹہ تھے انہوں نے کہا: اگر نہ میں ایسے لوگ ہیں جو اگر آپ کو چھو لیں گے تو آپ
 کے پیچھے مڑ جائیں گے۔ اور اگر وہ آپ کو نہ دیکھیں گے تو سخت اسباب ان کو بھاریں گے۔
 وہ ابصرہ سے اکوٹہ کی طرف چلے۔ منصور کو جب ابراہیم کے طور کی خبر پئی تو اس کے
 ساتھ کھڑی ہوئی۔ اس نے کہا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ کیا کروں۔ میری فوج میں
 قہر بادلوں کے سوا نہیں ہیں۔ میں اپنا تمام لشکر تفرق کر چکا ہوں۔ الہدیٰ کے
 ساتھ الہیہ میں تھیں ہزار ہیں۔ محمد بن لاٹھ کے ساتھ انھیں تھے میں پالیس ہزار ہیں اور
 اتنی عیسائی میں برسی کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم اگر میں اس سے بچ گیا تو میرے لشکر سے تین ہزار آدمی
 کبھی لوگ نہیں ہوں گے پھر اسے عیسیٰ بن موسیٰ کو فرار دایں آنے کیلئے نکلا۔
 یہ خط اس کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ عمرہ کا ارادہ باندھ چکا تھا اس نے عمرہ
 چھوڑ دیا اور واپس آیا۔ منصور نے مسلم بن قتیبہ کو کہیں اور اسے سے اس کے پاس
 آگیا۔ منصور نے اس سے کہا: ابراہیم کی طرف جا تبھی اس کی جمیعت خوف زدہ نہ کرے

بیٹھنے نہ رہا اور وہ دیہاوی تھا جیسا کہ انہوں نے کہا ہے ۱۔

نفس عصا مروت عصا و علمتہ الکفر والا قداما

ن صلیرت شدہ ملکاً ہامعا

مفسدہ نفس مرداری سے اور مفسدہ لہر گیا۔ اور اس چیز نے اس کو
حکومت تمام ملک پر دلا اور اس کو ایک صاحب ہمت بادشاہ بنا دیا۔
پھر منصور نے ابراہیم کی طرف عیسیٰ بن موسیٰ کو بے رُو ہند آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور اسکے
مقدمہ پر حمید بن محمد بن محمد بن خازنہ کے ساتھ مقرر کیا۔ اور جب اس کو واپس کیا
تو اس سے کہا: یہ عیسیٰ بن محمد یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جب تو ابراہیم سے ملاتی ہو تو اپنے
اصحاب کو گردش گردہ حتیٰ کہ تیری اور اس کی مٹ بجھڑا دو۔ پھر تیرے اصحاب تیرے
پاس پلٹ آئیں اور انہیں تیرے حق میں ہوگا۔ جب ابراہیم البصرہ سے چلے تو انہیں
اسی راستہ اپنے لشکر میں چھپ کر گشت لگائی اور غیوروں کی آوازیں سنیں
پھر دو کسریٰ مرتبہ بھی اسی طرح پھر سے اور دوبارہ بھی آوازیں سنیں۔ اس پر انہوں
نے کہا: جس فوج کا یہ حال ہو اسکی فتح کی میں امید نہیں رکھتا۔ انہوں نے رستے میں اپنا
کو اٹھا لی کی یہ ایسا شہر ہے نا ۱۔

امور لوید برہا حلیم اذا نھی وحب ما استطاعت

ومعصیۃ الشقیق علیل صا یزیلک مرقہ منہ استعاضا

وخیر الامر ما استقبلت منہ ولیس بان قتلہ التباعا

والکن الادیم اذا قفتری بلی و تعبتا غلب الصناعا

لوگوں کو معظّم ہو گیا کہ وہ اپنے روانہ ہونے پر تادم ہیں۔ ان کے دیوان میں
ایک لاکھ آدمیوں کا شمار تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ رستے میں دس ہزار آدمی
تھے۔ رستے میں ان سے کہا گیا کہ اس رخ کو مجھ ڈوبیں جس رخ سے عیسیٰ آ رہا ہے
اور لکھ نہ کا تعدادیں کیوں کہ منصور ان کا مقابلہ نہیں کر سکیگا اور اہل الکوفہ ان سے نہیں
گئے اور منصور کیلئے طوان کے سوا کوئی مریض باقی نہ رہیگا۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں
کیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ عیسیٰ پر شیخوں ماریں انہوں نے کہا: میں شیخوں مارنے کو

کرو۔ جب تماموں کو بھرا دیا۔ اس کے کہنے کے بعد ادا جائے۔ اہل انگوٹہ میں سے ایک شخص
 اٹھا کہ وہ اسکو حکم دیں کہ وہ پہلے انگوٹہ جا کر لوگوں کو دعوت دے۔ اس نے کہا میں
 ان کو پہلے پرغیبہ ملو پر دعوت دینا کچھ عاقلانہ دعوت دینے لگوں گا۔ جب انصاف و انصاف
 کے اطراف میں پرغیبہ ملے گا تو اپنا منہ ملوانے سے اوجھڑ جائیگا۔ ابراہیم نے اس کے متعلق
 بیشتر احوال سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا اگر ہم نے ان کو لیا تو کچھ لوگ تباہ تو یہ ایک اچھی بات
 ہوگی۔ لیکن ہمیں اسکا اختیار نہیں ہے کہ ان میں سے ایک طاغوت تیرے ساتھ ہو جائے
 گا۔ پھر انصاف کی طرف سوا جائیگا اور وہ بے گناہوں اور عورتوں کو گزند میں آئے گا
 یہ گناہ سے تعرض ہو گا۔ اس پر اس کو فی نے کہا: تم انصاف سے لڑنے کے لئے ہمارے ساتھ
 اور عورتوں اور بچوں کے قتل سے بچنا۔ اسے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنے پیروکاروں نے کھینچے نہیں تھے اس اور تم کی صورت میں میں نہیں جانتی تھیں
 بشرے کہا: یاد رکھا تم سے اور یہ مسلم ہیں۔ آخر کار ابراہیم نے بشر کی رائے کا اتباع
 کیا اور اپنے متعلق کہتا رہا کہ جو کہ وہ اسے سوا فرستے ہے یعنی بن عیسیٰ کے متعلق فرستے
 سلم بن قیس نے ان کو پیغام بھیجا کہ آپ کے لئے میدان میں ہیں۔ اور آپ جیسے شخص کی موت
 میں نہیں پاتا۔ آپ اپنے اگر مصدق کھودا کیجئے تاکہ آپ تک ایک رستے کے سوا
 کوئی نہ رہے۔ اگر آپ یہاں نہیں کرتے تو اب جعفر اپنی فرج جنگ پر بھیج چکا ہے۔ آپ
 ایک جماعت کے ساتھ تیرے سے اس کے صریح جواب دینے پر ابراہیم نے اپنے ساتھیوں
 کو بلایا اور یہ بات ان کے سامنے پیش کی۔ انہوں نے کہا: ہم نہ جانتے تھے کہ وہ انگوٹہ
 ہم ان پر غالب ہیں۔ نہیں۔ واللہ ہم یہ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا: تو ہمارے جعفر
 کی طرف جائیں۔ کہا: کیوں! جبکہ وہ چارے ہاتھ میں ہے۔ ہم جب پاؤں
 ابراہیم نے قاصد سے کہا: اے کیا تو سنا ہے! تو سمجھتے رہیں یا! پھر فہم نہیں ہوتا
 جو اسے ابراہیم نے اپنے اصحاب کو ایک صف میں کھڑا کیا۔ ان کے اصحاب میں سے بعض
 نے مشورہ دیا کہ ان کو گرا دیں کی شکل میں مرتب کیا جائے تاکہ اگر ایک منہ شکست کھاتا
 تو وہ مراد مست ثابت قدم رہے۔ ورنہ اگر صرف ایک حصہ منہزم ہو گیا تو سب کے
 سب جھگ نکلیں گے۔ لیکن اپنی فکر میں لے گیا: ہر تو اہل الاسما ہر ہی کی سنی صف
 بند کی کریں گے۔ اس سے ان کی مراد اللہ تعالیٰ کو یہ قول تھا: ان اللہ تعالیٰ یجلب الذین

بقا تون فی سبیلہ صفا۔ اکتوبر پر گئے اور بہار سے۔ حمید بن محمد اور اس کے ساتھ دس
شکست کھا کر بھاگے۔ حمیدی نے ان کو روکا اور ان کو اللہ کا اور اعلیٰ طاقت کا واسطہ دیا لیکن
وہ ان کی طرف سے رخ نہیں مگرتے تھے۔ پھر حمید شکست خوردہ آیا تو حمیدی نے اس سے کہا :
اللہ اعلم اللہ اعلم لیکن اس نے کہا : اہمیت میں اہمیت نہیں ہے تاہم لوگ جیسے تھے
ہو گئے اور حمیدی کے ساتھ ایک لیل جو مدت کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ اس سے کہا گیا کہ
تراخی ہو گئے۔ یہ سب بات خفیہ کہ لوگ یہی طرف واپس آجائیں۔ پھر توفیق کہ جو کہ جو لیکن
اس نے کہا : میں اپنی اس جگہ سے کبھی نہ ہٹوں گا حتیٰ کہ یا مارا جاؤں یا اللہ میرے ساتھ
پہنچ کر رہے۔ واللہ میرے اس بیت میری صورت پر گز نہیں جائیں گے اگر میں
ان کے دشمن سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ انکی پاس سے جو کوئی گزرتا تھا وہ اس سے کہتا
تھا کہ میرے دل بیت کو سلام کہتا اور ان سے کہتا کہ مجھے اپنی جان سے نیا وہ کوئی نصیب
نہیں دجو میں تم پر سے نوا کر لیا اور وہیں نے تمہارے بدلے خرچ کر دیا۔ اس تھا میں
کہ وہ اس حال پر تھے اور کوئی کسی کی طرف ترجیح نہ کرتا تھا کہ جعفر دھوا بنا سہیلان بن
علی اصحاب ابراہیم کی پشت پر سے آگئے ان کے باقی اصحاب جو بھاگ گئے وہ ان کا نائب
کر رہے تھے۔ اس سے بے خبر تھے۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے نغری کر اپنے پیچھے بٹل
دیکھا۔ وہ اپنی طرف ملے اور انصہر کے اصحاب ان کے پیچھے چلت آئے۔ اس طرف
اصحاب ابراہیم کو ہریت ہو گئی۔ اگر جعفر دھو ہو گئے تو حمیدی کی ہریت مل رہی تھی لیکن
کے لئے اللہ کی کاروائی یہ ہے ایک یہ بھی ہے کہ انکے اصحاب کو رستے میں ایک
نہر تھی وہ نہ اس پر سے جہت کر سکتے تھے اور نہ ان کو کوئی گھاٹ تھا۔ وہ سب
نئے سب واپس آ گئے۔ ابراہیم کے اصحاب اپنی پھاڑتے ہوئے آگئے تھے تاکہ ان گھاٹ
یکسوئی سے ہو۔ جب شکست کھا کر بھاگے تو ان کو پانی نے فرار سے روکا۔ ابراہیم اپنے
اصحاب میں سے ایک گروہ کے ساتھ جس کی تعداد چھ سو اور بقول بعض چار سو تھی جمع ہوئے۔
حمید نے ان سے قتال کیا اور ان کے سر حمیدی کے پاس پہنچے گئے۔ ایک ہنگامی
تیم ابراہیم پر آیا اور ان کے حق میں لگا۔ اور اس نے قتل کاں دیا۔ وہ اپنی جگہ سے نہ
سکے اور کہا : مجھے اتار دو لوگوں نے ان کو ان کے مرکب سے اتار دیا۔ وہ کہہ رہے تھے
کہ یہ اللہ کا امر تھا۔ ہم نے ایک بات کا ارادہ کیا اور اللہ نے اسے سچا اور پایا۔

گجرات میر و مجلس عام میں بیٹھا اور لوگوں کو اسے اذن دیا۔ کہنے والا اس اور اپنے ہمراہ کا ذکر چھیڑتا اور ان کی نشان میں بدگوئی کرتا اور انصورت کی تشنہ و سی حاصل کرنے کے لئے ان کا ذکر برائی کے ساتھ کرتا۔ المنصور نے اسے کشتی میں بیٹھا تھا اور اس کا رنگ سفید رہا تھا۔ حتیٰ کہ منفر میں حنظلہ الدرمی داخل ہوا۔ اس نے کھڑے ہو کر سلام کیا یہ کہ اسے امیر مینوں کا۔ اس نے آپ کے ان ہمراہ کی حق میں آپ کو اچھڑا دیا۔ اور جو کچھ انھوں نے آپ کے حق میں قہر کیا اسکو معاف کر دیا۔ یہ المنصور کے چلنے کا رنگ چمک اٹھا۔ دیا نہ ہو گیا اور وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے کہا: "اسے ابو خالد مرحوم" اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ بات اسکو کھش کرتی ہے اور وہ اسی کے قول کی شکل کہنے لگے۔

بعض کہتے ہیں: جب اس کے مانتے اور ہمراہ کا سفر رکھا گیا تو عمارتوں میں سے ایک نے ان کے چہرے پر تھوک دیا۔ المنصور نے حکم دیا اور اس کو قتل کر دیا۔ اس نے اس کا ٹوٹا ہوا سر اس کا منہ ٹوٹ گیا۔ وہ چٹا بنا رہا حتیٰ کہ یہ پیش ہو گیا پھر لوگ اس کی لاش کو کھینچ کر لے گئے اور اسے دروازے کے باہر پھینک دیا۔ کہا جاتا ہے: "المنصور کے ایک مدت بعد سفیان بن محاذیہ کو حواریہ کے پاس اس نے (خانہ سفیان کے) کہا: "فقد اعجب (معلوم نہیں) یہ ابن ابی علیہ کس طرح قتل کرتا ہے" ابوہریرہ: نحو الله عند ما فاسمہ ہوا۔

چند حوادث کا ذکر

اس سال حرک و زون نے باب الابواب میں خراج کیا اور امینیہ میں ملکہ کی ایک حاجت کثیر کو قتل کر دیا۔ اس سال لوگوں کے ساتھ اموی بن عبد اللہ بن الحارث بن اسلم نے حج کیا جو اس سال کا حاکم تھا۔ مدینہ مبارکہ پر عبد اللہ بن ابریح تھا۔ انکو مدینہ میں بنی ہاشم پر مسلط ہوا۔ اس سال - اور ہصرہ کی فضا پر - ابن ہصرہ - مصر پر یزید بن مہم۔

اس سال المنصور نے ملک بن الحسن کو المصلیٰ سے موزول کر کے اپنے بیٹے جعفر بن ابی جعفر المنصور کو مقرر کیا اور اس کے ساتھ حرب بن عبد اللہ کو بھیجا جو اس کے وکلاء تھا وہیں سے تھا اور یہ وہی ہے جس کی طرف بغداد میں الحواریہ منسوب ہے۔ اس نے المصلیٰ کے نیچے ایک قصر بنایا اور انہیں سکونت اختیار کی۔ وہ قصر آج تک قصر حرب کے نام سے معروف ہے۔ اسی میں زبیدہ بنت جعفر الرشیدی کی بیوی پیدا ہوئی۔ اس کے پاس آج کل ایک گاونوں کا بار ہے جو ہاری ملک تھا۔ پھر ہم نے وہاں حواریہ کیلئے ایک رہائش گاہ بنائی اور اس قریبے کو اس رہائش پر وقف کر دیا۔ اس کتاب کا بڑا احصاء ہے اس گھر تک جمع کیا گیا ہے جو اس قریبے میں ہے۔ اور وہ نہایت پاکیزہ اور حسین ملک ہے۔ اس قصر کے آثار وہاں اب تک باقی ہیں۔ سبحان من لا یزول ولا یتغیر ولا یتحول۔

اس سال محمد بن میر بن جبران نے وفات پائی۔ اور حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے وفات پائی۔ ان کی موت المنصور کی قید میں ہوئی۔ اس نے ان کو مدینہ مبارکہ میں پڑھایا تھا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، یہ محمد اور ابراہیم کے چچا تھے۔ اس سال عبدالملک بن ابی سلیمان الخزرجی اور یحییٰ بن اخطاش الذہری نے وفات پائی۔ ان کی عمر شریفی کی تھی۔ اور اس سال اسیل بن ابی خالد البلی اور یحییٰ بن الشہید مولیٰ الادونے جن کا کنیت ابوشہیر تھی، وفات پائی۔

پیر ۱۱۱۱ھ جل ہوا۔

المنصور کے بغداد کی طرف منتقل ہونے کا ذکر

اور

اسکی تعمیر کی کیفیت

اس سال جعفر بن المنصور مدینہ ابن سیر سے بغداد کی طرف منتقل ہو گیا اور اس کا

المنصور کے قواؤں بگلتا ب کی ایک جماعت کے منصوروں کے اور ان سے رتبہ الہامع کی سرفک پر کھلتے تھے۔ اسکے چاچا علی بن حسنی نے اپنے قصب کی بنا پر اس سے اجازت چاہی کہ باب الرجب سے اس کے قصب تک سواری پر جائے لیکن اس نے اجازت نہیں دی۔ اس نے کہا: "تو میں اپنے تئیں ایک آغوش جانور سمجھتا ہوں" پھر المنصور نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے دروازے الرجب سے طاقاؤ کی فسیلون تک نکلیں۔ پہلے بازار شہر ہی میں ہے۔ پھر ملک الروم کا سفیر آیا تو المنصور نے الرجب کو حکم دیا اور وہ سفیر کو گئے کر شہر میں پھرا۔ پھر المنصور نے اس سے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا اس نے کہا: "میں نے ایک عہدہ آواز دی نیچھی لیکن میں نے آپ کے دشمنوں کو بھی آپ کے ساتھ دیکھا۔ اور وہ بازار ہی لوگ میں ہر جب سفیر واپس گیا تو المنصور نے بازار دانوں کو اگر خج کی طرف نکلا دیا۔ بعض کہتے ہیں اس نے ان کو اسلئے نکالا کہ باہر کے لوگ راتوں کو اندر آتے اور وہاں غیب تجاری کرتے اور بسا اوقات ان میں جاسوس بھی ہوتے تھے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور ان لوگوں کو گھسٹ کر لے لیا تھا۔ جنہوں نے ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ خروج کیا تھا۔ ابو کریم بن عبداللہ قصب بغداد براہیم کی طرف میل رکھتے تھے۔ انہوں نے کھینوں کی ایک جماعت فراہم کی اور ان لوگوں نے المنصور پر شور و شش کی۔ المنصور نے ان کو شصتہ اکروا ہر ذکر کا کو پکڑ کر اٹھل کیا اور بازار ہی باہر نکلا دیئے۔ پھر اس سے نکالا والوں کی نسبت کہا گیا تو اس نے حکم دیا کہ ہر محلے میں ایک بقال رہے جو ترکیاری اور سرکہ بیچے۔ اس نے اسے چالیس ذراع چڑھے دیکھے شہر کی تعمیر و تہجد اور تہجد اور بازار اور فسیلون اور عہدہ توں اور دروازوں کی تعمیر پر چالیس لاکھ آٹھ سو تئیس دہم خرچ ہوئے۔ مسادوں میں سے ستر کی کو ایک قیراط چاندی پر سیاہ اور روز کاری کو دو عہدہ چاندی ملتی تھی تعمیر سے فارغ ہو کر اس نے اپنے قاتلوں سے حمایت کیا اور اس کے پاس ہر کچھ بجا تھا۔ ہر ایک کے ذمہ لگا کر اس سے وصول کر لیا۔ حتیٰ کہ خالد بن بصلت پر پندرہ دہم باقی بیچے تھے تو اسے قید کر دیا اور وہ اس سے وصول کر لئے۔

الاندلس میں اسلام کے خراج کا ذکر

اس مال الملک ابن منبیت ابی جسی افریقیہ سے تاجیہ الاندلس کے ایک شہر کی

عرف گیا اور وہاں سوار ہو کر پہنچا اور دولت عباسیہ کے لئے کھڑا ہوا اور المنصور کا خطبہ پڑھا۔ اس کی طرف ایک خلق کثیر جمع ہو گئی۔ امیر عبدالرحمن الاعرجی اس کی طرف نکلا۔ دونوں کی مٹ بھڑکٹ بھیلید کی نواہی میں ہوئی۔ پھر کئی دن تک وہ لڑتے رہے آخر الاملا اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی اور ان میں سے ساتھ ہزار آدمی سر کے جی کاظم آئے۔ اور الاملا بھی قتل ہوا۔ عبدالرحمن نے ایک تاج کو حکم دیا کہ اس کا سر اور اس کے شاہزادے صواب کے سر پر ان سے جائے اور پوشیدہ طور پر ان کو بازاروں میں ڈال دے۔ اس فیہ بھی لگیا۔ پھر ان میں سے بعض سر کے لئے جٹے گئے اور اس وقت پچھپے جب وہاں المنصور نمودار ہوا۔ اور ان سرول کے ساتھ ایک سیاہ علم تھا اور ایک خط تھا جو المنصور نے لکھا، کہ گھماتا تھا۔

متعدد حوادث کا ذکر

اُسی سال مسلم بن قتیبہ البصری سے سرزول کیا گیا۔ اس کے عزل کا سبب یہ تھا کہ المنصور نے اس کو لکھا تھا کہ اب ہاریم کے ساتھ عین لوگوں نے خروج کیا تھا ان سے کچھ بڑا اور ان کے تختستان پر باد کہ سے سلم نے کہا کہ میں کس چیز سے اتنا کروں۔ اب ان کا ٹوٹا سے ایک کچھ دول سے اب المنصور نے اس کی یہ بات نہ مان لی اور اسے سرزول کر کے محمد بن سلیمان کو عامل بنایا۔ اس نے البصری کو سزا دے کر بیٹا اور رابی مردان و مارحون بن فاک و بار عبداللہ بن زید اور دوسرے کو ڈھا دیئے۔

اس سال گرانی تھم پر صیفر بن خنظلہ بہر ان میں آیا۔ اسی کو عبد اللہ بن علی نے قتل کر دیا۔

اسی سال لوگوں کے ساتھ عبداللہ سب بن ابی ہاشم الامام سے حج کیا۔

اس سال ہشام بن عروہ بن الزہیر نے انتقال کیا۔ یحییٰ کہتے ہیں ان کو انتقال شہان مشرق میں ہوا۔ اور عرف الاعرابی اور فکدہ بن یحییٰ بن طلحہ بن خبیرہ بن اوتیبہ بن کوفی کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔

اسی سال صوائف پر بناوا مردم کی طرف مالک بن عبداللہ المنعم بھیجا گیا جو
مالک المنعم کہلاتا تھا، اور اہل طلیس میں سے تھا۔ اس نے بہت سی زمینیں حاصل کیں
اور واپس ہوا۔ جب دربار الحمد شہ سے پندرہ میل پر اس جگہ پہنچا جو الرجو کہلاتا تھا تو
وہاں تین دن قیام کر کے اس نے غنائم فروخت کیں اور غنیمت کے سپہاں تقسیم کئے۔
اس نے وہ الرجو اور ہجرت مالک کے نام سے موسوم ہو گیا۔
اس سال ابن السائب الکلبی صاحب نے ولایات پائی
پھر شہر داخل ہوا۔

ذکر قتل حرب بن عبداللہ

اس سال اشترخان الخوارزمی نے ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ سیفیہ
کے علاقے میں مسلمانوں پر حملہ کیا اور مسلمانوں اور اہل الذمہ میں سے ایک جماعت کثیر کو
بکڑے گیا اور یہ لوگ قلیس میں قتل کئے۔ حرب اس وقت المصل میں دو ہزار سپاہ
کے ساتھ ان خوارج کی وجہ سے جو الحجزیہ میں تھے، پڑا ہوا تھا۔ المنصور نے
ترکوں سے جنگ کرنے کیلئے جبرائیل بن یحییٰ اور حرب بن عبداللہ کو بھیجا۔ ترکوں نے
ان سے جنگ کی، جبرائیل نے شکست کھائی، حرب قتل ہوا، اور جبرائیل کے سپہاں
میں سے جماعت کثیر قتل ہوئی۔

ذکر بیعت المہدی و خلع عیسیٰ بن موسیٰ

اسی سال موسیٰ بن محمد بن علی ولایت ہمد سے الگ کیا گیا اور المہدی
محمد بن المنعم رکے نے ولایت ہمد کی بیعت لی گئی۔ اس سبب کے باب میں اختلاف
کیا گیا ہے جس کے باعث اس نے اپنے پیسے اس سے الگ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ
الستراح کے زمانے سے اب تک باہر ولایت ہمد و امارتہ اکثر پور ہوا تھا۔ جب المہدی
براہرہ اور المنصور نے اس کے لئے بیعت کا عزم کیا تو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ سے اس

باب میں گفتگوئی۔ وہ اسکی بڑی عزت کرتا تھا اور اسے اپنے سید سے ہاتھ پر بٹھاتا تھا۔ اور الہدی کو اپنے اگلے ہاتھ پر۔ جب المنصور نے اس سے اسباب میں کہا کہ وہ اپنے نہیں ولایت محمد سے الگ کر لے اور الہدی کو اپنے اوپر مقدمہ کر کے اس نے کہا کیا اور کہا "اے امیر المؤمنین! مجھ سے اور سلطانوں سے تعلق و لحاظ وغیرہ کے ساتھ جو تمہیں کھانا گنی نہیں ان کا کیا ہوا! قطع کی کوئی صورت نہیں ہے۔" المنصور اس سے بگڑ گیا۔ اور اس کا مرتبہ ایک مذہب گھٹا دیا۔ اب وہ الہدی کے لئے اس سے پہلے اذن دیتا اور اس کو عیسیٰ کی جگہ اپنی سید ہی جانب بٹھاتا تھا۔ عیسیٰ کو اذن دیا جاتا اور وہ داخل ہو کر الہدی کے کچھلو میں بیٹھ جاتا اور المنصور کے بائیں ہاتھ پر بیٹھتا۔ المنصور اس سے اور غصناک ہوا۔ پھر وہ پہلے الہدی کو اور پھر اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو اور پھر عبداللہ بن علی کو اور ان سب کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو اجازت دینے لگا۔ کبھی ان میں سے کسی کو مقدمہ منور بھی کر دیتا مگر ہر حال میں اذن کی اجازت الہدی ہی سے کرتا۔ عیسیٰ نے خیال کیا کہ وہ ان کو اذن میں جو مقدمہ کرتا ہے تو یہ ان سے کسی حاجت کی بنا پر ہے۔ عیسیٰ حاضر شد تھا اور کوئی شکایت نہیں کرتا تھا۔ سید عیسیٰ کا داخل اس سے بھی زیادہ بڑھ گیا۔ وہ اپنی مجلس میں بیٹھا ہوتا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بیٹا بیٹھتا اور وہ بیٹوں کی جڑیں کر کے کی آواز سناتا اور اس پر ہنسی فرمادی جاتی۔ اور وجہ سے کہ کوئی بیٹوں کو کہتا کہ "مگر ایک طرف سے کہو دانا سے تاکہ وہ اس سے متوجہ نہ کرے" اور اس کے بیٹوں میں سے جو کوئی ہوتا اسے جانے سے مل جانے کا حکم دیتا اور وہ نماز پڑھنے لکھتا اور جاتا۔ پھر عیسیٰ کو داخل ہونے کی اجازت دی جاتی اور وہ اسی منیت میں داخل ہوتا کہ کئی برس کے مراد اس کے بہنوں پر ہوتی اور وہ اس کو نہ جھاڑتا۔ المنصور اس سے کہتا "اے عیسیٰ! میں نے اس کو بھی خبردار کیا اور وہی میں بھی یہی سنتی ہوں کہ کوئی نہیں آتا ہے کیا یہ سب مرتکب کی مٹی ہے؟" وہ جواب دیتا "اے امیر المؤمنین! یہاں بھی خیال کرتا ہوں" اور کچھ شکایت نہ کرتا۔ المنصور اس کے پاس اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو اس باب میں بھیجتا اور عیسیٰ بن موسیٰ اسکی کوئی عزت نہ کرتا اور اسے تنہم کرتا تھا۔ پھر کہ جاتا ہے کہ المنصور نے حکم دیا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی ایسی

چیز باقی ماندے جو اس کو پاک کر دے۔ اس نے اپنے پیٹ میں پانی مٹوس کیا اور اپنے گھر کو نہ جانے کی اجازت مانگی۔ المنصور نے اسے اجازت دی وہ اس کے اثر سے بیمار ہو گیا۔ اس کا مرض بڑھ گیا۔ پھر اسے آرام ہو گیا۔ عیسیٰ بن علی نے المنصور سے کہا کہ میں ہوس اور حمل اپنے بیٹے کو بخشی گئے یعنی غفلت چاہتا ہے۔ اور میں کا بیٹا ہی اس کو نفع کرتا ہے۔ المنصور نے اس سے کہا کہ تو اسے خوف دلاؤ زہد ہو کر عیسیٰ بن علی نے اس سے اس باب میں گفتگو کی اور اسے خوف زدہ کیا۔ سوئی بن عیسیٰ۔ اور گیا اور عباس بن محمد کے پاس آیا اور اس سے کہا چچا! میں دیکھتا ہوں کہ میرا باپ اس امر کو اپنی گردن سے لٹکانے پر کس طرح مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس کو طرح طرح کی دزتیں دی جا رہی ہیں۔ کبھی اس کو قہر کی باتیں کہتی ہیں کہ ان دنوں موخر کیا جاتا ہے۔ کبھی اس پر وہاں توڑی جاتی ہیں اور کبھی اس کو مدح کے سے مارنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن میرا باپ ان باتوں سے نہیں بچتا اور وہ کبھی نہیں مانے گا۔ لیکن ایک موثر ہے جس سے وہ مان جائے گا۔ اس نے کہا: وہ کیا؟ اس نے جواب دیا: وہ یہ ہے کہ امیر المومنین اس کی طرف منوجہ ہوں جبکہ میں موجود ہوں۔ اور اس سے کہیں میں جاتا ہوں کہ تو اس ام میں اپنی ذات کے سنے شکل نہیں کر رہا ہے۔ کیوں کہ تو سن بیدار ہے اور اس میں تیری موت چھ روز نہیں ہو سکتی کہ اپنے بیٹے کے لئے بھل کر رہا ہے۔ تو کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرے بعد تیرے بیٹے کو زندہ چھوڑ دوں گا کہ وہ میرے بیٹے کی بجائے دیکھد ہو۔ سرگز نہیں، واللہ یہ کبھی نہیں ہو گا۔ میں تیری آنکھوں کے سامنے تیرے بیٹے کا کام تمام کر دوں گا حتیٰ کہ وہ اس سے دیوس ہو جائے۔ اگر اس نے غصہ کیا تو شاید وہ اس بات کو قبول کر لے جو اس سے مطلوب ہے۔ عباس المنصور کے پاس آیا اور اسے اس بات کی خبر دی۔ جب سب لوگ اسکے پاس جمع ہوئے تو المنصور نے یہ بات کہی۔ عیسیٰ بن علی اس وقت حاضر تھا۔ وہ بیٹا بکوائے کے لئے اٹھا عیسیٰ بن محمد نے اپنے بیٹے کو ہسی سے کہا کہ اسکے ساتھ ہائے اور اسکے کپڑے سنبھالے۔ وہ اس کے ساتھ چلا گیا۔ عیسیٰ بن علی نے اس سے کہا: میرا باپ حجہ پر اور حیر سے بیٹے پر قربان ہو۔ واللہ میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس امر میں کوئی جملہ فی ہیں ہے۔ یقیناً تم دونوں اسکے زیادہ خدا پرستین اس شخص کو جس چیز کی جلدی ہو رہی ہے۔

ہس نے یہ فرما دیا کہ وہ جاتا ہے۔ موسیٰ نے کہا: واللہ میں اس سے راز رکھتا ہوں۔ اگر وہ میرے باپ کے ساتھ عدالت کرے گا تو میں اس کو قتل کر دوں گا۔ جب دونوں واپس ہوئے تو موسیٰ نے اپنے باپ سے چلکے سے یہ بات کہی اور اس سے اجازت مانگی کہ اس نے جو کچھ سنا ہے المنصور سے کہہ دے۔ اسکے باپ نے کہا: یہی ایک راز ہے اور ایک عہد ہے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ تیرا چچا تجھ پر اعتبار کر کے تجھ سے خفیہ ایک بات کہے اور تو اس بات کو اس کے لئے نصیحت نہ کر دے۔ یہ بات تجھ سے کہی گئی تھی نہ سننے پائے۔ اپنی جگہ بیٹھ جا۔ جب وہ اپنی جگہ کی طرف چلا تو المنصور نے الربیع کو حکم دیا اور وہ اٹھ کر موسیٰ کی طرف گیا اور اپنے رزقوں سے اس کو کھانا کھانے لگا۔ موسیٰ بیٹھنے لگا کہ اللہ اللہ! میری جان بچا کیے اسے امیر المؤمنین عیسیٰ کو کیا پروا ہے اگر آپ مجھے قتل کر دیں، اسکے توہمت سے بیٹھے ہیں اور المنصور بیکتا تھا کہ اسے سچا ہلکی جان نکال دے۔ اور الربیع ایسا ظالم کرنا تھا کہ گویا وہ ہس کو مار ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ ہس کے ساتھ نہ رہی کہ رہا ہے۔ اور موسیٰ بیٹھنے جا رہا تھا جب یہ بات ہس کے باپ نے ہو گئی تو کہا: واللہ سے امیر المؤمنین مجھے خیال نہ تھا کہ آپ اس بات کو یہاں تک پہنچا دیں گے۔ اب آپ اس کو چھوڑ دیجئے۔ میں آپ کہہ گا کہ تمہاری میری خورتوں پر طلاق ہے۔ اور میرے نام اور خچہ میری ملک ہے اللہ کے رکھنے میں اللہ ہے آپ اسکو جس کام میں چاہیں خارج کر دیں۔ اسے امیر المؤمنین! یہ میرا تمہارا عہد ہی کی رحمت کیلئے موجود ہے۔ اس نے اللہ ہی کے لئے بیعت کر لی اور عیسیٰ بن موسیٰ اللہ ہی کے بلکہ دیا گیا۔ اس پر بعض اہل الکوفہ نے کہا: یہ وہ ہے جو پہلے کل تھا اور اب پرہل ہو گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ المنصور نے نوح مقدس کی اور دو لوگ عیسیٰ بن موسیٰ کو ایسی باتیں سناتے تھے جو اس کو بری معلوم ہوتی تھیں۔ ہس نے ان لوگوں کے اس فعل کی شکایت کی۔ المنصور نے ان کو اس سے منع کر دیا۔ لیکن وہ اس سے باز آ جاتے اور پھر وہی کرنے لگتے۔

پھر ان دونوں کے درمیان خط کتابت ہوئی جس سے المنصور اور غزنویک ہو گیا اور نوح والے پہلے سے بھی زیادہ سخت باتیں کرنے لگے۔ ان میں امجد بن مہر بن

اور عقبہ بن مسلم اور نعیم بن حباب بن عبد اللہ وغیرہ تھے۔ وہ اس کے پاس لوگوں کو جاننے سے روکے اور اسکو باتیں سنانے نہ تھے۔ اس نے المنصور سے اس کی نفایت کی۔ اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! مجھے ان سے تیری جان کا اور اپنی جان کا خوف ہے۔ کیونکہ وہ اس لڑکے (ابہدی) کو پسند کرتے ہیں۔ اگر تو نے اس کو اپنے اوپر مقدم کر دیا تو دروازہ آجائیں گے اور المنصور نے یہ بات مان لی۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور نے خالد بن برمک سے اس باب پر مشورہ لیا اور اس کو عینی کے پاس بھیجا۔ وہ اپنے ساتھ المنصور کے شیعہ میں سے قیس بڑے بڑے آدمیوں کو جو وہ پسند کرتا تھا لے گیا۔ اور عینی سے بیعت کے معاملے میں اس نے گفتگو کی۔ لیکن وہ نہ ہوا۔ یہ لوگ المنصور کے پاس واپس آئے۔ اور سب نے عینی کے متعلق گواہی دی کہ وہ ولایت عہد سے دست بردار ہو گیا ہے۔ اس طرح وہ نے ابہدی کے لئے بیعت لے لی۔ پھر عینی آیا اور اس نے اس بات سے انکار کیا۔ لیکن اس نے عینی کی بات نہ سنی۔ اور خالد کا اصلی کارگزاری بیکسر یہ ادا کیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور نے اس سے یہ دست برداری ایک مال کے عوض خرید لی تھی جس کی مقدار ایک کروڑ ستر لاکھ درہم تھی۔ اس کیلئے اور اس کی اولاد کیلئے اور اس نے خود اپنے اور دست برداری کی گواہی دی۔ اگرچہ عینی بن قسطلی کی مدت ولایت تیرہ سال تھی۔ المنصور نے اس کو سزا کر دیا۔ اور محمد بن سلیمان بن علی کو اس کا عامل بنایا تاکہ عینی کو فریت دے اور اس کا استغفار کرے۔ لیکن اس نے یہ نہ کیا۔ اور ہمیشہ اس کی عزت و تعظیم کرتا رہا۔

عبد بن علی کی موت کا ذکر

جب عینی بن قسطلی دست بردار ہو گیا تو المنصور نے اس کو اپنے پاس بلا دیا اور اپنے پیرا عبد اللہ بن علی کو اس کے سپرد کیا اور اسے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دے اور اس سے کہا: خلافت ابہدی کچھ بدمذہب ہے اس لئے اس کی آواز اسکی گردن مار دے۔ خبردار نہیں

کمزوری نہ دکھائی ہو۔ ورنہ تیر سے اس امر کو چکاڑ دے گا جس کی میں نے تمہیں کہا ہے۔
 پھر وہ ہلکے چلا گیا۔ اور رستے سے عیسیٰؑ کو لکھ کر دریافت کیا کہ اس کام میں جس کا میں نے
 حکم دیا تھا اس نے کیا کیا؟ جواب میں عیسیٰؑ نے لکھا کہ آپ نے جو حکم دیا تھا وہ میں نے نافذ
 کر دیا۔ المنصور کو شک نہ ہوا کہ اس نے عبد اللہ کو قتل کر دیا۔ لیکن عیسیٰؑ نے جب
 عبد اللہ کو المنصور کے پاس سے لے لیا تو اپنے کاتب یا بنی بن فردہ کو بلایا اور اس کو اس
 سزا کی خبر دی۔ اس نے کہا: وہ چاہتا ہے کہ تو اسے قتل کر دے۔ پھر وہ مجھے
 قتل کر دے کیوں کہ اس نے مجھے اس کے قتل کا پرخندہ حکم دیا ہے۔ بعد میں وہ بخیمہ
 پر علائقہ اس کا دعویٰ کرے گا۔ تو اسے قتل نہ کر اور نہ اسے خفیہ طور پر المنصور کو اس
 کے۔ بلکہ اس کا معاملہ منیٰ رکھ۔ عیسیٰؑ نے یہی کیا۔ جب المنصور واپس آیا تو اس نے اپنے
 چچاؤں پر ایک ایسے شخص کو مقرر کیا جو انہیں اپنے بھائی عبد اللہ بن علی کی سفارش
 پر آمادہ کرے، انہوں نے یہی کیا اور اس کی سفارش کی۔ المنصور نے ان کی سفارش قبول
 کی اور عیسیٰؑ سے کہا: میں نے اپنے اور تیر سے چچا عبد اللہ کو تیر سے پیر دیا تھا اگر وہ
 تیر سے گھر میں رہے۔ اب تیر سے چچاؤں نے مجھ سے اس کی نسبت سفارش کی ہے۔
 اور میں نے اس کو صاف کر دیا ہے تو تیر سے پاس اس کو لاؤ۔ اس نے جواب دیا: اسے
 امیر المومنین! کیا آپ نے مجھے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا؟ میں نے تو اس کو قتل کر دیا
 المنصور نے کہا: میں نے تجھے حکم نہیں دیا۔ اس نے کہا: میں نے اپنے مجھے حکم دیا تھا۔
 المنصور نے کہا: میں نے تو تجھے اس کو قید میں رکھنے کا حکم دیا تھا تو جھوٹا کہتا ہے۔
 پھر المنصور نے اپنے چچاؤں سے کہا: اس نے تمہارے سامنے تمہارے بھائی کے
 قتل کا اقرار کیا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ اس کو ہمارے پیر و کردہ بیٹے کے چچا سے
 عبد اللہ کے قصاص میں قتل کر دیں۔ المنصور نے اسے ان کے پیر و کر دیا۔ وہ اسے
 لکھنؤ کی طرف ہلکے لوگ جمع ہوئے۔ بات مشہور ہو گئی اور ان میں سے ایک
 ایسے قتل کیلئے گھڑا ہوا گیا۔ عیسیٰؑ نے کہا: کیا تو ایسا کرتے والا ہے؟ اس نے کہا: ہاں
 کی قسم ہاں۔ عیسیٰؑ نے کہا: مجھے امیر المومنین کے پاس واپس لے جاؤ۔ وہ ایسے ایسا
 لے گئے۔ اس نے المنصور سے کہا: آپ نے چچا کو اسے قتل کر کے مجھے قتل کر دیا۔
 یہ آپ کا چچا زندہ موجود ہے۔ المنصور نے کہا: اسے ہمارے پاس لاؤ۔ بلاؤ۔

کوہس کے پاس لایا۔ المنصور نے کہا: میں اسکا بیٹی لگا ہوں گے مائے دکھوں گا۔ پھر دو روگ چھ گئے۔ المنصور نے حکم سے عبداللہ ایک ایسے کمرے میں رکھا گیا جہاں تک پہنچا۔ جس کی بنیاد میں پانی جمع کر دیا گیا اور کمرہ اس پر ڈھک دیا گیا۔ اس کو اب انعام کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ وہ پہلا شخص تھا جو انہیں دفن کیا گیا۔ اس کی عمر اسی برس کی تھی۔

کہا جاتا ہے: المنصور ایک دن سربراہ اور اس کے ساتھ ابن عباس مشفق تھا المنصور نے اس سے کہا: کیا قرآن میں خلفاء کا نام جانتا ہے جن کے نام عین پر ہیں۔ اور انہوں نے عین حرا ج کو قتل کیا ہے جن کے نام عین سے شہر و معہ ہوتے ہیں۔ اس نے جواب دیا: میں نہیں جانتا۔ البتہ حوام کہتے ہیں کہ علی نے عثمان کو قتل کیا مگر وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اور عبدالملک نے عبدالرحمن بن الاشعث کو اور عبداللہ بن الزبیر نے عمرو بن سید کو قتل کیا۔ اور عبداللہ بن علی پر گھر کوڑا۔ المنصور نے کہا: اگر وہ اس پر گزرا تو میرا کیا گناہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ کو قتل کیا ہے۔ اسکا یہ قول کہ ابن الزبیر نے عمرو بن سید کو قتل کیا، سچ نہیں ہے، اس کو عبدالملک نے قتل کیا۔

عباس بن ابی اسود شین مجہد

پندرہواں واقعہ کا ذکر

اس سال المنصور نے اپنے بھائی ابوالعباس السفاح کے بیٹے محمد کو ابصرہ کا دار لایا۔ پھر اس نے استغنیٰ دیا۔ اور المنصور نے قبول کر لیا۔ اور وہ بغداد واپس آ گیا۔ ابصرہ میں خلیفہ بن ساد کو اپنا قائم مقام بنایا اور المنصور نے اسی کو برقرار رکھا۔ جب وہ بغداد واپس آیا تو وہاں مر گیا۔ اس سال لوگوں کے ساتھ المنصور نے حج کیا۔ کھار و الطائف پر اس کا مال ہوا۔ کچا عبداللہ بن علی تھا۔ وہ نہ بگاڑا کہ اس کا دار الی جعفر بن سیدان، اور مصر پر میر بن مامر الجلیلی تھا۔

حسان الرثہ کی طرف گئی اور وہاں سے سمندر کی طرف اور پھر اند کی طرف گیا۔ خوارج
اہل حسان السمریہ داخل ہوئے اور ان کو دعوت دیتے تھے۔ حسان نے ان سے
امان نامہ لائی کہ وہ ان کے پاس آئے۔ لیکن انھوں نے اس کی درخواست قبول نہیں
کی۔ اور وہ الموصل کی طرف واپس گیا۔ العفرہ و بارہ اس کے خفاہ بن گیا، حسن بن
صالح بن حسان ابجدانی اور بلال یقسی بھی اس کے ساتھ تھے۔ ان کی مٹ بھڑ مٹی
العیقہ شکست کھا کر بھاگ گیا، حسن بن صالح اور بلال گرفتار ہوئے۔ حسان نے بلال
کو قتل کر دیا اور حسن کو زندہ رکھا۔ چونکہ وہ وہاں کا تھا۔ اس بنا پر اس کے بعض صحابہ
اس سے جدا ہو گئے۔ اس حسان نے خوارج کی رائے اپنے ناموں حنظل بن اہم سے
افذ کی تھی۔ جو خوارج کے علماء و قضاہ میں سے تھا۔ جب المنصور کو حسان کے خوارج
کی خبر ہوئی تو اس نے کہا: خارجی اور یہاں کا؟ لوگوں نے کہا: وہ حنظل بن اہم کا
خواہر زاد ہے۔ المنصور نے کہا: کیا وہاں سے؟ المنصور نے اس پر غصہ کیا کہ
یہاں والے عمر اعلیٰ (علیہ السلام) کے خلیفہ ہیں۔ المنصور نے الموصل کی طرف نہیں
بھیجے اور وہاں کے باشندوں کی خبر لینے کا عزم کر لیا اور ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ اور
ابن شہرہ کو بلایا، اور ان سے کہا: اہل الموصل نے مجھ سے شہرہ کی تھی کہ وہ مجھ پر خروج
نہیں کریں گے۔ اور اگر انھوں نے ایسا کیا تو ان کے خون اور ان کے اہل قتل ہیں
اب انھوں نے خروج کیا ہے۔ ابو حنیفہ خاموش رہا ہے۔ اور یہ دونوں بولے: آپ کی
رعیت میں اگر آپ ان کو معاف کر دیں تو آپ اس کے اہل ہیں۔ اور اگر آپ نے ان کو
سزا دی تو وہ اس چیز کی بنا پر ہو گی جس کے وہ مستحق ہیں۔ المنصور نے ابو حنیفہ سے کہا
اسے بھیج: میں دیکھتا ہوں کہ تم خاموش ہو۔ انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین!
انھوں نے آپ کے لئے اس چیز کو مباح کر دیا جس کے وہ اکابر نہیں ہیں۔ آپ کا کیا
خیال ہے اگر کوئی عدوت اپنی فرج بغیر عقد نکاح و لکھ میں مباح کر دے تو کیا بائز
ہو گا کہ آپ اس سے مدعی کریں؟ اس نے کہا: جہیں۔ اور وہ اہل الموصل سے باز
آگیا۔ اور ابو حنیفہ اور ان کے دونوں مسائمتھوں کو ان کو قسم دیا پس
کر دیا۔

خالد بن برمک کو عامل بنانا کا ذکر

بیس سال المنصور نے ابوہریرہ کو عامل بنایا۔ اس کا سبب یہاں
 کہ اسکو خیر بنی کو عامل کی ولایت میں لکرا دیا گیا تھا۔ اس نے فساد برپا کیا۔
 المنصور نے کہا: اس کیلئے کون ہے؟ لوگوں نے کہا: اس سبب بن زبیر۔ لیکن خالد بن
 عمر نے خالد بن برمک کے لئے مشورہ دیا اور المنصور نے اسکو والی بنایا۔ ابوہریرہ
 اس نے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ منصفوں کو منصف کیا۔ اور ان کو فساد سے
 روک دیا۔ اور اس شہر کے ساتھ اس کے احسان کے باوجود ان پر اسکی سختی کی بہت
 پیروی تھی۔ وہیں الفضل بن یحییٰ بن خالد بن برمک ۴۳ ذی الحجہ کو ہر شہید بن احمد کی
 پیدائش تھی۔ الفضل پیدا ہوا۔ ہر شہید کی ماں خیرہ تھی۔ اسکو اپنے بیٹے کا دودھ
 پلایا۔ اس طرح الفضل بن یحییٰ ہر شہید کا دودھ شریک بھائی ہوا۔ اسی سے اسکی
 سلسلہ نکلتا ہے۔

۱۔ طبع الفضل والخليفة هارون: من رضى عنى لبان خيرا النساء
 الفضل اور خليفة ہارون بہترین عورت کا دودھ پینے والے ہوتے

۲۔ ابوہریرہ بن برمک کہتا ہے:۔
 قال لا شيء افضل من اخلاقه خدمته بشدتي والخليفة وليه
 بہتر نہ ہے یہ افضل کافی ہے کہ سب سے افضل حرۃ کے ایک چماتی سے
 چمکے دودھ پلایا اور ایک سے خلیفہ کو۔

الاعلیٰ بن سالم کی ولایت افریقیہ کا ذکر

جب المنصور کو افریقیہ سے محمد بن الاشعث کے خروج کی خبر پہنچی تو اس نے الاعلیٰ
 بن سالم بن قتال بن خفاجہ افریقیہ کو ولایت افریقیہ کا فرمان بھیج دیا۔ یہ الاعلیٰ ان
 لوگوں میں سے تھا جو ابوسلمہ الخراسانی کے ساتھ اسٹھے تھے۔ یہ محمد بن الاشعث کے ساتھ

ہر قبیلہ یا قحطیاء جب اس کے پاس فرمان میں یا خود جلاوی یا خود مستلہ میں تھے ان گیا۔
 اس نے ہر قبیلہ یا قحطیاء میں سے ایک جماعت کو نکال دیا۔ اور وہ لوگ کوہ طبرستان کو پہنچا اور قحطیاء
 نے ہر ایک جماعت کے لئے کے ساتھ اس پر خراج کیا۔ الاغلب اس کی طرف گیا اور قحطیاء
 نے جنگ جھگڑا کیا۔ اور الاغلب فتح کے مقصد سے آیا۔ لیکن قحطیاء والوں کو یہ سفر
 آوار تھا۔ انھوں نے اسکو پس کیا اور اسکو چھوڑ کر قحطیاء والے آگئے اور اس کے ساتھ ایک
 قبیلہ جماعت کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ اس وقت حسن بن حرب قحطیاء کی قحطیاء
 میں تھا۔ اس نے قحطیاء والوں سے جنگ کا بت کی اور ان کو اپنی طرف دعوت دی۔
 انھوں نے اسکی دعوت قبول کی۔ اور جلاحتی کہ قحطیاء میں انھوں نے جنگ جھگڑا کیا۔
 اس سے کوئی روکنے والا نہ رہا۔ یہ خبر الاغلب کوئی قحطیاء و قحطیاء سے لپٹا۔ اس کے ساتھ
 میں سے بعض نے کہا یہ مناسب نہیں ہے کہ تو اس میں جماعت کے ساتھ دشمن کے
 مقابلے کے لئے جائے۔ مناسب یہ ہے کہ تو قحطیاء کی طرف نہ جائے۔ اس صورت میں
 اکثر وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں تیرے پاس آجائیں گے۔ کیوں کہ وہ تو صرف قحطیاء
 سے ناراض تھے۔ نہ کسی اور بات سے۔ جب تو ان سے قحطیاء کے لئے اپنے دشمن
 سے جنگ ہوئی۔ اس نے جی کیا۔ اس کی سمیت کثیر قحطیاء و حسن بن حرب کی
 طرف گیا۔ سمیت جنگ ہوئی۔ حسن شکست کھا کر ہجرت کا اور اس کے صحابہ ہیں سے
 کثیر جماعت سمیت رہی حسن جلاوی یا قحطیاء میں قحطیاء گیا۔ الاغلب
 قحطیاء میں داخل ہو گیا۔ پھر حسن نے وہ بار و جماعت قحطیاء کی جس کی تعداد بہت
 زیادہ تھی اور اس نے الاغلب کو قحطیاء الاغلب قحطیاء سے اپنی طرف لکھا۔ وہوں
 کی سمیت سمیت ہوئی۔ جنگ ہوئی۔ الاغلب کے ایک تیر لگا۔ وہ قحطیاء ہوئے لیکن اس کے
 ساتھ تھے۔ الحادق بن قحطیاء کا سردار بنا اور الحادق نے حسن کو جنگ
 الحادق الاغلب کے سپرد کیا۔ اور اسے شکست دی۔ وہ سمیت کو قحطیاء
 مستلہ میں قحطیاء گیا۔ وصال میں الحادق و قحطیاء کا والی بنا گیا۔ اس نے
 حسن کی طلب میں قحطیاء میں حسن قحطیاء کے لئے لکھا کہ اس کی طرف گیا اور وہاں
 رہا و قحطیاء رہا۔ پھر قحطیاء کی طرف رہا لیکن وہاں جو قحطیاء رہا اس کے
 مقابلے پہنچی اور اس سے اسکو قحطیاء کر دیا۔

بعض کہتے ہیں: حسن الغلب کے قتل کے بعد ہی قتل کر دیا گیا کیوں کہ ان کا غلبہ
کے اصحاب اس کے قتل کے بعد معرکہ میں جے رہے۔ حسن بن حرب مارا گیا اور اس کے ساتھی
شکست کھا کر بھاگ گئے۔ حسن کو قتل کیا گیا اور ان کا غلبہ کو دفن کیا گیا۔ اور اسے
شہید سے موسوم کیا گیا۔ یہ جنگ شہان مشعلہ میں ہوئی۔

الاندلس کے فتنوں کا ذکر

اس سال سید اسمعیل المعروف بالمطری نے الاندلس کے شہر لید میں خروج
کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن وہ شہر میں تھا۔ اس نے ان بیانیوں کو یاد کیا جو اسے
اصحاب میں سے علماء کے ساتھ کام آئے تھے۔ اور ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔
اس نے ایک علم با ندھ دیا۔ جب نقشہ فرما دیا۔ اور اس نے علم منہ معاہدہ کیا تو
اسکے باب میں سوال کیا۔ اسے اس کی خبر دی گئی۔ اس نے ارادہ کیا کہ اسے لکھ دے۔
پھر کہا: یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ایک علم با ندھوں اور پھر اسے بغیر کچھ کئے لکھ دوں۔
اور مخالفت شروع کر دی۔ یہاں تک کہ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس نے اسٹیبل کے قاعدہ
کیا اور اس پر قاضی ہو گیا۔ اس کی جمیعت بڑھ گئی۔ پھر عبدالرحمن صاحب الاندلس
اپنی زوجوں کے ساتھ اس کی طرف بھیجا۔ المطری گیا اور بیع الاول کو قلعہ عراق میں بند
ہو گیا۔ عبدالرحمن نے وہاں اس کو محصور کر لیا اور اسے تنگ کر لیا اور مخالفتوں کو
اس جنگ پہنچنے سے روک دیا۔ غیاث بن علقمہ الغنوی نے مخالفت میں اس سے
اتفاق کیا تھا۔ اور وہ شہر شندونہ میں تھا۔ وہاں یہاں میں سے ایک جماعت اس
سے مل گئی تھی جو المطری کی امداد کا ارادہ رکھتے تھے۔ اور ان کی تعداد کثیر تھی۔ جب
عبدالرحمن نے یہ حال سنا تو اس نے ان کی طرف اپنے غلام ہر کو ایک فوج کے ساتھ
بھیجا اور وہ المطری تک ان کے سینے میں داخل ہو گیا۔ المطری پر حصار طویل ہو گیا
اور قتل سے اس کے آدمی کم رہ گئے۔ اور ان میں سے بعض اس سے الگ ہو گئے۔
آخر ایک دن وہ قلعے سے نکلا، جنگ کی اور مارا گیا۔ اور اس کا سر عبدالرحمن کے
پاس لایا گیا۔ اہل قلعہ نے اپنے اوپر حلیف بنادیا اور ان کو سر دہرایا اور ان پر ایک فت

(سیدان زمین بعد پھر یا پھر او کے ساتھ) حمیر کا ایک قبیلہ ہے)

پھر سلسلہ داخل ہوا۔

اس سال عباس بن محمد انصاری نے پادشاه الروم گیا۔ اس کے ساتھ حسن بن قسطنطین اور محمد بن کاشمش تھا۔ محمد رشتے میں ہو گیا۔ اس سال منصور نے بغداد کی تحصیل اور اس کی خندق کی تعمیر پوری کی۔ اور اس کے تمام کاموں سے فارغ ہو گیا (اس کے بعد اوہ حدیثت الاول کی طرف گیا اور واپس آیا۔

لوگوں کے ساتھ حج محمد بن ابوالہجیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے کیا۔

اس سال عبداللہ بن علی کہ سے 'بقول بعض' معزول کیا گیا اور محمد بن ابوالہجیم مائل بنایا گیا۔

مائل امصار و دی رہے جن کا ذکر اوپر کر چکا ہے 'سوا کہ وہ اٹلی کے مائل کے۔

اس سال عبدالرحمن صاحب الائمہ نے اپنے غلام پر کہ دشمن کے ملک پر جنگ کے لئے بھیجا 'وہ وہاں داخل ہوا اور اس سے جزیہ لیا۔ اور انصاری حنی بن کعبی اشیلیہ پر تھا۔ پھر بس نے اور انصاری کو معزول کر دیا 'اس نے لوگوں کو مخالفت کی دعوت دی۔ عبدالرحمن نے اس کو روک کے اسے اپنے پاس بلایا اور جب وہ آیا تو اسے قتل کر دیا۔

اس سال سلم بن قتیبة البانی نے اس سے میں وفات پائی۔ یہ مشہور و عظیم شخص تھے۔ اور بس بن الحسن 'ابو الحسن القیسی البصری نے وفات پائی اور عیسیٰ بن عمر غفلی البصری مشہور نے وفات پائی 'عیسیٰ نے اسی شہر بغداد کی تھی اور اس میں اس کی ایک تصنیف ہے۔

پھر سلسلہ داخل ہوا

ذکر خروج استاد مس

اس سال استاد مس نے دل پر آواز دیا نہیں و جمہورستان و مصر، ان پر اسکی ایک جمہور کے ساتھ خروج کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ میں لاکھ جنگ آزمائے تھے۔ یہ عہد خراسان پر غالب ہو گئے۔ استاد مس پٹانفی کہہ سکی اور اس کے والدین کی سمجھ بھونے، الاجمہ لغزہ المردوئی، المردوؤں کے ساتھ اس کے تیار کر لکھا، اور اس سے شہر جنگ کی جس میں الایٹیم، الایٹیم، الایٹیم کے اصحاب کثرت قتل ہوئے۔ متعدد افراد بھگت گئے، قریب میں ساداتین سلم اور چترائیل بن علی اور ساداتین عمرو اور ابو النجم، ہجستانی اور دائود بن کرار تھے۔ المنصور اس وقت اعرافان میں تھا۔ اس نے خازن بن خویہ کو المہدیٰ کے پاس بھیجا۔ المہدیٰ نے، سے استاد مس سے جنگ کے لئے مامور کیا۔ خازن اس کے ساتھ گئے۔ خازن روانہ ہوا اور اس نے اپنے ساتھ شکست خوردہ لوگوں کو لیا اور ان کو لوگوں کے پیچھے رکھا۔ اس طرح اس نے اپنے ساتھیوں کی تعداد بڑھائی اس کے ساتھ اس طبقہ کے لوگوں میں سے بائیس ہزار آدمی تھے۔ اس نے ان میں سے چھ ہزار منتخب کئے۔ اور ان میں ان بارہ ہزار منتخب لوگوں کے ساتھ قادیان میں کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں میں جو منتخب کئے گئے بکنار بن سلم بھی تھا۔ سہم، اس نے جنگ کے لئے تیار کیا اور الایٹیم بن شعیب بن ظہیر کو اپنے میمنہ پر اور تھار بن حفص بن مسی کو میسرہ پر اور بکنار بن سلم، عقبی کو مقدمہ پر مقرر کیا۔ اس کا علم وزیر خزان کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے لوگوں کے ساتھ کر لیا اور ان کو دھوکہ دیا جو ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک خندق سے دوسری خندق کی طرف پھرتا۔ ہاتھی کہ ان کو خوب ہکا دیا۔ اور ان کا بیشتر حصہ پیدل تھا۔ پھر خازن ایک مقام کی طرف گیا اور اپنے اوپر اور اپنے تمام اصحاب پر خندق کو دھکی اور اس کے چار دروازہ رکھے اور ہر دروازہ پر اپنے منتخب آدمیوں میں سے ایک ہزار آدمی مقرر کئے۔ استاد مس کے اصحاب آئے اور ان کے ساتھ پھاوڑ سے اور المہدیٰ اور کوڑا تھا تاکہ خندق پائیدیں۔ اور خندق پر اس دروازہ سے آئے جس پر بکنار بن سلم تھا۔ اس نے بکنار کے آدمیوں پر

حمید کیا اور ان کو مار ڈالا۔ یہ دیکھ کر بکارت نے اپنے تئیں بھیجے اور تھوڑے دنوں میں واپس آئے اور اپنے اصحاب سے کہا: مسلمانوں پر ہماری طرف سے کوئی نہ آنے پائے۔ اس کے خاتمہ میں اور قیام کے کئی دنوں میں اس آدمی نے قہر زوں پر سے اتر چکے اور انھوں نے ان سے جنگ کی تھی لیکن ان کو اپنے دروازہ سے دھکیل دیا۔ پھر اس دروازہ پر جس پر نوازہ تھا ایک شخص نوازہ میں کے اصحاب میں سے تھا وہ بہتان کا رہنے والا تھا اور اس کا نام احمد بن محمد اور وہی تھا جو ان کے امور کی خبر سر کر رہا تھا۔ جب غازی نے سنا تو اس نے ابیہم بن غنیمہ کو جو میں پر تھا حکم دیا کہ وہ اس دروازہ سے اترے جس پر بکارت ہے۔ یہ کہہ کر جو لوگ اس کے مقابلہ پر تھے وہ ان سے بے فکر ہو گئے۔ وہ اپنے تئیں ان کی نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ پھر غنیمہ کے پیچھے سے چلے۔ اس وقت لوگوں کو غازیستان سے ابوحنان اور عمرو بن مسلم بن قتیہ کے آنے کی اطلاع تھی۔ غازی نے کہا کہ کیا بھیجا کہ جب تو ابیہم کے پرچم آئے دیکھے تو سب لڑ کر گئے ہیں اور میں کو اہل غازیستان آجئے۔ ابیہم نے یہی کہا۔ غازی نے قلب کی فوج کے ساتھ اٹھ کر تھیں پہنچا اور ان کو اسے قتل میں مشغول کر دیا۔ دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ اس میں شہداء میں کہ وہ اس حال پر تھے کہ انہوں نے ابیہم کے حمہ دیکھے اور انھوں نے باہر چلے چکا دیکھا۔ اہل غازیستان آ گئے۔ جب انھوں نے چیموں کی طرف دیکھا تو ان پر غازی کے اصحاب نے حملہ کر دیا اور ان کو مار ڈالا۔ دوسرے ابیہم کے ساتھی ان کو لے کر اور انھوں نے ان کو نیزوں سے چھیدا اور ان پر تیر برساتے۔ میرہ کی طرف سے نہار بن حصین نکلا اور بکارت بن مسلم اور اس کے اصحاب اپنے ناحیہ سے نکلے اور انھوں نے ان کو شکست دیدی اور ان کو اسے ان کی خبر لی۔ مسلمانوں نے ان کو کثرت قتل کیا۔ جو لوگ قتل کئے گئے ان کی تعداد ستر ہزار تھی۔ پھر وہ ہزار آدمی بکارت سے گئے۔ اسناد میں ایک جہیل جامعیت کے ساتھ ایک چارہاں بنا دگڑیں چلا۔ غازی نے ہکو بکارت مصر کر لیا۔ اس میں کو قتل کیا۔ ابوحنان اور عمرو بن مسلم اور ان کے ساتھی بھی اس سے آئے۔ آخر مستاد بیس ابوحنان کے بیٹے پر آتا یا اور ابوحنان نے فیصلہ دیا کہ مستاد بیس اور اس کے بیٹے اور اہل غازی ان پابجولان کے تابعی اور باقی لوگ چھوڑ دے۔ جیسے ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔ غازی نے اس کو فیصلہ نافذ کیا اور پھر اس کو دو

کچھ پھلے۔ امجدی کو جس کے متعلق لکھا اور امجدی نے اسے یاد رکھا۔
 یہ بھی لکھا جاتا ہے کہ امجدی جس کا خروج مشہور ہے جو اس کی بہت
 مشہور ہے۔ میں نے اس کے استاذوں نے موت کا دعویٰ کیا اور اس کے اصحاب نے
 انہیں فرقت کیا اور اسے قلعہ کر دیا۔
 بعض کہتے ہیں کہ امجدی کا نانا اس کی اس مہم میں کا باپ تھا اور اس کا
 بیٹا غالب اور امجدی کا داماد تھا۔ اور یہی ہے جس نے قتل و کشتن فضل بن سہیل
 کو امجدی کی موافقت سے قتل کیا تھا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ انشا اللہ۔

چند حواہد کا ذکر

اسی سال انصاری نے جعفر بن سلیمان کو دینہ مبارکہ سے معزول کر دیا اور حسین
 بن زید بن لہسن بن علی کو وہاں کا والی کیا۔
 اس سال انصاری نے غیاث بن امیر لاسدی نے نامہ میں خروج کیا۔ بلکہ ان
 کے عامل نے کثیر جمعیت جمع کر دی۔ وہ غیاث کے ساتھ لڑنے اس سے جنگ کی اور
 غیاث اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ غیاث قتل کیا گیا اور اس کا سر
 عبدالرحمن کے پاس قریب بیچ دیا گیا۔
 اسی سال جعفر بن ابی جعفر انصاری مر گیا۔ اس پر اس کے باپ نے تاج پوشائی اور
 اس کے وقت مندرجہ نامہ میں اس کا فن کیا گیا۔

اس سال کوئی گزشتہ نہیں ہوئی۔
 لوگوں کے ساتھ عبدالعزیز بن علی نے حج کیا اور وہ بقرہ بعض مکہ پر مال تھا۔
 اور بعض کہتے ہیں کہ محمد بن ابراہیم مال تھا۔ اگر وہ محمد بن سلیمان بن علی اور ابصرہ پر
 حبشہ بن سکرم اور اس کی قضا پر ہوا۔ اور مصر پر یہ بن قائم مال تھا۔
 اسی سال یہ لوگ فوت ہوئے۔ اور ان کے بیٹے ان کے بیٹے بن عباس بن عباس بن عباس
 راشد محمد بن عباس۔ بعض کہتے ہیں کہ عمر نے اس کے بیٹے میں وفات پائی۔ اور وہ

اور آخرت کی حفاظت ہے۔ تو جس ایمان دے۔ یا تو تہہ پامی ہانت ایمان لے یا نہیں
 اور سبہ منجھانے سے باز رہیو۔ جتنی کہ بھرتیر سے طاقت سے واپس پلے جا میں۔ اس نے
 ان کو ایمان دئی اور اس شخص نے اس کو اپنے ساتھیوں کا حال اور عبداللہ بن محمد بن
 عبداللہ کا حال بتایا۔ اور یہ کہ اس کو ایمان کے والد نے ان کے پاس بھیجا ہے۔ اس نے
 ان کو مرہبانی اور ان سے بیعت کی اور اشرے کو اپنے پاس بیٹھیا۔ طور پر تارا اور اشرے
 کے کو بار اور اپنے تو را اور اپنے اس میت کو ان کی بیعت کی طرف بلا یا۔ ان سب نے
 اس کو قبول کیا۔ اس نے ان کے لئے سفید مہم بنائے اور اپنے لئے سفید لباس پہنا لیا
 تاکہ اس کو بہن کر خطبہ دے۔ وہ اس جمہرات کے دن ملتا رہا۔ پھر اس کے پاس
 ایک بلی گشتی آئی جس میں عربی شخص کی پیروی کا قاصد تھا۔ اس نے اسکو محمد بن عبداللہ
 کے قتل کی خبر دی۔ وہ اشرے کے پاس گیا۔ وہ اس کو یہ خبر دی اور اشرے بیت کی۔ اشرے
 نے اس سے کہا: میرا معاملہ خراب ہو چکا ہے اور میرا خون تیری گردن میں ہے۔ عمر نے
 کہا: جیرجی ایک واسے ہے۔ یہاں اس کے باو شاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے۔
 جو بڑی شان والا اور کثیر لشکر ہے۔ اپنی شراکت کے ساتھ رحل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بھی سب لوگوں سے زیادہ تعظیم کرتا ہے۔ یہ اس کے پاس بیٹا مہیج کرتا دے اور
 اس کے دو بیٹوں دوستی کر اسے اچھا چوں اور اس کے پاس نفیس اسب سوار چوں جب
 تم اس کے ساتھ ہو گے تو کوئی تمہارا قصد نہیں کر سکے گا۔ اس نے یہی کیا۔ اشرے
 نے اس سے چلے گئے۔ اس نے ان کی تکبیر کی اور ان کے ساتھ فیاضی کا بڑا ہو گیا۔ الزبیر
 جہانگ جہانگ کر ان کے پاس پہنچے گئے۔ حتی کہ اشرے کے پاس اہل الدعا کو اس سے
 پیار ہو آدمی جمع ہو گئے۔ اور وہ ان لوگوں کی بیعت میں بادشاہوں کی بیعت اور ان
 کے سے ساز دساں کے ساتھ فرما کر نکلے لگا۔ انصورتک جب یہ خبر پہنچی تو اسے
 جری تشویش ہوئی۔ اس نے عرب میں جنس کو گھڑا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے۔ عمر نے اپنے
 قریب وادوں کے ساتھ یہ گنو سب بڑھا اور ان سے کہا: اگر میں اپنے اس قصد کا اقرار کر لیا
 تو مجھے سزا دل کر دے گا۔ اور اگر میں اس کے پاس ملتا تو وہ مجھ پر دے گا۔ اور اگر
 میں رک جاتا ہوں تو وہ مجھ سے شک کرے گا۔ ان میں سے ایک نے کہا: اسارا گنا مجھ پر
 ڈال دے۔ اور مجھ کو پکڑ کر تیکر دے۔ وہ مجھے اپنے پاس بلائے گئے لئے لکھے گا تو

اور آخرت کی حفاظت ہے۔ تو جس ایمان دے۔ یا تو تہہ پامی ہانت ایمان لے یا نہیں
 اور سبہ منجھانے سے باز رہیو۔ جتنی کہ بھرتیر سے طاقت سے واپس پلے جا میں۔ اس نے
 ان کو ایمان دئی اور اس شخص نے اس کو اپنے ساتھیوں کا حال اور عبداللہ بن محمد بن
 عبداللہ کا حال بتایا۔ اور یہ کہ اس کو ایمان کے والد نے ان کے پاس بھیجا ہے۔ اس نے
 ان کو مرہبانی اور ان سے بیعت کی اور اشرے کو اپنے پاس بیٹھیا۔ طور پر تارا اور اشرے
 کے کو بار اور اپنے تو را اور اپنے اس میت کو ان کی بیعت کی طرف بلا یا۔ ان سب نے
 اس کو قبول کیا۔ اس نے ان کے لئے سفید مہم بنائے اور اپنے لئے سفید لباس پہنا لیا
 تاکہ اس کو بہن کر خطبہ دے۔ وہ اس جمہرات کے دن ملتا رہا۔ پھر اس کے پاس
 ایک بلی گشتی آئی جس میں عربی شخص کی پیروی کا قاصد تھا۔ اس نے اسکو محمد بن عبداللہ
 کے قتل کی خبر دی۔ وہ اشرے کے پاس گیا۔ وہ اس کو یہ خبر دی اور اشرے بیت کی۔ اشرے
 نے اس سے کہا: میرا معاملہ خراب ہو چکا ہے اور میرا خون تیری گردن میں ہے۔ عمر نے
 کہا: جیرجی ایک واسے ہے۔ یہاں اس کے باو شاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے۔
 جو بڑی شان والا اور کثیر لشکر ہے۔ اپنی شراکت کے ساتھ رحل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بھی سب لوگوں سے زیادہ تعظیم کرتا ہے۔ یہ اس کے پاس بیٹا مہیج کرتا دے اور
 اس کے دو بیٹوں دوستی کر اسے اچھا چوں اور اس کے پاس نفیس اسب سوار چوں جب
 تم اس کے ساتھ ہو گے تو کوئی تمہارا قصد نہیں کر سکے گا۔ اس نے یہی کیا۔ اشرے
 نے اس سے چلے گئے۔ اس نے ان کی تکبیر کی اور ان کے ساتھ فیاضی کا بڑا ہو گیا۔ الزبیر
 جہانگ جہانگ کر ان کے پاس پہنچے گئے۔ حتی کہ اشرے کے پاس اہل الدعا کو اس سے
 پیار ہو آدمی جمع ہو گئے۔ اور وہ ان لوگوں کی بیعت میں بادشاہوں کی بیعت اور ان
 کے سے ساز دساں کے ساتھ فرما کر نکلے لگا۔ انصورتک جب یہ خبر پہنچی تو اسے
 جری تشویش ہوئی۔ اس نے عرب میں شخص کو لکھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے۔ عمر نے اپنے
 قریب وادوں کے ساتھ یہ گنو سب بڑھا اور ان سے کہا: اگر میں اپنے اس قعد کا قور کر لیا
 تو مجھے سوز دل کر دے گا۔ اور اگر میں اس کے پاس جاؤں تو مجھے بھل کر دے گا۔ اور اگر
 میں رک جاتا ہوں تو مجھ سے شک کرے گا۔ ان میں سے ایک نے کہا: اسارا گنا مجھ پر
 ڈال دے۔ اور مجھے پکار تیکر دے۔ وہ مجھے اپنے پاس بلائے گئے لئے لکھے گا تو

ہشام کو اسی کام پر ابھارنے کے لئے خط لکھے۔ اس آئنا میں کہ وہ اس حال پر تھا کہ باوا اللہ میں ایک باغی نے خروج کیا، ہشام نے اپنے بھائی، سنج، کو بھیجا۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا۔ اس کا رستہ اس راجہ کے ملک کے برابر سے گزرتا تھا۔ وہاں ہوا تھا کہ گرد آلودی۔ اس نے سمجھ کر کیا کہ اس دشمن کا چاروں ہے جس کے مقابلہ پر وہ ہار رہا ہے اس نے اپنے حلال برہمن سے، وہ اسکی طرف دودھے۔ وہاں لوگوں نے کہا، یہ عبداللہ بن محمد العلمی ہیں، مہراں کے کنارے پیر کر رہے ہیں۔ وہ ان کے ارادہ سے چلا آئے اسوں نے اس سے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں، اور میرے بھائی نے ان کو عہد اچھوڑ دیا ہے۔ اس خوف سے کہ وہ ان کے خون کے وبال میں نہ گرفتار ہو۔ اسی لئے اس نے ان کو قتل نہیں کیا۔ اس نے کہا: میں ان کو کمرہ لے سے باز کرنے والا نہیں ہوں، اور میں کسی ایسے آدمی کو چھوڑنے والا نہیں ہوں جس کو کھانا یا خلی کرنا المنصور کے نزدیک موجب شفقت ہو سکتا ہے۔ عبداللہ اس وقت دشمنوں کے ساتھ تھے۔ سنج نے ان کا قصد کیا، عبداللہ نے اس سے جنگ کی، اس کے اصحاب نے بھی جنگ کی، حتیٰ کہ وہ اور ان کے سب ساتھی قتل ہو گئے۔ اور ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ عبداللہ مقتولوں میں گر گئے کہ ان کا پتہ نہ چلا۔ کہا جاتا ہے ان کے اصحاب نے ان کو نمران میں پھینک دیا۔ تاکہ ان کا منہ نہ پھینچا جائے۔ ہشام نے یہ واقعہ المنصور کو کھجوا۔ المنصور نے اسکو شکر کھلا اور حکم دیا کہ اس راجہ سے لڑے۔ اس نے راجہ سے جنگ کی، حتیٰ کہ اس پر قہیاب ہوا۔ اسے قتل کیا اور اس کی مکت پر غالب ہو گیا۔

عبداللہ نے نوٹریاں رکھ کر ان میں سے ایک کے ہاں سجدہ ہوا، اور وہ دینی مدرس عبداللہ ہیں جو ابن الاثیر کہلاتے ہیں۔ ہشام نے ان نوٹریوں کو اور ان کے ساتھ اس سجدہ کو کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا۔ المنصور نے سجدہ کو اپنے عامل المدینہ کے پاس بھیج دیا اور اس کے ساتھ اس کے صحت سب کے متعلق لکھا۔ اور حکم دیا کہ اس کو اس کے اہل خاندان کے سپرد کر دیا جائے۔

ابو جعفر عمر بن حفص کے ولایت افریقیہ پر مقرر ہو گیا اور

بہر حال منصور نے افریقیہ پر ابو جعفر بن خض کے متحرک کیا جو قیصر بن
 ابی جعفر و صلیب نے بھائی کی اطلاع سے تھا کہ شہر تکی بخار پر صلیب کے خاندان کی
 طرف سے سوسپ ہو گیا تھا۔ اسکے افریقیہ بھیجے جانے کا سبب یہ ہوا کہ جب لسنہ کے اراکین
 بن سار کے قتل کی خبر پہنچی تو اسے افریقیہ کے مسائل میں توجہ پیدا ہو اور اسے وہاں فر
 کو والی بنا کر بھیجا۔ وہ صفر ۳۳۳ھ میں ایشیائے کوچک کے ساتھ قیرمان پہنچا۔ شہر کے
 سربراہوں نے اس کے پاس جمع ہوئے اس نے ان کو وعدہ دیا اور ان کے ساتھ آگیا
 سے پیش آیا اور وہاں قیصر ہو گیا۔ میں برس تک حالات درست رہے پھر وہ افریقیہ
 کے حکم سے اتر آیا کہ اس طرف کی شہر قیصر بن کر سے سار و قیرمان پر صلیب بن صلیب
 کو اپنا نائب بنالیا۔ اس طرف افریقیہ قوج سے خالی ہو گیا۔ بربروں نے بغاوت کرنا
 صلیب قیصر پر تھا اور کام آیا۔ بربروں نے طرابلس میں جمع ہو کر ابو حاتم الدائمی کو اپنا
 والی بنالیا۔ ابو حاتم کا نام قیصر بن صلیب تھا اور یہ کنندہ کا نام تھا۔ ابو حاتم
 یہ عمر بن حفص کا مالک عینی بن یسار الاسدی تھا۔ اس نے قرد و کے لئے کہا۔ اس نے
 اس کے بعد کے نے قوج بھیجی۔ بربروں سے اس کی مٹھ بھر ہوئی۔ جنید نے ابو حاتم سے جنگ
 کی، لیکن اس نے غنیمت کو محسوس کر لی اور وہ قیصر بنالیا۔ ابو حاتم نے وہاں پہنچ کر اس کو قیصر
 کر لیا۔ عمر ابو حاتم اب میں طبرستان کی تعمیر ہو چکا ہوا تھا اور ابو حاتم قیصر نے اس طرف سے جو چکا
 تھا۔ باقی طبرستان کی طرف گئے اور وہاں جو جو نے اس کو گھیر لیا۔ ان خرواس میں ابو قرق العقیلی
 بن امیس نے قیصر بنالیا۔ اس کے ساتھ تھا۔ اور عبد الرحمن بن دیم بندر و اس کے ساتھ اور ابو حاتم
 ایک کثیر لشکر افواج کے ساتھ اور عامر السداتی الا باغی پھر خوار قوج کے ساتھ اور
 مسعود الزبائی الا باغی و سنس بن ساروں کے ساتھ ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی تھے۔ جب
 عمر نے دیکھا کہ انہوں نے اسے گھیر لیا ہے تو اس نے ان سے جنگ کرنے کے لئے
 حکم دیا۔ عمر کو یہاں اس کے ساتھیوں نے اسے منع کیا اور کہا: اگر قتل ہوئے تو عرب ملک
 پر چاہیں گے اس نے جیل کر کے قیصر توجہ کی اور افریقیہ کے سربراہ ابو قرق و کینام
 بھیجا کہ اگر وہ وہاں پہنچ جائے تو اسے ساتھ لے کر وہاں پہنچا۔ اس نے جواب دیا کہ
 مجھے پتا نہیں ہے۔ خلافت کا سلام کیا جا رہا ہے پھر کیا میں تھا ہی جنگ کو دنیا کی ایک
 تھوڑی سی پونجی کے عوض بیچ دالوں گا اور اس نے یہ بات قبول نہیں کی۔ پھر اس نے

اور قزاق کے بھائی کے پاس پیغام بھجوا اور اسے جان بڑھ کر تمہارا کپڑا دے دیئے تاکہ وہ اپنے
 بھائی اور جماعت حاضر یہ کہ واپس آجائے کی تدبیر کرے۔ اس نے عمر کی بات قبول کر لی۔
 اور وہ اسی رات نکل دیا۔ فوج بھی اس کے پیچھے چلی اور بالآخر وہاں کے اتباع پر مجبور ہو گیا۔
 جب سفر یہ چلے گئے تو عمر نے ایک فوج امین دستم کی طرف سے بھی جو بربر کے قبیلہ تھا وہاں کے
 ساتھ تھا۔ اور اس سے جنگ کی۔ ابن دستم تاہر اس کی طرف بھاگ گیا۔ اب باضیہ
 عمر کے مقابلے سے باز ہو گئے۔ اور وطن سے قیردان چلے گئے اور عاتق نے انکو حاصر کر لیا۔
 عربین میں اس کے امور کی اصلاح کو سوار قریب کے خواجه سے اس کی حفاظت کرتا رہا۔ پھر جب
 اس کا سونام کو قیردان کا مال تنگ ہوا ہے تو وہاں سے چلا اور قیردان کی جانب چلے
 و قمت ہوں نے اپنے میں کچھ فوج چھوڑ دی۔ اور قزاق نے عربین خاص کے جانے کی خبر سنی تو
 وہ وطن آیا اور سپس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں جو فوج تھی اس نے اہل کرباس سے جنگ کی۔
 اور قزاق نے شکست کھائی اور اس کی فوج کا ایک ہزار حصہ مارا گیا۔ رہا ابو عاتق قزاق نے جب
 قیردان کا محاصرہ کیا تو اس کی مصیبت بہت بڑھ گئی۔ اور وہاں سے بھاگ کر چلا گیا۔ حال
 یہ تھا کہ قیردان کے بیت الہام میں ایک برہنہ تھا اور نہ اس کے گرد انوں میں کچھ غلہ
 اور محاصرہ وہاں سے چھوڑ دیا۔ فوج اہل قیردان کو صبح شام خوراج سے لڑتی رہی
 حتیٰ کہ بھوک نے اسکو تنگ کر دیا اور وہ اپنے جانور اور کچھ تنگ کات کر کھا گئے پھر ان
 کے باشندوں کی ایک کثیر جماعت بربروں سے جاتی اور خوراج کے شہر میں داخل ہو جاتے
 کے ساتھ باقی رہا کہ ایک ان کو عربین خاص کے چھنے سے آپشنے کی خبر ملی۔ پھر انہیں
 قزاق اور دوسرا سواروں کے ساتھ تھا۔ خوراج سب کے سب اس پر ہل رہے۔
 اور قیردان کو چھوڑ دیا۔ جب وہاں سے ہٹ گئے تو عمر تونس کی طرف چلا پھر
 اس کے پیچھے چلے۔ عمر قمت تیزی سے قیردان کی طرف چلا اور وہاں غلہ اور جانور
 اور کھادی وغیرہ اس کا جمع ہوا۔ پھر وہاں عاتق اور بربر اہل طرف آئے۔ ان کا
 محاصرہ کیا اور محاصرہ اس قدر طویل ہوا کہ لوگ اپنے جانور کاٹ کات کر کھا گئے۔
 روز آئے درمیان جنگ دیکھا جاتی رہی۔ آخر جب عمر اور اس کے ساتھیوں پر حال
 تنگ ہوا تو اس نے ان سے کہا: اب لاٹھے پر سہاگے میں حصہ سے نکلنا اور پڑا
 بربر پر چھاپنا۔ اور تمہارے پاس درندہ لڑائی۔ لوگوں نے کہا: تیرے بچپن

خفت ہے اس لئے کہا: میں تو غلام اور غلاموں کو بھیڑتا ہوں تاکہ وہ نہ سد لائیں۔ لوگوں نے یہ بات مانی، جب اس نے ان دونوں آدمیوں سے اس کے لئے کہانیاں سنیں، اس نے کہا: ہم تجھے حاکمہ میں نہیں چھوڑتے اور تیرے پاس سے نہیں جاتے، اب اس نے اپنے بھائی موت کے ساتھ اس کے ساتھ گئے اور غلام کر لیا، اس نے میں خیر تھی کہ انھوں نے اس کی خدمت نہ۔

یزید بن مہرقم بن حنیف بن اہلبیہ کو ساتھ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا ہے۔ اب اس کے ان لوگوں۔ ہزار جو اس کے ساتھ تھے مشورہ دیا کہ وہ جنگ سے رکھ رہے تھے کہ وہ فوج کا بیچ جائے۔ لیکن اس نے یہ نہ کیا۔ تنہا اور ہنگام کی اور نصف فوجی حملہ سنبھلا کر مارا گیا۔

حمید بن حنفیہ نے لوگوں کو چار سو آدمی کی حمید بن کی طرف سے عزہ بھائی تھا۔ اس نے ابو حاتم سے عوارضت کر لی، صلح اس پر ہوئی کہ حمید اور اس کے ساتھی انھوں کی عوارضت سے نہیں سمجھیں گے۔ اور ابو حاتم ان سے ان کے سوا اور سلاح کے سوا غلام میں ذرا نہیں کرے گا۔ ابو حاتم نے یہ بات قبول کر لیا اور قیروان میں گئے فوج کو گیا۔ فوج کا بیڑا سندھ صیغہ کی طرف چلا گیا۔ ابو حاتم نے قیروان کے دروازہ بھلا دئے اور اس کی فیل سوار کر دی۔

جب اس کو یزید بن مہرقم کے پیچھے کی خبر ملی تو وہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ اور اس نے قیروان کے نائب کو حکم دیا کہ فوج سے جتیار لے لے اور اس کو خستہ کر دے۔ اس کے بعض اصحاب نے مخالفیت کی اور کہا: ہم ان سے عذر نہیں کرتے۔ مخالفین کا سردار عمر بن عثمان الغفیری تھا۔ وہ قیروان میں کھڑا ہو گیا، اس نے ابو حاتم کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ یہ سن کر ابو حاتم واپس آیا عمر بن عثمان اس کے سامنے سے فوجیں بھاگ گیا۔ ابو حاتم طرابلس واپس گیا کہ یزید بن حاتم سے جنگ کرے۔

کہا جاتا ہے خوارج اور فوج کے درمیان عمر بن حاتم کے ساتھ جنگ کے بعد یہ ان کا معاہدہ ختم ہونے تک ۱۷۵ ہجری میں ہو گیا۔

یزید بن حاتم کے افریقیہ کی ولایت سبب برقرار ہونے

اور خوارج سے لڑنے کا ذکر

جب المنصور کو خبر پہنچی کہ عمر بن حاتم کے باقری کیا مال ہے تو اس نے

یزید بن عاتق بن قیس بن ابی صفروہ کو ساتھ ہزار سواروں کے ساتھ افریقیہ کی طرف بھجا۔
 وہ سلسلہ میں وہاں پہنچا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچا تو وہاں کی فوج کا ایک حصہ
 اس سے آغا۔ یہ اس کے ساتھ طرابلس کی طرف گیا۔ ابو عاتق اٹھابہی یہاں اٹھوڑ کی طرف
 چلا گیا۔ یزید نے ایک فوج قابس کی طرف بھیجی۔ ابو عاتق نے اس سے مقابلہ کیا اور
 اسے شکست دیدی اور وہ فوج یزید کے پاس واپس آگئی۔ ابو عاتق ایک بار گزر
 مقام میں اترتا اس نے فوج کے گرد خندق کھدائی۔ یزید اپنے اصحاب کا تعاقب کر کے
 اس کی طرف چلا۔ رجب الاول سن۳۳۳ میں ان کی مٹھ بھڑ ہوئی۔ شام سے جنگ ہوئی
 آخر یربروں نے شکست کھائی۔ ابو عاتق اور اس کے بہادر آدمی مارے گئے۔ یزید نے مٹھ
 یربروں کو چیل میں ڈھونڈا اور ان کو بکثرت قتل کیا۔ معرکہ میں جو لوگ قتل ہوئے انکی تعداد
 تیس ہزار تھی آل ہاشم خوارق کو قتل کرنے لگے اور عمر بن حفص کے تبار کا لغو لگانے لگے
 وہ سینہ بھر خوارق کو قتل کرتا رہا۔ پھر قزوین کی طرف گیا عبدالرحمن بن حبیب بن عبد الرحمن
 الغنیری ابو عاتق کے ساتھ تھا۔ وہ کتاسہ کی طرف چلا گیا۔ یزید بن عاتق نے اس کی طرف
 فوج بھیجی جس سے یربروں کو محصور کر لیا۔ اور ان پر تلے پانی، ان میں سے گردہ کثیر قتل کیا
 عبدالرحمن چلا گیا اور اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ افریقیہ صاف ہو گیا۔ یزید نے
 اچھا طریق رکھا۔ لوگ مطمئن ہو گئے حتیٰ کہ سلسلہ میں ڈرگھوڑ سے ارض زاب میں
 بناوت کردی۔ ان کا سردار ایوب الہواری تھا۔ یزید نے ان کے مقابلہ پر کثیر لشکر
 فوج بھیجی یزید بن الہلیبی کو ان پر افسر بنایا، مٹھ بھڑ ہوئی، لڑے، یزید نے شکست
 کھائی، اس کے ساتھیوں میں سے کثیر جماعت قتل ہوئی اور ارض زاب کا وادی الخارقہ
 بن ختار مارا گیا۔ یزید بن عاتق نے اس کی جگہ اہلبلب بن یزید بن الہلیبی کو وادی ختار
 کیا۔ یزید بن عاتق نے جمیع کثیر کے ساتھ العلاد بن سمیع الہلیبی کو اس کی مدد کو بھیجا۔
 شکست خوردہ ان سے آئے ڈرگھوڑ سے جنگ کی، گھسان کا زن پڑا، یربروں نے
 اور ایوب نے شکست کھائی، اور وہ ہر جگہ قتل کئے گئے حتیٰ کہ ان کا آخری آدمی تک
 مارا گیا، اور فوج میں سے ایک شخص بھی کام نہیں آیا۔

یزید رمضان سن۳۳۳ میں مر گیا، اس کی ولایت پندرہ سال تین ماہ رہی آئے
 اپنے بیٹے داؤد کو افریقیہ پر اپنا جانشین بنایا۔

ذکر بناء الرضا في المهدی کیلئے

اس سائل سوال میں المہدی خراسان سے آیا، اس کے اہل خانہ ان اقسام
 و الکوفہ و السمرقند وغیرہ سے اس کے پاس آئے۔ اور اس کی آمد پر اسے تہنیت دی۔ اس نے
 ان کو حصار دے، سواریاں عطا کیں، کچے دے دے اور المنصور نے بھی ان کے ساتھ ہی کیا۔
 اور المہدی کے لیے الرضا قعیر کیا۔ اس کی بناء کا سبب یہ ہوا کہ فوج کے ایک حصہ نے
 المنصور پر شغب کیا اور اس سے باب الذہب پر جنگ کی، نعم بن عباس بن عباس بن
 بن عباس اس کے پاس آیا، وہ آل عباس کا شیخ تھا، اور ان کے خند ایک اس کو
 درست و قائم حاصل تھا۔ المنصور نے اس سے کہا: کیا آپ نہیں دیکھتے کہ محمد بن کی
 شورشیں۔ کس حال میں ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں ان کا کھمبہ جمع نہ ہو جائے۔ اور
 اس پر اسے انھوں سے گل نہ جائے۔ پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا:
 "اے امیر المؤمنین! جو ہے پاس ایک رائے ہے۔ اگر میں اسے اپنے پر خفا کر دوں گا تو
 اسے لگوں جائے گی۔ اور اگر آپ یہ کام مجھ پر ہو گا مجھ میں گے تو میں اس پر غلبہ
 کروں گا۔ اور آپ کی خلافت درست ہو جائے گی۔ اور آپ کی فوج آپ سے قوی ہو جائے گی۔"
 اس نے کہا: کیا آپ میری خلافت میں کسی ایسی بات پر حکمہ دادر کرنا چاہتے ہیں جس کا
 مجھے علم نہ ہو؟ اس نے کہا: اگر میں آپ کے نزدیک مستحب ہوں تو آپ مجھ سے شہر
 نہ لیجئے۔ اور اگر آپ کو مجھ پر اعتماد ہے تو مجھے اپنی رائے پر عمل کرنے کے لیے چھوڑ دیجئے۔
 المنصور نے کہا: آپ اس کو نافذ کیجئے۔ "تم اپنے گھر واپس گیا۔ اس نے اپنے ایک
 غلام کو بلایا۔ اور اس سے کہا: کل جب صبح ہو تو مجھ سے چلے تو چلا جائیو اور امیر المؤمنین کے
 پاس جا بیٹھو۔ جب تو دیکھے کہ میں داخل ہو گیا اور اصحاب مراتب کے درمیان بیٹھ گیا
 تو میرے لیے کی ٹکا پر بچو اور مجھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس اور امیر المؤمنین کے
 حق کی تم سے کہو، انھو کہ میں تیرے لیے ٹھیکروں اور تیرے سوال سنوں اور اس کا جواب
 دوں۔ میں تجھے چھڑکوں گا۔ تجھے صفت مست کہوں گا۔ لیکن تو نہ ڈرو، ورنہ دوبارہ رسول
 کی خدمت میں تجھے ماروں گا مگر تو پھر ہی کہو، اور مجھ سے پوچھو کہ کونسا تیرا شرف ہے۔ میں یا

مطہ جب میں تجھے خواب دیدوں تو فوجیہ کو چھوڑ دو گویا اور اس کو آزاد رہے۔ غلام نے وہی
 کیا جس کا اس نے حکم دیا تھا۔ اور ختم نے بھی وہی کیا جو کہا تھا۔ اس نے کہا: سفیر شرف
 ہیں کہیں کہاجی میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ اور انہی میں ایک ہے۔ سفیر
 اور انہی میں امت اللہ ہے۔ اور انہی میں نبی اللہ ہے۔ اس پر یمن بگڑ گئے، کیوں کہ
 اس نے ان کے لئے کئی چیز کا ذکر فرمایا۔ ان کے خاندانوں میں سے ایک نے کہا: جانتا
 ایسا نہیں ہے کہ یمن کے لئے کوئی فضیلت ہی نہ ہو۔ پھر اس نے اپنے غلام سے کہا:
 اٹھ اور شیخ کے شجر کی نظام پکڑ لے۔ اس سے بھی کیا۔ اور قریب تھا کہ وہ اس کا تعاقب کرے
 کہ سفر بگڑ گئے۔ اور بوسے دو چار سے شیخ کے ساتھ ایسا کرتا ہے۔ اور ان میں سے کسی نے
 اپنے غلام کو لکھ دیا۔ اس نے اس غلام کے ہاتھ پر ضرب لگائی اور اس کو کاٹ دیا۔
 اس سے دو غلام قبیلہ ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے۔ ختم منصور کے پاس پہنچ گیا۔
 فوج میں پھوٹ پڑ گئی، ہند ایک فرقہ بن گئے، مزید ایک فرقہ اندازاً سانیہ ایکسہ فرقہ
 پھر ختم نے منصور سے کہا: میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈالی ہے۔ اور ان کو
 الگ الگ عزا بٹا دیا ہے۔ ان میں سے ہر حزب کو خوف ہو گا کہ کہیں دوسرا حزب
 کچھ نہ کر دیتے، آپ دوسرے حزب سے اس کو لڑائیگا۔ اب اس تعزیر میں آپ کے یہ
 ایک بات اور باقی رہ گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ اپنے بیٹے کو دریا کے پاس پھینچے
 اور اسے دوسری ماہی رکتے۔ اور اس کے ساتھ اپنی فوج کے ایک حصہ کو اور معتقل
 کر دیکھئے۔ اس طرح وہ ایک شہر ہو جائے گا اور یہ ایک شہر رہے گا۔ اگر یہ آپ بے نیاز کریں
 تو آپ ان سے ان کو مار دینگے۔ اور اگر وہ آپ پر رضا کریں تو آپ ان سے ان کو مار دینگے۔
 اور اگر آپ پر قبائی میں سے کوئی صناد کرے تو آپ اس کو دوسرے قبیلہ سے مار دینگے۔
 منصور نے اس کی بات قبول کر لی۔ اس کی حکومت مستقیم ہو گئی۔ اس نے ارشاد بنایا۔
 اور صلح صاحب اعلیٰ کو اس کام پر مقرر کیا۔

ذکر قتل سلیمان بن حکیم العبدی

اس سال عقبہ بن مسلم المدنی سے البحرین کی طرف گیا۔ اس نے نافع بن عبد کو دیا۔

اپنا قائم مقام کیا۔ اس نے سلیمان بن حکیم کو قتل کیا اور اہل الجرجین کو بھی بنایا اور سیایا و ساری
 ایک حصہ منقسم کر کے پاس بھیجا۔ اس نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور باقیوں کو الجرجین
 کے سپرد کیا۔ اس نے ان کو چھوڑ دیا اور ان کو کثیر سے پہنچانے پھر اس نے عقبہ کو الجرجین کے خروں
 کو پایا و پھر ان کے الجرجین پر مستغناء نہیں کیا۔

پھر ان کا قول ہے کہ المنصور نے اس سال سن بن زائدہ اشبکان کو جسے تانہ پر
 قاتل بنایا۔

اس سال یوگوس کے ساتھ محمد بن ابی حمیم الامام نے حج کیا۔ یہ ولایت کا حاکم
 تھا۔ ویت مہارگہ بن بن نوید المنصور پر چاہا بن تو بنہ الکلابی الکوفہ پر محمد بن سلیمان اور
 مصر پر یزد بن حاتم قاتل تھے۔

شقنا کے معاملہ کی ابتدا

اور

الاندلس میں اسکے خروج کا ذکر

اس سال الاندلس کے مشرقی علاقہ میں کناہہ کے بربروں میں سے ایک نے بناوٹ
 کی چھکوں کو لے کر صافا تھا۔ اور اس کا نام شقنا و بن عبد الوہاب تھا۔ اور اس کی ماں کا نام خاتمہ تھا۔
 اس نے دعویٰ کیا کہ وہ خاتمہ علیہا و سلم کی اولاد سے ہے۔ اس نے اپنا نام عبد اللہ بن محمد
 رکھا۔ اور شقنا ہر یوم میں ہتھیار چا۔ بربروں میں سے خلق حکیم اس کے گرد جمع ہو گئی۔ اسکی بات
 سنی گئی۔ عبد الرحمن الناصبی اس کی طرف گیا تو وہ اس کے مقابلہ پر تھی اور ہاتھوں میں
 چلا گیا۔ جب امن ہوتا تو پھیل جاتا اور جب خوف ہوتا تو پیٹھوں میں چڑھ جاتا جہاں
 اس کو دھندہ نا شکل ہوتا۔ عبد الرحمن نے طلیطلہ پر حبیب بن عبد الملک کو عامل مقرر کیا۔
 حبیب نے شقنا پر یزد بن سلیمان بن عثمان بن مروان بن ابان بن عثمان بن عثمان کو عامل
 بنایا۔ اور اسے حکم دیا کہ شقنا کی پیروی کرے۔ شقنا و شقنا ہر یوم چلا اور اس نے سلیمان کو پکڑا

اور قتل کر دیا۔ اس سے اس کا زور اور بڑھ گیا۔ اس کی شہرت ہو گئی۔ وہ ناحیہ تورہ پر قابض ہو گیا۔ اور اس نے زمین میں فساد پھیلایا۔ عبد الرحمن الاموی اور متوجہ ہوا اس سے شکستہ میں خود جنگ کی۔ وہ اس کے مقابلہ پر نہ آیا اور اس کو اس کے کام سے عاجز کر کے واپس لے گیا۔ پھر شکستہ میں اپنے حاکم بدر کو اس کی طرف بھیجا۔ شقنا بھاگ گیا، اس نے اپنا قلعہ قحطران خالی کر دیا۔ پھر شکستہ میں عبد الرحمن نے خود اس پر حملہ کیا اور شقنا اس کے مقابلے پر نہ آیا۔ پھر اس نے شکستہ میں اب عثمان بن عیینہ بن عثمان کو اس کی طرف بھیجا۔ شقنا نے اسے دھوکہ دیا اور اس کی فوج کو اس پر بھگاڑ دیا۔ عیینہ اٹھ بھاگ گیا۔ شقنا نے اس کا لشکر بٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت قتل کر دی جو اس کے لشکر میں تھی۔ اس شکستہ میں عیینہ لشکر کا لشکر لے کر شقنا حسن بن عثمان بن معدی کربہ کی طرف گیا۔ یہاں عبد الرحمن کا ایک عامل تھا۔ شقنا نے اس سے کہہ دیا کہ جی کہ وہ اس کی طرف نکل آیا۔ شقنا نے اسے قتل کر دیا اور اس کے گلوڑے اور اسلحہ اور سب کچھ جو اس کے ساتھ تھے لوٹ لے۔

ذکر قتل معن بن زائدہ

اس سال سیستان میں معن بن زائدہ الشیبانی مارا گیا۔ منصور نے اسے یہاں کا عامل مقرر کیا تھا۔ جب وہ یہاں پہنچا تو اس نے زمین کو پیہما بھیجا کہ جو کچھ اس پر پایا نہ مقرر ہے وہ بھیجے۔ اس نے معن کے پاس کچھ سامان بھیجا اور اس کی قیمت زیادہ بخاہد۔ معن بکروٹیا اور مرغ کی طرف گیا۔ اس کے مقدمہ پر اس کا بھتیجا، خزیمہ بن زائدہ تھا۔ یہاں پہنچا اس نے دیکھا کہ زمین گرمیاں گزارنے کے لئے زابلستان چلا گیا ہے۔ اس نے اٹھ کر خارج کر لیا۔ یہاں بہت سے سبائیں تھیں کہ وہ آئے۔ انہی سبائیوں میں خزیمہ الرضی تھا۔ وہ بچہ تھا۔ اور اس کا باپ زیادہ بھی انہی سبائیوں میں تھا۔ پھر معن نے گروا لٹی دیکھی جو گزروں نے اٹھا لی تھی۔ وہ دیکھا کہ ایک فوج اس کی طرف آ رہی ہے۔ جو سبایاں اور سپاہیوں کو جھڑپانا چاہتی ہے۔ اس نے ان کو تلواروں کے سپرد کر کے حکم دیا اور ان میں سے بہت سے

کھل کر رہ گئے۔ پھر اس گرو کی وہ ظاہر ہوئی اور وہ رنگ گیا۔ یمن کو سرور یاں اٹھائے کا خوف ہوا۔ اس پسندہ بہت کی طرف واپس ہٹا گیا۔ خوارزم کی ایک قوم اس کی مدد کی خواہش نہ پسند کرتی تھی۔ اس نے ان کا رہی گروں سے سازش کی جو اس کے مکان میں کام کرتے تھے۔ جب وہ چھت پائے تک پہنچ گئے تو انہوں نے اپنی تلواریں ہاتھوں میں اٹھیا لیں۔ پھر وہ ایک دن اس کے گھر پہنچ گئے۔ وہ اس وقت سینگیاں لگوار باغ تھا۔ ان لوگوں نے اس پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک نے خنجر سے اس کے پاس تھا اس کا پرست پاگ کر دیا۔ ایک نے اس کو راستے وقت کہا: میں لٹاؤ غلام ہوں۔ لٹاؤ زور کے قریب ایک رستاق ہے۔ پھر زید بن مزید نے ان سب کو کھل کر دیا اور ان میں سے ایک۔ بھی نہ بچا۔ زید نے ہستیاں کو ہتھیال لیا۔ اس کی گرفت عرب و عجم پر سخت ہوئی۔ کسی عرب نے اس پر حملہ کیا اور اس کی طرف سے المنصور کو غصہ کھسا جس میں اسے خبر دی کہ اس کے نام المہدی کے تھیں۔ نے اسے حیران و شہر کر دیا۔ وہ اس سے درخواست کی کہ وہ اس کو المہدی کی معاملت سے معاف کر کے اس بات نے المنصور کو غصہ ناک کر دیا۔ اس نے گا دیاں دیں اور المہدی کو اس کا خط پڑھو دیا۔ اس نے زید کو معزول کر دیا اور اسے قید کرنے کا حکم دیا اور اس کی سب چیزیں لے لیں۔ پھر اس کے لیے سازش کی گئی اسے مدینہ اسلام ہٹا گیا۔ یہاں بھی وہ مصیبت میں رہا۔ مئی کہ خوارزم اس پر پل پڑے اس نے ان سے جنگ کی۔ اس سے فوراً اس کا کام چلا۔ پھر اسے یوسف یلرم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا۔ اور یہاں ترقی کرتا رہا مئی کہ مر گیا۔

چند حوادث کا ذکر

اس سال صالحہ پر عید انو اب ابن ابی بکر الامام بھیجا گیا۔
اس سال المنصور نے الموصل پر اسماعیل بن خالد بن عبداللہ القسری کو حاکم مقرر کیا۔

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے: عبداللہ بن عون۔ یہ قشتہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اسد بن عبداللہ۔ ذی الحجہ میں وفات پائی۔ یہ خراسان کا امیر تھا۔

خالد بن ابی سفیان لکھی، علی بن صالح بن حاتم، حسن بن صالح کا بھائی، وہ دونوں غنوی تھے۔
وہ میں میں شیعہ تھے۔

پھر ۱۵۲ھ داخل ہوا۔

اس سال محمد بن قحطیبہ نے کاتبی پر لکھا کیا، المنصور نے سزا دی، اس کو خراسان کا عامل بنایا تھا۔

سنان بن محمد بن ابی بن ابی جیم الامام گیا، بعض کہتے ہیں، اس کا بھائی محمد بن ابی جیم گیا، لیکن الامام سے نہیں گزرا۔

اس سال المنصور نے جابر بن قویہ کو المنصور سے معزول کیا، اور یزید بن منصور کو ہمال کا عامل مقرر کیا۔

اس سال المنصور نے ہاشم بن الامام صبح کو قتل کیا، جس نے کائنات کی خلی اور افریقہ میں بغاوت کردی تھی، پھر وہ اس کے پاس بھیجا گیا اور اس نے اس کو قتل کر دیا۔
اس سال لوگوں کے ساتھ المنصور نے حج کیا۔

اس سال المنصور نے یزید بن حاتم کو منصب سے معزول کر دیا، اور محمد بن سعید کو عامل مقرر کیا، اور قتل امصار، ان لوگوں کے ساتھ جن کا ہم نے ذکر کیا، وہی تھے جو پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔

اس سال یہ لوگ مرے: محمد بن عبد اللہ بن مسلم بن عبد اللہ بن شہسباز، یہ محمد بن شہسباز الزہری کے بھتیجے تھے اور ان سے ان کے چچا نے روایت کی ہے۔
یہ نفس بن ابی الابی، انھوں نے الزہری سے روایت کی ہے۔
محمد بن عبد اللہ بن ابی عقیلہ۔
ابو جیم بن ابی عقیلہ۔
ابو جیم کا نام شمر بن عقیلہ بن عامر الدقیلی تھا۔

(الکتاب فی تاریخ العرب و التتبع فی التتبع من وضع قاف)

پھر ۱۵۳ھ داخل ہوا

اس سال المنصور کے سے المنصور آیا۔ ایک فریق حسنہ میں اکثریت کی طرف بھی جن کے جذبہ پر چھاپا مارنے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس سال المنصور نے ابو ایوب الموریانی اور اس کے بھائی اور بھتیجوں کو گرفتار کیا گیا، ان لوگوں کے گھر انادریں تھے، اس کے خلاف اس کے کاتب ابان بن صدقہ نے

منجھری کی تھی کہا جاتا ہے، اس کی گرفتاری کا سبب یہ ہوا کہ المنصور نے اسے کی حکومت کے زمانے میں الموصل گیا اور یہاں خفیہ طور پر مقیم رہا اور آزاد کی ایک عورت سے شادی کر لی، وہ اس سے حاملہ ہوئی، پھر وہ الموصل سے چلا گیا اور اسے ایک نشانی دی اور اس سے کہا: جب تو نبی باختم کی حکومت کا ذکر کرنے تو یہ نشانی معاصیہ امر کے پاس بھیج دے، وہ اس کو پہچان لیگا، اس عورت نے ایک بچہ بنا جس کا نام اس نے جعفر رکھا۔ وہ بڑا ہوا اور اس نے کتابت سیکھی اور وہ سب چیزیں حاصل کیں جن کی ایک کتاب کو حاجت ہوتی ہے۔ جب المنصور خلیفہ ہوا تو جعفر نے بغداد آیا اور ابو یوب سے ملا، اس نے اس کو دیوان کا کاتب بنا لیا ایک دن المنصور نے ابو یوب سے ایک کتاب مانگا جو اس کے لیے کچھ کتابت کرے۔ اس نے جعفر کو اس کے پاس بھیج دیا۔ جب المنصور نے اسے دیکھا تو اس کی طرف مائل ہوا اور اسے پسند کیا۔ جب اس نے جعفر کو کچھ حکم دیا تو اسے ماذق دیا، پھر پایا، اس سے پتہ چلا کہ وہ کہاں کا ہے، اور اس کا باپ کون ہے؟ اس نے تمام حال اس کو بتایا اور وہ علامت اسے دکھائی جو اس کیساتھ تھی، المنصور نے اسے پہچان لیا اور اسے کتابت کی جماعت سے ہر وقت شغلب کرنے لگا۔ ابو یوب اس سے ڈرتے لگا۔ پھر المنصور نے ایک دن اسے بلایا، اس کو ال دیا اور حکم دیا کہ الموصل جا کر اپنی ماں کو لے آئے۔ وہ بغداد سے چلا۔ ابو یوب نے اس پر چار سو لے لگا رکھے تھے جو اس کی خبریں اس کو پہنچاتے رہتے تھے۔ جب اس کو جعفر کی روانگی کا علم ہوا تو اس نے اس کے پیچھے کسی کو لگا دیا جس نے رستے میں اس کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ البتہ المنصور کے پاس اس کے پیچھے میں دیر لگی تو اس نے اس کی ماں کے پاس کسی کو الموصل بھیجا جس نے اس کی نسبت دریافت کیا۔ اس نے بیان کیا کہ اس کو اس کچھ علم نہیں ہے جو اس کے کہ وہ بغداد میں خلیفہ کے دیوان میں کتابت کرتا ہے۔ المنصور کو سالہا سال ماذق ہوا تو اس نے کسی کو بھیجا جس نے اس کا سراغ لگانا شروع کیا اور ایک مقام پر پہنچا جہاں اس کی خبر متعلق ہو گئی۔ اس نے جان لیا کہ وہ وہیں قتل کیا گیا اور سالہا قتل کیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ اس کا قتل ابو یوب کے ہاتھوں ہوا ہے۔ اس نے ابو یوب کو جہانگیریت کیا اور اس کے ساتھ کیا اور کچھ کیا۔

المنصور نے اپنے غلام عباد و برقر بن امین کو خراسان میں گرفتار کر لیا اور یہ دونوں

پانچ سال لائے گئے۔ یہ بھی بنی بنی ہوئی کے لیے ان کے قصیدے کے سبب سے ہوا۔
اس سال منصور نے لوگوں کو بہت سی قصیدہ (قریباں) پہنچنے پر مجبور کیا۔
ابو دلامر نے کہا:۔۔۔

وكانت من ايام الامام نوايا دكا في غناد الايام المسنف في الزلازل
امام سے نواؤ کے سیدھا گئے ہیں گزیرہ الامام نے غریبوں میں نواؤ کر دی۔
اس سال عبید بن مسعود بنی بنی قاضی القلو نے وفات پائی۔ منصور نے شریک
بن عبید اللہ بنی کو قاضی مقرر کیا۔

اس سال مصون بن یحییٰ الجعوری حاکم ہوا۔ اور رات کے وقت درویشوں کے
تعلقوں میں سے ایک قطعہ پہنچایا اس سال میں کہ اس کے باشندہ سو رہے تھے۔ اس نے ان
لوگوں کو پھر اس میں آگے بڑھا دیا۔ پھر اس نے الاذنیہ کو خراب کرنے کا قصد کیا۔ اس نے
جہاں چھ ہزار نفوس بالغ مردوں کے سوا کوئی غلام نہ تھا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ الہدیٰ سے حج کیا۔ مکہ کا امیر محمد بن ابی بکر اور
مدینہ مبارکہ کا عامل حر بن زید اور مصر کا والی محمد بن سعید بخاری و یمن منصور بن یحییٰ
یمن پر قبلاہ الموصل پر صلیب بن خالد تھا۔

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے۔۔۔ ہشام بن الغازی رسیہ الجرجسی۔ یحییٰ بن کثیر بن
یہ شد میں اور یحییٰ بن کثیر بن۔۔۔ شمس میں فوت ہوئے۔ حسن بن عمار و عبد الرحمن بن زید بن جابر بن زید
عبد الحمید بن جعفر بن عبد اللہ انصاری ضحاک بن عثمان بن عبید اللہ بن خالد بن حزام۔
حکیم بن حزام کے بھائی کی اولاد سے۔ فطر بن علی بن الکوفی،

(فطر بن عمار و راد و مہمل۔ جس طرحی غنیمت و حنین و حمر)

پھر سلسلہ داخل ہوا

اس سال منصور انعام و بیت المقدس گیا۔ یزید بن حاتم بن قیس بن المطلب
بن ابی حضرہ کو یحییٰ بن ہزار فوج کے ساتھ خوارج سے جنگ کرنے افریقیہ بھیجا۔ جنہوں نے
عمر بن حفص کو قتل کر دیا تھا۔

منصور نے الزرقہ تعمیر کرنے کا قصد کیا۔ اہل الرقہ نے اس کو اس سے روکا اس نے
ان سے لڑنے کا ارادہ کر لیا۔

اس سال پہلی گری، اور اس کے باعزت مسجد میں پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔
اس سال ابو یوسف السوریانی اور اس کا بھائی ہلاک کیا گیا۔ المنصور نے اسکے
بھتیجوں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

اس سال المنصور نے البصرہ پر عبدالملک بن طیبان ذہیری کو عامل بنایا۔
صافقہ پر زفر بن عاصم الہلانی کو بھیجا اور وہ انصاری سے لڑنے گیا۔
لوگوں کے ساتھ محمد بن ابراہیم شہج کیا اور وہ مکہ کا عامل تھا، انفرنجیہ پر
یزید بن عاتم تھا، اور باقی عامل وہی تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے :- ابو عمر بن العلاء — بعض کہتے ہیں۔
انہوں نے سلاطین میں وفات پائی، دوران کی عمر چھیالیس برس کی تھی۔ محمد بن
عبد اللہ شعیبی انصاری (نون کے ساتھ عثمان بن عطاء جعفر بن برقان بخاری،
شعب الثمار علی بن صالح بن حنی، عمر بن انش بن یسار برادر محمد بن انش، وصیب بن
انور، انکی الزاہد، قرہ بن خالد ابو خالد السمری البصری، چشام الاستوائی — اور یہ شام بن
ابی عبداللہ البصری ہے۔

(الشعیث بن شمس بن سعید شمار مشکل)

الحجۃ والسَّائِس

پھر صفحہ داخل ہوا

اس سال یزید بن عاتق افریقیہ میں داخل ہوا اور اس نے ابوعاتق کو قتل کر دیا۔ وہ قیروان اور تمام مغرب پر قابض ہو گیا۔ اس کے جانے اور اس کی لڑائیوں کا ذکر استقصاء کے ساتھ اکثر پرچکا ہے۔

اس سال الہمدی نے المنصور کو الرافضیہ کی بناء کے لیے بھیجا، وہ وہاں گیا اور اسے مدینہ بغداد کی نظر پر تعمیر کرایا۔ اور اس نے الکوفہ والبصرہ پر فہم اور خندق بنوائی اور جو کچھ اموال ان پر صرف ہوئے وہ اس نے ان کے باشندوں کے فتنے خاتمہ کر دیئے۔ اور حبیب المنصور نے ان کی آمد اور معلوم کرنی چاہی تو اس نے حکم دیا کہ ان میں پانچ پانچ درہم تقسیم کئے جائیں۔ اس طرح جب اسے ان کی آمد اور معلوم ہوئی تو اس نے فی کس چالیس درہم وصول کرنے کا حکم دیا۔ اس پر ایک شاعر نے کہا۔

يا المنصور ما تقينا من امير المؤمنين
قسم للمنفعة خينا وجبانا من عيبنا
لوگرو! ہم نے امیر المؤمنین سے کیا پایا؟ انھوں نے ہم پر پانچ تیسہ کئے اور پانچ بیس وصول کر دیئے۔

اس سال ملک الروم نے اٹلیہ جزیرہ پر المنصور سے صلح کی درخواست کی۔ اس سال یزید بن عاتق الشکلی اصنافیہ پر بھیجا گیا اور عبد الملک بن ایوب بن لمیان البصرہ سے معزول کیا گیا اور وہاں شیخ بن محاد یہ الشکلی خال بنایا گیا۔

عباس بن محمد کے انجزیرہ سے معزول ہونے اور

موسیٰ بن کعب کے عامل بنائے جانیکا ذکر

اس سال المنصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو انجزیرہ سے معزول کر دیا اور اس پر نارض ہوا اور ایک مال بطور جرمانہ اس پر عائد کیا اور وہ برابر اس سے

ناراض رہا حتیٰ کہ وہ اپنے چچا اسماعیل بن علی پر ناراض ہوا۔ پھر المنصور کے دو صحبیاں
 والوں نے اسماعیل بن علی کے حق میں اس سے سفارش کی اور اس کو تنگ کیا حتیٰ کہ وہ
 اس سے راضی ہو گیا۔ اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے المنصور سے کہا: اے امیر المؤمنین! میں
 دیکھتا ہوں کہ آل علی بن عبد اللہ باوجودیکہ ان پر آپ کی نعمتیں بھائی ہوئی ہیں
 ہم سے حسد رکھتے ہیں۔ اور اسی سے یہ بات ہے کہ آپ چند ہی روز ہوئے کہ
 اسماعیل بن علی سے ناراض ہوئے تھے انھوں نے آپ کو تنگ کیا حتیٰ کہ آپ
 اس سے راضی ہو گئے۔ مالا لگہ آپ اتنی اتنی مدت سے اپنے بھائی عباس سے ناراض
 ہیں اور ان میں سے کسی نے اس کے حق میں آپ سے کچھ نہیں کہا۔ اس پر المنصور اس سے
 راضی ہو گیا۔ المنصور نے عباس کو زید بن اسید کے پاس انجریہ پر عامل مقرر کیا۔ زید نے
 اس سے شکایت کی اور کہا: اس نے میرے غزل پر میرے ساتھ بدسلوکی کی اور میری
 آبروریزی کی۔ اس پر المنصور نے کہا: تو میرے احسان اور اس کی بدسلوکی کو ملاو سے تو
 دونوں محتدل ہو جائیں گے۔ زید بن اسید نے جواب دیا: اگر تمہارا احسان تمہاری بدسلوکی
 کا بدلہ ہے تو ہماری اظہامت ہماری طرف سے تم پر تفصل ہے۔ پھر جب المنصور نے اپنے بھائی
 کو انجریہ سے غزول کیا تو ابو موسیٰ بن کعب کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

محمد بن سلیمان کے الکوفہ سے معزول ہونے

اور عمرو بن زہیر کے عامل بنائے جانے کا ذکر

اس سال محمد بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس الکوفہ سے معزول کیا گیا
 اور عمرو بن زہیر الضبی السیب بن زہیر کا بھائی جو اہل عامل بنایا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ
 وہ مسند میں معزول کیا گیا۔ اور بعض کہتے ہیں: اس کا عزل بعض اصحاب کی بنا پر
 تھا جو المنصور کو اس کی نسبت بخوبی تھیں۔ ان میں سے ایک ہے کہ اس نے عبد اللہ بن ابی العلاء
 کو قتل کیا جس کو اس نے زندہ کی بنا پر جس کیا تھا۔ اور وہ عتص بن زائدہ اشجیبانی کا

ہاموں تھا۔ پھر المنصور کے پاس بہت لوگ اس کی سفارش کے لیے آئے مگر ان میں سے ایک قہرچہ آدمی کے سوا کسی نے اس کی نسبت کچھ نہ کہی۔ آخر المنصور نے محمد بن علی کو اس سے باز آجانے کے لیے لکھا کہ اس کی (یعنی المنصور کی) امانت ہے۔ پھر ابن ابی احوہ اسے محمد بن علی سے کہنا کہ اس سے دیکھو اس وقت کی کہ وہ اسے عین دن تک چھوڑ دے۔ اور ایک لاکھ (غالباً درہم) اسے دینے کو کہا۔ مگر جب محمد بن علی اس کا ذکر کیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ اس کو سب سے پہلے چوگیا تو اس میں مارا جائے وہ الایہوں تو اس نے کہا: خدا کی قسم! میں نے چار ہزار عیسوی وضع کی ہیں جس میں غلامی اور اس پر اس کو غلامی کر دیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے تمہارے روزہ کے دن تمہارا روزہ کر دیا ہے۔ اور تمہارے اظہار کے دن تمہیں روزہ رکھوایا ہے۔ آخر اس کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد المنصور کا خط محمد کے پاس پہنچا جس میں اس نے اس سے دست کشی کا حکم دیا تھا۔ یہ خط اس وقت پہنچا جب اسے قتل کیا جا چکا تھا۔ جب اللہ وکر کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ غصینا کہ ہوا اور اس نے کہا: خدا کی قسم! میں نے اس کا وعدہ کر لیا ہے کہ اس کے بدلہ محمد سے قصاص لوں۔ پھر اس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو بلا دیا اور اس سے کہا: یہ کام ہے۔ تو نے اس سے وقوف لڑنے کو والی بنائے کا مشورہ دیا تھا۔ اس نے غلامی اس کو بغیر میرے حکم کے قتل کر دیا۔ اس لیے میں نے اس کے خول اور اس پر زبرد تو بیج کا فرمان لکھا ہے۔ عیسیٰ نے کہا: محمد نے تو اسے ہتھ پکڑ کر قتل کیا ہے، اگر اس نے یہ چیم کرنا تو وہ آپ کے لیے ہے، اور اگر اس نے غلامی کی ہے تو اس کا وہ بالی خیمہ اس پر ہے۔ لیکن اگر کہتے ہیں کہ اس بات پر ضروری کر دیا تو اس کی تو تعریف اور شہادت ہوگی اور لوگ آپ پر فائز بنائیں گے۔ المنصور نے اپنا فرمان بھانپ کر دیا۔

متعدد حوادث کا ذکر

اس سال خوارزمیہ نے جو کہ چند مہلکات میں منع تھے اپنے امیر علی بن علی کی بعض باتوں کو ناپسند کیا اور اسے مدنی میں باندھ کر ایک پہاڑ کی چوٹی پہنچا دیا اور

وہ اسی حال میں رہا حتیٰ کہ مر گیا۔ اور انھوں نے اپنے اوپر ابو القاسم سکون بن واصل
الکنتاسی پیدہ رار کو سردار بنالیا۔

اس سال ابو سنان الثقیفہ المالکی افریقیہ کے شہر قیردان میں پیدا ہوا۔
اس سال صن بن زید بن حمن بن علی المدینہ سے معزول کئے گئے اور منصور
نے اپنے چچا عبدالعزیز بن علی کو دباں کا عامل مقرر کیا۔

اس سال کے اور الطائف پر محمد بن ابراہیم عامل تھا۔ لکونہ پر عمرو بن زید
ابو جبرہ بن حاتم و معاویہ بن مسعود بن سعید۔ افریقیہ پر زید بن حاتم و الحارث بن خالد
بن ربیع اور بقول بعض موسیٰ بن کعب بن صفیان و انتمی والی تھے۔
اس سال مصر میں کیداسم الکوفی و البرکاتی نے وفات پائی۔

پھر سلسلہ داخل ہوا

عبدالرحمن الاموی پر اہل اشبیلیہ کے شورش کر نیکا ذکر

اس سال عبدالرحمن الاموی صاحب اندلس شتھا کی جنگ پر گیا۔ اور حصن
شیران کا قصد کیا، اسے ہار کر ہٹو کر گیا اور اس کو تنگ پڑ لیا (صاحب شیطران اپنی
عادت کے مطابق جنگ کی طرف ہٹا گیا عبدالرحمن نے قریب پانچ بیٹے ملیان کو نائب
کیا تھا۔ اس کا خط آیا جس میں اس نے اہل اشبیلیہ کے عبدالعفا راوریات بن طایس
کے ساتھ اس کی طاعت سے نکل جانے اور اس پر اس کے خلاف شورش کرنے کا ذکر کیا تھا
اور لکھا تھا کہ ایمانہ میں سے ہیں کچھ لوگ ان کے ساتھ مل گئے ہیں عبدالرحمن حایس ہوا
لیکن طرفہ میں داخل نہیں ہوا کیونکہ اس نے ان کے اجماع اور ان کی کثرت کے متعلق
جو کچھ سنا تھا اس سے وہ خوف زدہ ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اپنے چچا زاد بھائی عبدالملک بن عمر
کو جو آل مرغان کا تارا تھا، آگے بھیج دیا عبدالرحمن خود اس کے پیچھے لکھ کی غرض سے
تھیل را۔ جب عبدالملک اہل اشبیلیہ کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے کو اٹھا کر
سلوک کرنے کے لیے بھیجا، اس نے ان کو پیدا رہا یا، وہ اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا
اس کے باپ نے اسے اس اٹھا رہا جس پر علامت کی اور اس کی گردن مار دی۔ اس نے

اپنی اہل بیت اور عوام کو جمع کیا اور ان سے کہا: ہم مشرق سے امن اتھانی گناہ سے پرہیز کرنا چاہتے ہیں۔ اور اب ہم سے اس فقرہ پر بھی سہ کیا جا رہا ہے جو بقرہ میں لکھا ہے۔ تم لوگوں کی نیا میں تھوڑو، اب یا موت ہے یا فتح: سب سے تم ہی کیا۔ اس نے ان پر تل کر دیا: یا نیاہ والی اشعیلیہ نے شکست کھائی، اور اس کے بعد طانیہ پر مسرت، غنا سکے۔ اس جنگ میں عبداللہ ایک بھروسہ ہوا۔ اس کی خبر عبدالرحمن کو پہنچی، وہ اس کے پاس آیا، اس وقت اس کے زخم سے خون بہ رہا تھا اور اس کی تھوڑے خون نیک رہا تھا۔ اور اس کا ہاتھ اپنی تھوڑے قبضہ پر چپا ہوا تھا۔ عبدالرحمن نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اس کو بہت داد دی، اور کہا: اے ابن عم! میں نے اپنے بیٹے اور دلی عہد پر شام کی شادی تیری نکاحی سے کی، اور اسے اتنا اور اتحاد پا اور تجھے اتنا دیا اور تیری اولاد کو اتنا، اور تجھے اور ان کو اتنی جاگیر دی اور تم کو وزارت عطا کی، یہ وہی عبداللہ ہے جس نے عبدالرحمن کو منصور کا خطبہ بند کرنے پر مجبور کیا، اور اس سے کہا: یا تو اسے بند کرو ورنہ میں اپنے تئیں ہلاک کر دوں گا۔ عبدالرحمن نے اس سے عبداللہ کا خطبہ پڑھا تھا پھر بند کر دیا۔

عبدالغفار اور خویہ بن ثابت جنگ میں قتل سے بچ گئے تھے۔ عبدالرحمن نے عبدالغفار کو پھر اشدید کیا، ان لوگوں میں سے ایک جماعت کثیر کو قتل کیا جو عبدالغفار اور خویہ کے ساتھ تھے اور دایس لگیا۔ اس واقعے سے اور عربوں کی دشمنی کے باعث عبدالرحمن غلام جمع کرنے کی طرف مائل ہو گیا۔

افریقہ میں خوارج کیساتھ فتنہ برپا ہونے کا ذکر

ہم خوارج کے ساتھ عبدالرحمن بن حبیب کے بھائی اور گناہ پہنچ جانے کا ذکر کر چکے ہیں۔ عبدالرحمن کا باپ افریقہ کا امیر تھا۔ اس کے بعد بنی ہاشم امیر افریقہ نے اس کے پیچھے ایک خراج بھیجی تھی اور وہ گناہ سے جنگ کرتی رہی تھی۔ پھر اس سال بنی ہاشم ایک اور لشکر ان لوگوں کے لیے بھیجا جو عبدالرحمن سے جنگ کر رہے تھے، اس سے عبدالرحمن پر حاصر بہت سخت ہو گیا۔

آخر وہ ہنگامہ نکلا اور اپنی جگہ چوڑی اور نوہیں اس کے مقابلے سے واپس آگئے۔ پھر اس سال
 یزدین ماقم پر ایوانیوں میں فائوس ایوانی نے طرائس کے علاقوں شوش کی اور برہوں کی
 بہت سی طاقت اس کے پاس جمع ہوئی۔ وہاں یزدین ماسک کے ایک خوش فہم کے عامل
 کے ساتھ موجود تھی۔ عامل اس طرح کے ساتھ کلاہ اور ہتھوڑے کے کنارے ان کی
 صف میں چوتھی صف میں ہوتی، انہوں نے فائوس نے شکست کھائی، اس کے اسباب کا
 بڑا حصہ مارا گیا اور افریقیہ میں لوگوں کو سکون حاصل ہو گیا، یزدین ماسک کے لیے فریب
 پاک ہو گیا۔

متعدد حوادث کا ذکر

اس سال شہنشاہ بن حارث عامل البصرہ نے عمرو بن شداد بن قیس کو پالیا، جو ہرگز نہیں
 حیدر اللہ کی طرف سے اس کے لیے عامل مقرر ہوا تھا۔ اس کے قابو پالنے کا سبب یہ ہوا کہ عمرو نے
 اپنے ایک غلام کو دارا بن ہشتم کے پاس لے آیا اور اس سے عمرو کا پتہ اس کو بتا دیا، ہشتم نے عمرو کو
 پکڑ لیا اور اسے قتل کر دیا، اور المہرہ میں اسے حبیب پر چڑھا دیا
 اسی سال ہشتم البصرہ سے معزول کیا گیا اور متدار اللہ امی کو تنہا کے ساتھ مملوۃ پر
 بھی امام مقرر کیا گیا۔ سعید بن ولید کو البصرہ کی شرط پولیس اور اس کے احداث (یعنی حواریہ)
 کا دانی بنایا گیا۔ ہشتم جب بغداد پہنچا تو یہاں اس سے دفات باقی اور انصورتے اس کی
 نماز پڑھائی۔

اس سال زفر بن عاصم اہلبلی صائد ہو گیا۔

لوگوں کے ساتھ حیا بن محمد بن علی نے حج کیا۔ اس سال کے ہر محمد بن
 ابی بکر الامام اور الکوفہ پر زفر بن زفر اور البصرہ کے احداث و عیوان اور شرط پر سعید بن ولید
 اور وہاں کی صلاۃ و قضا پر ستوار بن حیدر اللہ اور کوردین و المایہ و قارص پر عمار بن حمزہ
 اور کرمان و مشہر پر شام و حج مسمرہ، اور افریقیہ پر یزدین ماسک اور مصر پر محمد بن سعید تھے۔
 اس سال سعید بن زفر بن الاموی اپنے مدنی بدر سے اس جہاز پر آباد اض ہو گیا کہ وہ
 اس پر بہت جری ہو گیا تھا۔ اس نے ہر کے حق و دست و طول سمیت اور سبھی غیر خواہی کا

محافظ نہیں کیا، اس کا والد جمین لیا، اس کی نعمت سلب کر لی اور اسے سرحد کی طرف نکال دیا۔ وہ سرحد ہی میں رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

اس سال عبدالرحمن بن زیاد بن انعمان تھانوی، فریقیہ نے وفات پائی۔ لوگوں نے اس کی مدبشت کے باب میں کلام کیا ہے۔

اس سال حمزہ بن حبیب الزبیر القری نے وفات پائی، یہ قرآن مجید میں سے تھے۔

پھر شہر داخل ہوا

اس سال المنصور نے اپنا وقت تعمیر کیا جو انھوں نے کہا تھا ہے۔

اس سال المنصور نے بازار کرنے وغیرہ کی طرف ہٹوا دئے۔ اس کا سبب اس سے قبل گزر چکا ہے۔

سید بن علی کو المجرین پر عامل مقرر کیا۔ اور اس نے اپنے بیٹے نسیم کو دہاں بھیج دیا۔

المنصور نے اپنی فوج کا اسلحہ میں معاہدہ کیا اور اس کے لئے اجلاس کیا وہ خود زورہ اور خود چہن کر نکلا۔

اس سال عامر بن اسلمی نے وفات پائی۔ اور المنصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

سوار بن عبداللہ تھانوی السمری نے بھی وفات پائی۔ ان کی جگہ عبید اللہ بن جمن بن حصین السمری کو مقرر کیا گیا۔

محمّد بن سلیمان کاتب مصر سے معزول کیا گیا۔ المنصور نے اس کی جگہ اپنے غلام مقرر کر دیا۔

محمد بن انیس منہ پر مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمر معزول کیا گیا۔

صافقہ بزرگ بن امید السلمی بھیجا گیا۔ اس نے بغداد کے غلام سنان کو ایک قلعہ کی طرف بھیجا جہاں سے وہ سبا یا اور خنا عم لایا۔ بفس کہتے ہیں اس سال نذر بن عامر صافقہ پر گیا تھا۔

لوگوں کے ساتھ براہیم بن بجی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے حج کیا

جو کہ کا عامل تھا بعض کہتے ہیں کہ چھبہ احمد بن علی عامل تھا۔

دوسرے افسار کے عامل دی تھے جن کا جو ذکر کر چکے ہیں۔

اس سال منصور نے یحییٰ بن زکریا کو قتل کر دیا۔ وہ جیسا کہ کہا جاتا ہے منصور پر طعن کرتا تھا۔ اور اس کے خلاف جماعتیں کھنٹی کرتا تھا۔

اس سال عبدالوہاب بن ابی اسحاق امام نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں: سلسلہ میں ان کا انتقال ہوا۔

سلسلہ میں الامیر زعمی ثقیب نے وفات پائی ان کا نام عبدالرحمن بن عمرو تھا۔ انھوں نے شش سال کی عمر پائی۔

اسی سال مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن العوام جد زبیر بن عکرم نے وفات پائی۔

اسی سال سلیمان بن قسطنطین الطیعی بادشاہ فرنگ بغداد کو لاندیس میں بلاد اسیفین پر چڑھا لایا۔ راستے میں اس سے ملا اور اس کے ساتھ سرحد کی طرف گیا۔ لیکن اس سے پہلے یحییٰ بن یحییٰ الانصاری جو سعد بن عبد اللہ کی والدہ اس سے تھے وہاں جا پہنچا اور مخالفت کی تلافی کر لیں۔ اس پر تارک شاہ فرنگ نے سلیمان کو مشہم کیا اور اسے گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھ اپنے ملک کی طرف لے گیا۔ جب دو بلاد سلطین سے دور چلا گیا اور طیش ہو گیا تو کچھ ایک طرح اور عیشون سلیمان کے بیٹوں نے اپنے اہل بیت سے اس پر هجوم کیا اور اپنے باپ کو چھڑا کر سر قلم لے آئے اور یحییٰ کے ساتھ وہاں داخل ہو گئے اور عبدالرحمن کے خلاف موافقت کر لی۔

پھر سلسلہ داخل ہوا

الموصل سے موسیٰ کے عزل اور خالد بن برمک کی

ولایت کا ذکر

اس سال منصور نے موسیٰ بن کعب کو الموصل سے معزولی کر دیا۔ اس کو مرسل کے

تعلاتی ہیں۔ ان میں پہلی تہیں میں کی ہوئے وہ مری کی ہے اور اس پر گویا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے
 اور بیٹی کو نکھر دیا کہ وہ اس کے لئے ہوتے۔ اور نفا ہو گیا کہ وہ بیٹے کے لئے ہوتا ہے۔
 اور اس کے لئے کہ وہ اس کے لئے ہوتے۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے وہ کوئی کوئی کہہ کر دیا۔
 اور وہ اس کے لئے کہ وہ اس کے لئے ہوتے۔

افسوس کے والدین برکات پر تیس لاکھ درہم کا تحفہ لکھے تھے اور اس کو تین دن کی
 محبت و درگاہی کیا مال حاضر کر کے دروازہ قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے اپنے بیٹے عیسیٰ سے کہا۔
 جان پر راقم چار سو بھائی خوارہ بن خوارہ واد رہا برکات الزکی اور سلامی صاحب امتیازی و غیر
 سے عود و رانیوں چار سو سال کی خیر و مالکینی کہتا ہے میں ان کے پاس گیا تو ان میں سے
 کسی نے مجھے داخل ہوئے سے روک دیا اور مال بخش کر دیا اور کوئی نہایت ترش دلی سے لاکھ
 مال میں کر دیا پھر میں عمارہ بن خوارہ کے پاس گیا۔ اس کا منہ اس وقت دیوار کی طرف تھا
 وہ میری طرف نہ پرتا۔ نہ ہوا۔ میں نے سلام کیا، اس نے نہایت مری ہوئی آواز
 سے جواب دیا، اور پوچھا: تیرا باپ کیسا ہے؟ میں نے اس کے حال کی خبر دی، اور
 ایک لاکھ ترش دلی لکھے۔ اس نے کہا: اگر میرے اسکان میں کچھ عداوت و عنصیب تیرے پاس
 پہنچ جائے گا۔ میں واپس ہوا، اندر میں اس کی بددعا فی پر اسنت کر لیا، بنا تھا، میں نے
 اپنے والد کو اس کا قصہ سنایا، اگرچہ اس نے مال بھی دیا، مگر کہتا ہے اس طرح ہم نے
 دو دن میں ستائیس لاکھ درہم جمع کر لیے اور تین لاکھ باقی رہ گئے جن کے نہ ادا کرنے سے
 سب کیا دھڑا باطل ہوا جاتا تھا۔ کہتا ہے اسی حال میں، میں بل جیو کر رہا تھا اور نہایت
 تنگین تھا کہ اتنے میں ایک زاجر دیکھ کر چھپا اور اس نے کہا: ابھی خبر ہے میں لکھے
 سائل ہیں اسے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ وہ میرے پاس آیا اور میرے گھر کے کی شکام پڑی
 اور کہا: تو تنگین لانا کہ نہ کی تم تو ترش ہوئے والا ہے اور تیرے لکھ تو اسی لکھ سے اس حال
 میں گزر رہا کہ تیرے آگے آگے پہنچ چکا۔ اس کی اس بات سے مجھے تعجب ہوا۔ اس نے
 کہا: اگر ویسا ہو تو مجھ پر میرے پانچ بھراؤ اور چھ بیٹے ہیں، میں نے کہا: ہاں، اور میں دل میں
 اس کو مت بھرتیجہ رہا تھا، اس کے بعد افسوس کر کے واپس دیکھ کر دیکھنے اور وہاں گزار
 کے قتل ہانے کی خبر پہنچی، اس نے کہا: اس کے کون ہے؟ میرے بن زبیر نے کہا:
 میرے پاس ایک ماٹے ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ مجھ سے اسکو قبول فرمائیں گے۔

اور میں جانتا ہوں کہ آپ برائی مراکتیں نہ کرنا دیں گے مگر میں آپ سے خیر خواہی کی بات
 کہتی نہ چھوڑوں گا۔ منصور نے کہا: کہو پاس سے کہا: اس کام کے لئے فالہدین پر کسکی شکل
 کوئی نہیں۔ منصور نے کہا: وہ ہمارے لیے کس طرح درست ہو سکتا ہے جبکہ ہم اس کیساتھ
 یہ کر چکے ہیں؟ مسیب نے کہا: آپ نے اسے اس طرح شکاک کر دیا ہے۔ اور میں
 اس کا ضامن ہوں؟ منصور نے کہا: تو کل وہ میرے پاس حاضر ہو؟ مسیب نے اسے معاف کیا
 اور منصور نے اس کے باقی تین لاکھ معاف کر دئے اور ایک پنجم اس کے بیٹے یحییٰ کے لیے
 آؤر جہان کی امارت پر باندھا۔ جب یحییٰ اس زائر واپس سے گزرا تو اسے پانچ سو درہم
 دئے اور اس کو اپنے ساتھ لے لیا۔ خالد نے اسے اپنے کچلی سکے ہاتھ ملانے کے پاس وہ
 ایک لاکھ بھیجے جو اس سے لیے تھے۔ اس سے کہا: کیا میں تیرے ہاتھ کا صرف تھا؟
 میرے پاس سے چلا آیا، میرے پاس کھڑا نہ ہو؟ وہ مالی لے کر واپس آگیا اور الہدی
 کے ساتھ گیا الہدی نے موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے ان دونوں کے رالی بنادیا۔
 خالد المرسل پر اور اس کا بیٹا یحییٰ آؤر جہان پر منصور کی وفات تک رہا۔ احمد بن
 محمد بن شہوار المرسلی کہتا ہے کہ ہم کسی امیر سے کہیں ایسا نہیں دے رہے ہیں خالد سے
 دے رہے۔ حالانکہ اس نے ہم پر سختی کی اور ہمارے دلوں میں اس کی ہیبت تھی۔

المنصور کی امواہ کی وصیت کا ذکر

اس مال المنصور نے چشتی ذی الحج کو ہرمیون پر منتقل کیا۔ جیسا کہ کہا جا رہا ہے
 ایک ہاتھ سے اس کے تیسری صدادی تھی جو اس نے سنی دے دیہ کہہ رہا تھا: ۵

ان التایا کثیرہ الشرب	امام رب السکون والحوک
است بالقصد کل ذلک تک	علیک یا نفس ان اسات وان
وامر تنجوم السواء فی الذلک	والمتلف الاعیل والینہا یولا
اذا انتھی مملکہ الی ملک	اکاینتل السلطان عن ملک
ما عز سلطانہ بحدش ترک	حق یصیر اذہ الی ملک

ذکر باج اشہاء و اہل و عیال
سوی الجبال المستقر العنکب

سکون و حرکت کے زب کی قسم! موت کے بعد سے بہت لالہ! شخص!
تجہ پر ہے۔ اگر تو نے بڑائی کی اور اگر تو نے باقاعدگی کی تو وہ سب ترے لئے ہے۔
درست اور دن میں اختلاف ہو اور آسمان کے تاروں سے آسمان میں گردش
کی خبر دار حکومت ایک بادشاہ سے ایک اس کا دور حکومت تمام ہوا دوسرے
بادشاہ کی طرف منتقل ہوئی اسی کی وہ دونوں ایک بادشاہ کے پاس جاؤں گے
جس کی حکومت میں کوئی شریک نہیں ہے: وہ زمین اور آسمانوں کا پیدا کر دینا
پہاؤں کا قائم کرنے والا اور کشتیوں کو مسخر کرنے والا ہے۔
انصورتے یہ صدا سن کر کہا: یہ میری ذلیل کا وقت ہے۔

طبری کہتا ہے: عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا کہ میں ایک دن انصورتے کے پاس
داخل ہوا اور میں نے اس کو سلام کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شہر رسالہ اور سلام کا
جواب نہیں دیتا۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں جلدی سے واپس ہونے کے لئے پڑا۔
ایک ساعت بعد اس نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے کوئی شخص مجھے یہ خط
مناد ہے: ہ

أَوْ عَنِ خُضْعٍ مِنْ مَمْنَانِ	نَحْنُ لِرَبِّكَ تَقْدِ أَمَّا كَا
وَلَقَدْ أَمَّا كَالِدِ مِنْ	تَقْدِ مَمْنَانِ أَمَّا كَا
فَالْأَمَّا دَتِ الشَّائِقِ	سَعِيدِ الْفَالِ لِمَا نَتِ ذَا كَا
مَلَكَاتِ مَا صَلَكْتَ	وَالْأَمَّا رَفِيدِ الْإِلَى سَوَا كَا

اے بھائی! اپنی موت کے لئے آدھ ہوا، گویا تیرا دن آگیا ہے۔ زمانہ تجھے اپنی
گردنوں سے دکھنا چاہے جو کچھ دکھنا چاہے۔ اگر تو کسی ناقص اور ذلیل بندے کو
دیکھنے کا ارادہ کرے تو وہ تو ہی ہے۔ تجھے جس کا چاہا بادشاہ بنا دیا گیا حالانکہ
اس میں حکم تیرے سوا کسی اور کا ہے۔

یہ ہے وہ بات جس کے سننے اور دیکھنے کے سبب سے میں اس تعلق اور غم میں
ہوں جو تو مجھ پر ہے۔ میں نے کہا: یا امیر المؤمنین! بہتری ہی ہے، وہ زیادہ دن
تھکیرا تھا کہ کئے کی جانب نکل گیا۔ جب وہ بغداد سے حج کے لیے چلا تو تھکیرا

یہاں ستائیس خواتین کو فخر کے روشن جوسنے کے بعد ایک تاراً لوٹا جس کا انٹرویو تھا منتخب ملک
باقی رہا۔ اس نے المہدی کو بلا یا جو اس کے ساتھ تھا۔ اگر اسے اور دیکھے۔ اس نے
المہدی کے لیے مال اور سلطنت کی وصیت کی۔ اس طرح وہ درویش شام کرتا رہا
جب وہ دن آیا جس دن اس نے کوچ کیا تو المہدی سے کہو: میں نے اپنی کوئی چیز
انہیں بھجوتی ہے جس کے تعلق مجھے ہدایت نہ کی ہو۔ اب میں تجھے چند امور کی وصیت
کرتا ہوں جن کے باب میں مجھے امید نہیں ہے کہ تو ان میں سے ایک پر بھی عمل کرے گا۔
المصنوع کے پاس ایک نوا تھا جس میں اس کے علم کے ذخائر رکھے تھے اور اس پر ایک
مختل تھا جو اس کے سوتی کوئی نہ کھو لیا تھا۔ اس نے المہدی سے کہا: اس کو بے کو دیکھ
اور اسے یاد رکھ۔ اس میں تیرے آبا کا علم ہے، جو کچھ ہو کر اور کچھ قیامت تک
ہونے والا ہے۔ اگر کوئی چیز تجھے مرغ یا چاہے تو دفتر کبیر میں دیکھ، جو کچھ تو چاہتا ہے اگر
وہ اس میں مل جائے تو خیر ورنہ دوسرے اور تیسرے میں دیکھ حتیٰ کہ ساتویں تک پہنچے۔
پھر اگر وہ نہ پڑے گا تو چھوٹی کتاب میں دیکھ، تو کچھ چاہے اس میں پانچ گنا گر جھے
امید نہیں ہے کہ تو ایسا کرے، دیکھ اس شہر کو چھوڑ کر دوسرا شہر اختیار نہ کجو۔ میں نے تیری
تیرے لیے اچھے اموال جمع کر دیے ہیں کہ اگر دس برس تک تجھے فراخ نہ ملے تو وہ غمگینا راق
و نفقات اور ذریت و مہلت کی مصالح کے لیے کافی ہوں گے۔ یہ بات یاد رکھ، جب تک
تیرے بیت المال معذور رہیں گے تو محفوظ رہے گا۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تو ایسا کرے گا میں تجھے
تیرے اہل بیت کی نسبت و ہیبت کرتا ہوں کہ تو ان کی عزت نہ کجو اور ان سے احسان کا سوا کہ
دیکھو، ان کو آگے بڑھاؤ اور لوگوں کو ان کے پیچھے چلاؤ، ان کو میروں کا دلی ہاتھ بڑی
عزت اس میں ہے کہ ان کی عزت قائم رہے اور وہ تیرا نام روشن کریں، مگر مجھے امید نہیں کہ
تو ایسا کرے گا۔ اپنے موالیٰ کی طرف نظر رکھ ان سے احسان کا برتاؤ نہ کجو۔ ان کو تیرے کجو
اور ان کو بڑھاؤ۔ اگر تجھ پر کوئی ستمی نازل ہوئی تو اس وقت وہ تیری قوت کا ذریعہ
ہوں گے۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تو ایسا کرے گا۔ میں تجھے اہل خراسان کے باب میں بھلائی کی
وصیت کرتا ہوں وہ تیرے انصار اور تیرے شیعہ ہیں؛ انھوں نے اپنے مال اور اپنے
خون تیری دولت کے قیام میں حشر سجائے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں سے تیری
محبت ہرگز نہیں نکلے گی، اگر تو ان سے احسان کا برتاؤ کرے گا اور ان کے غلط کار سے

درگزر کرے گا۔ اور ان کی خدمات کا اچھا بدلہ دینا اور ان کے مرنے والے کی جگہ اس کی اطلاع اور اس کے اہل خاندان کو دینا۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تو ایسا کرے گا خبردار، اگر تو یہ شرط قبول کرے۔ تو اس کی تعمیل پر ہی نہیں کرے گا۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تو ایسا کرے گا۔ خبردار اگر تو اگر تو یہی سلیم میں سے کسی سے کام لے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تو ایسا کرے گا۔ خبردار اگر تو عورتوں کو اپنے معاملات میں قسمل کرے، مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تو ایسا کرے گا۔

کہا جاتا ہے، المنصور نے اس سے یہ بھی کہا: میں ذی النجہ میں پسپا ہوا ہوں، ذی النجہ میں حکمراں ہوا، اور میرے دل میں کشمکش ہے کہ میں اس سال ذی الحجہ ہی میں موٹک بھی کشمکش مجھے حج پر لیے جا رہا ہے۔ میں اپنے بعد مسلمانوں کے جو امور تیرے حوالہ کر رہا ہوں ان میں تو اللہ سے ڈرتا رہا، شاید کہ وہ تیرے کرب و محزون میں تیرے لیے کشادگی اور بچاؤ کی راہ نکالے، اور ایسے رستے تجھے سلامتی اور امن عاقبت عطا کرے جس کا تجھے گمان بھی نہ ہو۔ جان پور، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حق میں ان کا لحاظ رکھنا، اللہ تبارک و تعالیٰ رکھے گا، اور تیرے امور تیرے لیے محفوظ رکھے گا۔ خبردار، انھوں اور حرام کا قصد نہ کرنا کہ وہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے، اور دنیا میں ہمیشہ نگار رہنے والا دل ہے۔ حدود لازم رکھنا کہ ان میں تیرے مستقبل کی غلامی اور تیرے حال کی صلاح ہے مگر ان میں حد سے نہ بڑھ جانا کہ تو بڑا کم ہو جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لیے ان سے زیادہ اصلاح اور معافی کے روکنے میں ان سے زیادہ اثر کرے گی اور کو پاتا تو اپنی کتاب میں مفرد اس کا حکم دیتا۔ جان سے کہ یہ اپنی حکومت کے لیے اللہ کا غضب ہی ہے جس کی بنا پر اس نے اپنی کتاب میں ان لوگوں کے لیے دھری سزا اور تعذیب کا حکم دیا ہے جو زمین میں فساد برپا کریں اور پھر ان کے لیے آخرت میں بھی عذاب علیم رکھ چکے ہیں۔ فرمایا: انما یزاد الذین یعلمون اللہ دینہم ویسعون فی الارض فسادا ان یتقوا او یصلوا اللہ لے جان پور، حکومت اللہ کی مضبوط رہی اور اس کا عودہ و ثقی اور بن قیسم ہے۔ تو اسکو محفوظ رکھ اور اس کی بہت تنگی بائی کر اور اس کی طرف سے ممانعت کر اور اس میں رکھ کر اسے والوں کا زور و تودہ دے، اس سے پھر جانے والوں کا آئینہ کرے اور اس سے خروج کرے والوں کو عذاب کے ساتھ قتل کر۔ اللہ نے قرآن میں جس قدر حکم دیا ہے اس سے تجاوز نہ کر۔ حد اس کے ساتھ حکومت کر، زیادتی نہ کر کہ یہ غضب کے لیے طبع تو ہے

اور دشمن کے قتلے ترا اور دوا میں نافع تر ہے۔ فقہ سے دست کش رہ کر تیرے لیے اس مال کی موجودگی میں جو انشر سے تیرے لیے چھوڑا ہے اس کی حاجت نہیں ہے۔ حلفہ نعم اور قرابت والوں کے ساتھ نیکی کے برتاؤ سے طلب نفع کر۔ خبردار عیبت کے دہوال میں فتنوں جسد جی اور اس کو اپنے نفس کے لیے مخصوص کر لینے سے پہرہ کرنا اور عدوں کی بغاوت اور عداوت کی نگہداشت کرنا اور رستوں کے امن اور دھوم کی ٹھیکیں کے لیے کوشش کرنا منتہیں ان پر داخل کرنا اور مکارہ ان سے دفع کرنا۔ اموال جمع اور پتیا رکھنا۔ خبردار فضولی خرچی نہ کرنا۔ مصائب سے کبھی امن نہیں ہے اور یہ زمانہ کی عداوت میں سے ہے۔ سوادری کے چانور اور آدمی اور لشکر جہاں تک ممکن ہو طیار رکھنا۔ خبردار آج کا کام کل پر چھوڑنا درتہ امور کا قلم پر انہار جو ہار نہ گاہ۔ اور وہ ضائع ہونے لگیں گے۔ آئے عالم ابود کے احکام شیک وقت پر تانہ کر نے میں پوری کوشش کرنا اور اسکے لیے ہمیشہ کوشش رہنا۔ دن میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کی معرفت کے لیے رات کو آدمی طیار رکھنا۔ اور رات میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کی معرفت کے لیے دن کو آدمی مستعد رکھنا۔ معاملات کی دیکھ بھال خود کرنا اسستی اور کاہلی نہ کرنا۔ حسن امن استعمال کرنا مگر اپنے عمال اور کتاب سے ہر گمان رہنا اور اپنے نفس کو بیدار رکھنا۔ تیرے دروازہ پر جو خیر باغش رہیں ان کی کھونٹ میں رہنا۔ اپنے کان لوگوں کے لیے سہل بنا۔ تیرے پاس جو نزاع لائے اس کے معاملہ میں خود نظر کرنا۔ لوگوں پر کبھی نہ مومنے والی آغہ اور باہوس کبھی نہ مشغول ہونے والی نفس متعین کر خسیب۔ دار غافل مست سو کر تیرا باپ غلافت کا والی ہونے کے بعد کبھی نہیں سویا اس کی آنکھ میں کبھی ادنگھ نہ آئی مگر یہ کہ اس کا دل جاگتا تھا۔ تجھے میری یہ وصیت ہے اور میرے بعد اللہ تیرا نگہبان ہے۔

اس نے المہدی کو دواغ کیا۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے روئے پھر وہ نکوئی کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے حج و عمرہ جمع کیا اور ہندی کو روانہ کیا۔ اسی شہار پہنچا اور وہی، بغداد کی ابتدائی تاریخوں میں قلاوہ پہنچا۔ جب وہ الکوفہ کی منازل سے گزرا تو اسے وہ درد لاحق ہوا جس میں اس نے دفات پائی۔ جب اس کا درد شدید ہوا تو وہ رجیع سے کہنے لگا: میرے رب کے حرم نے میرے گناہوں سے بھگائے ہوئے مجھے آیا۔ رجیع اونٹ پر اس کا بندھن تھا، المنصور نے اس کو ان باتوں کی عیبت کی جو کہہنی چاہتا تھا

پھر حبیب دہ پڑھنے لہو پر پہنچا تو وہاں چھٹی تھی الحج کو سحر کے وقت وفات پائی۔ اس کی وفات کے وقت اس کے پاس اس کے غلاموں اور اس کے سوئی راجع کے سوئی کو با وضو رہے۔ اس کی موت مخفی رکھی، اس پر رونے سے منع کیا۔ جب بیچ ہوئی تو اس کے اہلبیت حاضر ہوئے جس طرح وہ حاضر ہوتے تھے۔ راجع رہے سب سے پہلے اس کے چچا عیسیٰ بن عیسیٰ کو بلایا اور ایک مراعت طیارہ پر اس کے بیٹے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلایا حالانکہ اس سے پہلے وہ عیسیٰ بن عیسیٰ پر مقدم کیا جاتا تھا۔ پھر خاندان کے دوسرے بزرگ اور معززین بلائے گئے۔ پھر عام اہلبیت۔ پھر راجع خاندان سے الہدیٰ اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے موسیٰ الہادی بن الہدی کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ جب بیعتی مسمیٰ بیعت سے فارغ ہو گئے تو قواد نے بیعت کی دوران کے بعد عام لوگوں سے کہا اس بن محمد اور محمد بن سلمان کہ گئے تاکہ لوگوں سے بیعت لیں۔ اس سے نے رکن و مقام کے درمیان بیعت کی۔ اور ہر لوگ انصاف کی تین چیزیں منقول ہوئیں۔ اور ہر کے وقت اس سے فارغ ہوئے اور اسے کفن دیا گیا اور اس کا منہ اور اس کا جسم ڈھک دیا گیا اور اس کا سر ابراہم کی خاک میں رکھا گیا۔ اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے اور یقول بعض ابراہیم بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے نماز جنازہ پڑھائی۔ دو معلا کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ لوگوں سے چھپانے کے لیے اس کے واسطے سر قبر بن کھودی گئی اور وہ ان کے سوئی ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ اس کی قبر میں عیسیٰ بن موسیٰ اور عیسیٰ بن محمد اور عباس بن محمد اور اس کے دونوں غلام آزاد راجع و ریان اور شعیب اثرے۔ اس کی عمر ۶۳ برس اور یقول بعض ۶۴ برس اور یقول بعض ۶۵ برس کی تھی۔ اس کی مدت خلافت چوبیس دن اور یقول بعض تین دن اور یقول بعض چھ دن اور یقول بعض دو دن کم یا بیس برس تھی۔ اس کی موت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب وہ مکہ کے رستے میں آخری منزل پر اترا تو اس نے مکان کے سردار میں دیکھا کہ اس میں یہ لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابا جعفر یحییٰ و فاطمہ بنت محمد و فاطمہ بنت محمد و فاطمہ بنت محمد و فاطمہ بنت محمد

و ابی جعفر علی و ابی جعفر محمد و ابی جعفر محمد و ابی جعفر محمد و ابی جعفر محمد

نہ ابو جعفر تیری وفات کا وقت آگیا اور تیرے ایام نبوت گزر چکے اللہ کا حکم

لا بد چہرے والا ہے۔ نہ ابو جعفر، کیا کوئی کاہن یا جمنسم ایسا ہے جو ان سے
موت کو روک دیتا والا ہو؟

المنصور نے منازل کے متونی کو جانا اور کہا: کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ
ان منازل میں کوئی داخل نہ ہونے پائے۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! جب تکے پہنچاؤں
خالی کرائی گئی ہیں ان میں کوئی شخص داخل نہیں ہوا۔ المنصور نے کہا: مگر ان کے بعد میں
جو کچھ لکھا ہے، پڑھ لے اس نے کہا: مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا۔ پھر اس نے دوسرے شخص
کو بلایا اسے بھی کچھ نظر نہ آیا۔ المنصور نے دونوں ختیس پڑھ کر من میں اس نے اپنے
حاجیوں سے کہا: کوئی ثابت پڑھ۔ اس نے یہ آیت پڑھی: «وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا حَتَّىٰ لَا
يُشْكَبُوا مِنْهُ» المنصور نے اس کو پڑھایا اور اس منزل سے پر شکوئی کا خیال کر کے فوراً
روانہ ہو گیا۔ لیکن اپنی سواری پر سے گرا اور اس کی پیٹھ میں ضرب آئی اور مر گیا۔
بیشرحیون میں اسے دفن کیا گیا۔ لیکن صحیح وہ ہے جو پہلے بیان ہوا۔

المنصور کا حلیہ اور اس کی اولاد

المنصور گندم گوں، نہ بجا پتلا تھا۔ اس کے دسارکہ گوشت تھے۔ ارض الشہداء
میں بمقام میر پیدا ہوا۔ اس کی اولاد یہ ہے: محمد المہدی، جعفر، کبریاں دونوں
کی ماں اور بھئی بہت منصور بن منصور، محمد بن منصور، محمد بن منصور، محمد بن منصور
جعفر المنصور سے پہلے مر گیا۔ ان میں سلیمان اور عیسیٰ اور یعقوب تھے جن کی ماں زاملہ بنت محمد
ظہیر بن عبید اللہ کی اولاد میں سے تھی۔ ابو جعفر الاصفہر جس کی ماں ایک
کردی ام ولد تھی۔ اسی باعث اس کو امین، لکھو یہ کہا جاتا تھا۔ اور صالح، اسکیں
جس کی ماں ایک رومی ام ولد تھی۔ اور قاسم جو دس برس کی عمر میں المنصور سے
پہلے مر گیا۔ اس کی ماں ام ولد تھی اور وہ ام قاسم کہلاتی تھی۔ بابا انشا میر
اس کا ایک باغ تھا جو بستان ام قاسم کے نام سے معروف تھا۔ اور عابد جس کی
ماں بخی ام میں سے تھی۔

المنصور کی سیرۃ کا کچھ حال

سلام اللہ برغش کہتا ہے: میں المنصور کے گھر میں اس کا نہ ہنگام تھا۔ دو جب تک لوگوں میں نہ بگھٹتا اس وقت بہترین اخلاق کا انسان تھا۔ بچوں کی شرارت بہت برداشت کرتا تھا۔ لیکن جب وہ اپنے باہر نکلتے کے کپڑے پہن لیتا تو اس کا رنگ بدل جاتا اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور اس سے وہ باتیں صادر ہوتیں جو ہوتی تھیں۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا: لڑکے! جب تو مجھے دیکھے کہ میں نے اپنے کپڑے پہن لیے ہیں یا نہیں اپنی مجلس سے وہاں آیا ہوں تو تمہارے سے کوئی سیرت قریب نہ آئے کہ اس خوف سے کہ کہیں میں اس کو نقصان نہ پہنچا دوں۔ سلام کہتا ہے: المنصور کے گھر میں کبھی کوئی لہو یا کوئی شے جو لہو و لعب اور کھیل کود سے اشیاء ہو نہیں سکتی تھی، انا ایک دفعہ کے اس نے اپنے لڑکوں میں سے ایک کو دیکھا کہ وہ ایک اونٹ پر سوار ہے، سو بچہ ساتھ اور ایک اعلیٰ غلام کی بیستہ میں کمان شانے پر رکھے ہوئے تھا۔ دوسریاں اس کے دونوں جانب تھیں جن میں مشعل اور سواکیں اور سی چیزیں تھیں جو اغراب ہوش دلا کرتے ہیں۔ لوگ یہ دیکھ کر متعجب ہوئے، اسے نہ پہچان سیکے۔ پھر وہ الہمدی کے پاس حاضر ہوا گیا اور اس کو وہ چیزیں بتا دیں کہ اس نے قبول کر لیں اور دونوں چیزیاں واپس سے بھر دیں۔ پھر وہ اپنی غریبوں کے درمیان واپس آگیا۔ معلوم ہوا کہ یہ شام نہ ملائی تھا۔

مادد السکر کے کہا: میں المنصور کے سر پر کھڑا تھا، اتنے میں اس نے کچھ غل کی آوازیں سنیں، کہا: دیکھو کیا ہے۔ میں گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کا ایک خادم ہے جس کے گرد نوذریاں جمع ہیں اور وہ ان کے لیے مینور روکھا رہا ہے اور وہ جس رہی ہیں۔ میں نے واپس آکر اسے خبر دی۔ اس نے پوچھا: مینور کیا چیز ہے؟ میں نے اس کی صفت بیان کی۔ اس نے کہا: تو کیونکر جانتا ہے کہ مینور کیا ہے۔ میں نے کہا: میں نے اسے خراسان میں دیکھا ہے۔ وہ اٹھا اور ان کی طرف گیا۔ ان نوذریوں نے جب اسے دیکھا تو متفرق ہو گئیں۔ پھر المنصور نے حکم دیا اور

اس خادم کا سر منور سے ارا گیا حتیٰ کہ منور فرشتہ گیا۔ اس نے خادم کو محال دیا اور فروخت کر دیا۔

کہا: المنصور کو جب معلوم ہوا کہ یمن میں انقلاب برپا ہے تو اس سے یمن میں زائدہ کو رہاں کا دانی مقبرہ کیا۔ نہ وہ یمن گیا اور اس نے وہاں کی اصلاح کی جس کی مخالفت کی شہرت کے باعث لوگوں نے خطار ارض سے اس کا رخ کیا اور اس نے لوگوں میں سوال تقسیم کئے۔ اس پر المنصور اس سے ناراض ہو گیا۔ یمن میں زائدہ نے ایہ حال معلوم کر کے اس کے پاس اپنی قوم کا ایک وفد بھیجا جس میں ایک یمنی تھا۔ ان لوگوں کو المنصور کی طرف بھیجا تاکہ اس کا خیضہ غضب زائل کریں۔ جب یہ وفد المنصور کے پاس داخل ہوا تو چاہے اللہ کی حمد و ثناء۔ یعنی اعلیٰ اللہ وہ یہ وسلم کے ذکر سے ابتدا کی۔ اور اس میں بہت التماس کیا۔ حتیٰ کہ گرجے کی بجائے گئے۔ پھر اس نے المنصور کا ذکر کیا۔ اور وہ باتیں بیان کیں جن سے اللہ نے اس کو شرف عطا کیا ہے۔ اس کے بعد اپنے صاحب کا ذکر کیا۔ جب اس کا کلام ختم ہوا تو المنصور نے کہا: تو نے اللہ کی حمد کا جو ذکر کیا ہے تو اللہ اس سے علیل تر ہے کہ صفات اس کو پہنچ سکیں۔ اور تو نے جو جی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی ہے جو تو نے بیان کی ہے۔ اور تو نے جو امیر المؤمنین کی توصیف کی ہے اللہ نے ان کو انہی باتوں سے فضیلت عطا کی ہے اور وہی اس کو اپنی طاعت پر مدد دیتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ رہا وہ جو تو نے اپنے صاحب کی فضیلت کیا ہے تو تو نے جھوٹ کہا اور مبالغہ کیا۔ محل جا کہ تو نے جو کچھ کہا وہ قبول نہیں کیا جاسکتا۔ جب وہ آخری دروازہ تک پہنچے تو المنصور نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت واپس لانے کا حکم دیا اور اس سے کہا: تو نے کیا کہا؟ اس نے پھر عارہ کیا اور پھر کانا گیا۔ پھر اس نے ان کو پھر لے کر حکم دیا اور وہ ان لوگوں کی طرف منتقل ہوا جو حفر میں سے وہاں حاضر تھے۔ دوران سے کہا: کیا تم اپنے درمیان ایسے آدمی سے واقف ہو جیسا یہ ہے؟ واللہ اس نے ایمان کلام کیا کہ میں اس سے حسد کرتے لگا۔ مجھے پوری طرح اس کی بات رد کر دینے سے جس چیز نے روک دیا وہ صرف دشمنی کہ کہیں یہ نہ کہا جائے کہ میں نے اس سے حسد کیا۔ کیونکہ وہ ریمہ میں سے ہے۔ میں نے کوئی شخص اس سے زیادہ مروت مند اور

داغ بیان والا نہیں دیکھا۔ اسے غلام اس کو واپس لائے بسبب وہ اس کے سامنے دایر کر
تو منصور نے اس سے کہا: اپنی حاجت بیان کر۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں
برآمدہ آپ کا غلام آپ کی تھوڑا اور آپ کا تیر ہے۔ آپ نے اپنے دشمن سے بچنے کا
اس نے مارا اور چھوڑا اور چھیدا حتیٰ کہ انہیں میں جو آمد وہ گئیں خدا وہ خوشگوار ہو گیا جو
دشوار تھا وہ نرم ہو گیا اور جو مٹھا تھا وہ سینہ ہا ہو گیا اور لوگ امیر المومنین اٹھائے بقاء
کے خسران بردار خام ہو گئے۔ اگر امیر المومنین کے نفس میں کسی دیگر اور بخل خور کی
باتوں سے کچھ بڑا خیال جم گیا ہو تو امیر المومنین اپنے غلام اور اپنے شخص پر جس نے
اپنی حُسن کی طاعت میں بسر کر دی ہے فضل کرنے کے لیے زیادہ اولیٰ ہیں۔ المنصور
نے اس کا عقد قبول کر لیا اور ان لوگوں کو معین کے پاس واپس بھیجے کا حکم دیا موجب
معین نے رہنا کا فرمان پڑھا تو اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اس کے
ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان کو ان کے مراتب کے مطابق صلہ دے کر اور انھیں
المنصور کے پاس بھیجے کا حکم دیا۔ مجاہد نے کہا: ۛ

آیت فی مجلس من دائل قسما	ان لا یمیک یا معین باطاع
یا معین انک تذا اولیتی نعما	عمت لیجما ونصت آل جاع
فلا انزال الیک اللہ منقلا	حتی یشید ہیکلی حنفا سامی

میں دائل کی مجلس میں یہ قسم کھا چکا ہوں کہ اے معین! میں تجھے کسی طبع کے عوض
فروخت نہیں کروں گا۔ اے معین! تو نے مجھ پر ایسی نعمتیں احسان کی ہیں جو
ہر جامع جسم کے لیے عام اور آل جاع کے لیے خاص ہیں۔ میں ہمیشہ صرف
تیر ہی ہو کر رہوں گا حتیٰ کہ زمانہ کا باقی میری موت کی خبر کا اعلان کر دے۔
مجاہد پر معین کے احسان یہ تھے کہ اس نے مجاہد کی تین ماہیت پر پوری کی تھیں۔
ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ معین کے فائدان میں سے نہ جلا نام ایک لڑکی یہ عاشق تھا۔
مجاہد نے اس کو طلب کیا مگر اس کے فقر کے سبب اس کی درخواست قبول نہ کی گئی۔
پھر اس نے معین سے اس کو ہانکا، معین نے اس کے باپ کو بلایا اور اس نے درخت
درجہ پر اسے مجاہد سے بیاہ دیا، معین نے اس کا موہر خواہنے پاس سے دیا۔ دوسرا احسان
یہ تھا کہ اس نے معین سے ایک باغ اس کے چشمہ سمیت مانگا، اور معین نے وہ اس کو بخش دیا۔

تیسرا اصناف یہ تھا کہ اس نے معین سے کچھ لگکا، اس نے تیس ہزار روپے اس کو عطا کئے۔ اس طرح اس نے مجاہد کو کل ایک لاکھ روپے عطا کئے۔

کہا جاتا ہے کہ المنصور کہا کرتا تھا کہ میرے دروازہ پر چار آدمیوں کا ہونا ایسے لالہ ہے جن سے زیادہ عقیقہ تر میرے دروازہ پر کوئی آدمی نہ ہونا چاہیے۔ وعا رکاب دولت میں جن کے بغیر حکومت درست نہیں ہو سکتی، ان میں سے ایک قاضی ہے جو اس کے کام میں رومہ لافٹ کی پرواز کرتا ہو۔ دوسرا صاحب خراج ہے جو قوی سے ضعیف کا، نسیان ہے۔ تیسرا صاحب خراج ہے جو پورا پورا خراج وصول کرے اور رعیت پر ظلم نہ کرے۔ پھر اس نے اپنی اعلیٰ تین مرتبہ دانتوں میں دبا لی اور ہر مرتبہ آہ آہ کہا۔ پوچھا گیا وہ کون ہے ہلے امیر المومنین! تو کہا: صاحب ریہ جو سب کی خبریں صحت کے ساتھ لکھے۔

کہا جاتا ہے، المنصور نے ایک عامل کو بلا یا جس نے خراج کی تحصیل میں کمی کی تھی، اور اس سے کہا: تجھ پر جو واجب ہے وہ ادا کر دے۔ اس نے کہا: واللہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اتنے میں مؤذن نے اذان دینی: اشدان لا الہ الا اللہ۔ اس پر اس عامل نے کہا: اے امیر المومنین! تجھ پر جو کچھ ہے اسے خدا کے لیے اور اس شہادہ کی بنا پر کہ اللہ کے موی کوئی نہیں ہے معاف کر دیجئے۔ المنصور نے اسے چھوڑ دیا۔

کہا جاتا ہے: ایک عامل اس کے پاس لا یا گیا اور اس نے اس کو محسوس کر دیا اور اس سے مطالبہ کیا۔ عامل نے کہا: اے امیر المومنین! میں آپ کا غلام ہوں۔ المنصور نے کہا: تو بہت بڑا غلام ہے۔ اس نے کہا: اگر آپ تو بہترین آقا ہیں۔ المنصور نے کہا: لیکن تیرے لیے نہیں۔

کہا جاتا ہے اس کے پاس ایک خارجی لا یا گیا جو اس کے بہت لشکروں کو شکست دے چکا تھا۔ المنصور نے ارادہ کیا کہ اس کی گردن مار دے۔ پھر اس کو ذلیل کرنا چاہا۔ اور اس سے کہا: اے قاعہ کے نیچے! تجھ سا آدمی فوجوں کو شکست دیتا ہے؟ اس نے کہا: انیسویں صدی پر اسے بدکار! کل میرے اور تیرے درمیان تلوار تھی اور آج تیرے اور کافی لکھوں ہے۔ کس چیز نے تجھے اس سے بے خوف کر دیا کہ

نہا تجھے بڑا بڑا جوا ہے۔ دوسرا۔ حالانکہ میں زندگی سے ہاتھ دھو چکا ہوں۔ اور
سمجھتا ہوں کہ تو اس کو کبھی نہ چھوڑے گا۔ اس پر المنصور اس سے شرمندہ ہو گیا
اور اس نے اس کو رہا کر دیا۔

کہا جاتا ہے المنصور کا شغل دن کے ابتدائی حصہ میں امر و نہی، اولاد کے
عزل و نصب اور ثغور و اطراف کی نگہبانی، رستوں کے امن کا انتظام، غرض وقت
اور رعیت کی سعادت کی اصلاح میں نظر ان کے سکون اور ان کے معاملات کی
درستی کی نگاہ میں صرف ہوتا تھا۔ غرض کہ بعد وہ اپنے اہل بیت کے ساتھ بیٹھا
اور عشاء منسوبہ یعنی کے بعد ثغور و اطراف اور آفاق سے آنے والے خطوط دیکھتا
اور اپنے رازداروں سے مشاورت کرتا۔ جب رات کا ایک ٹھٹ گزرتا تو
اپنے بستر پر جانے کے لیے اٹھتا اور اس کے رات کے عیسیٰ واپس بیٹے جاتے۔ جب
رات کا دوسرا ٹھٹ گزرتا تو وہ اٹھ کر وضو کرتا اور طلوع فجر تک نماز پڑھتا رہتا تھا۔
پھر وہ نکلتا اور لوگوں کو نماز پڑھاتا۔ پھر اپنے ایمان میں اتلاں کرتا تھا۔

کہا جاتا ہے اس نے الہدی سے کہا: کسی معاملہ میں اس وقت تک
فیصلہ نہ کرو جب تک اس میں پوری طرح غور و فکر نہ کرو۔ کیونکہ عقل کی فکر اس کا
آئینہ ہے جو اسے اچھا اور بُرا دکھا دیتا ہے۔ بیٹا! حکومت درست نہیں ہوتی
مگر تقویٰ سے، اور رعیت درست نہیں ہوتی مگر طاعت سے اور بلاد کی آبادانی
میں عامل کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ عفو پر سب سے زیادہ قدرت رکھنے والا وہ
ہے جو عفو پر سب میں زیادہ قدرت رکھنے والا ہے۔ عاجز ترین شخص وہ ہے جو اپنے سے فروتر پر غور کرے۔ اپنے
ساتھی کے عیب میں جو اتقان اس کے نتیجہ احتساب سے کہہ سکتا ہو، اللہ! تو مجھے مجلس میں نہ بیٹھ
جب تک تجھے علم نہ ہو کہ تجھ سے کون بات کر رہا ہے۔ جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی
تعریف کی جائے اس کو اپنی سیرۃ اچھی لکھنی چاہئے۔ اور جو اپنی تعریف کی جانی
پسند نہ کرتا ہو وہ اپنی سیرۃ بری رکھے جو محمدؐ نا پسند کرتا ہے وہ مذہب و اعمال کرتا ہے
اور جو مذہب و اعمال کرتا ہے وہ کہہ دے جو جاتا ہے۔ اسے ابو عبد اللہ عامل وہ نہیں ہے
جو کسی کام کے لیے اس وقت تک بیٹھ کر نہ رہے جب وہ اس کے سر پر تھا ہے۔ بلکہ عامل وہ
ہے جو کام کے لیے جی تیار کرے۔ تاکہ اس میں وہ مبتلا ہی نہ رہے۔

ایک دن اس نے انہدی سے پوچھا: تیرے پاس کتنے پرچم ہیں؟ اس نے کہا: غیر نہیں! اس پر المنصور نے کہا: انا للہ! تو خلافت کا کام بہت شائع کرنے والا ہے۔ لیکن میں نے تیرے لیے اپنا مجمع کر دیا ہے جو تیرے شائع کرنے کے باوجود قیہ نہ پھینچے دیکھا۔ اللہ نے تجھے جو کچھ عطا کیا ہے تو اس میں اس سے ڈرنا رہے۔

کہا جاتا ہے: اس شخص میں عیسیٰ کا قول ہے کہ نبی العباس میں کوئی شخص کلام میں فی الہیہ اپنا مدعا پوری طرح ادا کرے پرایسا قادر نہیں تھا جیسا المنصور اور اس کا بھائی عباس میں محمد و امان دونوں کا چچا داؤد بن علی قادر تھا۔ ایک دن المنصور نے خطبہ دیا اور کہا: اچھو بوشہر میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس سے درد پایا جتا ہوں اور اس میں ایمان رکھتا ہوں اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے مومن کوئی خدا نہیں ہے۔ دو ایک لاکھ ہے، کوئی اس کا شریک نہیں بناتے میں ایک شخص سچ میں بول اٹھا۔ المنصور نے کہا: اسے شخص! میں تجھے اس ہستی کو یاد دلاتا ہوں جس کا ذکر میں نے کیا ہے تا وہ خطبہ منقطع کر دیا پھر بولا: سنو سنو اس شخص کی بات ہو اللہ کی طرف سے ہفت کرتا ہے۔ اور میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اگر میں دشمنی کرنے والا جبار ہوں۔ اعزت کا پاس مجھے گناہ پر آمادہ کر دے۔ اگر میں ایسا کروں تو میں گمراہ ہو گا۔ اور ہرگز راستہ دو لوگوں میں سے نہ ہوں گا۔ اور تولے نائل: واللہ تو نے اپنے اس قول سے اللہ کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ بلکہ تو نے یہ پایا کہ لوگ کہیں کہ یہ شخص اٹھا اور بولا اور اسے سزا دی گئی۔ اور اس نے پھر کہا اور اس کو برداشت کر گیا۔ انہوں نے پھر اپنے من سے قصہ کر لیا تھا مگر تو غیبت سمجھ کر میں نے معاف کر دیا۔ تو خبردار ہو اور تم جیسے۔ ورنہ ہونے کا شرمسار کہ مکنت ہم پر اتنی اور چارے پاس سے پیمانے گزرتے ہیں بات اس کے اہل کی طرف پھیر دیا کرو۔ اس کے مواد پر اسے وار د کرو اور اس کے معادہ سے اسے معادہ کرو۔ پھر وہ اپنے خطبہ کی طرف اس طرح پلٹا گو یادہ اس کو پڑھ رہا ہے اور کہا: واللہ ان محمد بن عبد کا و اس سولہ

عبداللہ بن معاویہ نے بیان کیا کہ المنصور نے پناہ بغداد کے بعد مکہ میں خطبہ دیا جو کچھ اس نے کہا: اس میں یہ بھی تھا: - وَاللّٰہُ کَفَّہُنَا فِی الْقُرْبٰی

من بعد الذکر ان کانہ من یوشع اعیادی الصالحون علیہ امر میرم تولی عدل و رضا و فصل
ہے۔ یہ ہے اس خدا کی جس نے اپنی جنت کا میاں یہ کی "اور بلا کشت ہے جس
خالق قوم کے لیے جس نے تعبد کو غرض اور غنہ کو درتہ اور قرآن کو فرقہ بندی کا ذریعہ بنالیا
ان کو، یہی چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ کہتے ہی مصل کنویں اور حکم قصر
ہیں جن کو اشد نے ہیکا رکھ دیا جبکہ انھوں نے ستیں بدل دیں اور ہجرت سے بے پروائی
کی اور خدا کیا اور زیادہ نیاں کیں اور زکیر کیا۔ اور ہر عبادی جبار نامراد ہوا ہے۔ فیصل
تخص منہم من احدی اور قسب لہم ما کونہ

کہا: کہی نے اس کو اس کے کسی عامل کی شکایت کہی۔ انصوری نے اس واقعہ
میں عامل کے لیے یہ توقع کی کہ اگر تو نے عدلی کو ترجیح دی تو سلامتی تیرے ساتھ ہوگی۔
اور اگر غور اختیار کیا تو مذمت تجھ سے فریب تر ہوگی۔ تو اس فریاد کی کے ساتھ
انصاف کر۔

کہا جاتا ہے: اس کو صائب اسنیہ نے کھا کہ خون نے اس کے نفاق
شورش برپا کی اور بیت المال میں جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔ انصوری نے اس کے
رقعہ میں توقع کی کہ تو بھارے عمل سے مذموم و مردود کی حرج الگ ہو گیا کیونکہ اگر
تو عقل رکھتا تو وہ بھی شورش نہ کرتے۔ اور اگر تو ان کے لیے قوی ہوتا تو وہ بھی
نہ لوٹ سکتے۔

۱۰ اور جو کچھ اس سے قبل اس کے کلام اور وصایا میں سے بیان ہو چکا
ہے وہ اس کی نصاحت و بلاغت پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے پہلے بھی ہر اکہ
خلوط وغیرہ درج کئے جا چکے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ
کا بیکتا اور بچا نہ شخص تھا۔ مگر ذرا بخل کرتا تھا۔ اس باب میں اس کے متعلق جو کچھ
نقل کیا گیا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ انیس بن عفا نے بیان کیا کہ انصوری نے
بچے ملنے کے لیے بلایا "میرے اور اس کے درمیان خلافت سے پہلے کی دوستی تھی۔

تعم ایک دن لے۔ اس نے کہا: اے ابو عبد اللہ! تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: وہی حال ہے جو تمہارا ہے۔ اس نے پوچھا: تمہارے اہل و عیال کتنے ہیں؟ میں نے کہا: تین لوگیاں، ایک بیوی، اور ایک ان کا خادم۔ اس نے کہا: تمہارے گھر میں چار آدمی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھر وہ اس کو دہرائیا کہ میں نے گمان کیا کہ وہ میری اعانت کرنے والا ہے۔ پھر اس نے کہا: تم تو عرب کے بڑے خوشحال لوگوں میں سے ہو، تمہارے گھر میں چار پر خے چلتے ہیں۔ کہا جاتا ہے ایک غلام نے ابو العطاء خراسانی کے متعلق شکایت کی کہ

اس کے پاس دس ہزار درہم ہیں۔ المنصور نے وہ درہم اس سے لے لیے۔ اور اس سے کہا: یہ تو میرا مال ہے۔ اس نے کہا: یہ مال تیرا کہاں سے ہو گیا؟ حالانکہ اللہ تو نے مجھے کبھی کسی عمل پر مقرر کیا اور نہ میرے اور تیرے درمیان رحم یا قرابت کا تعلق ہے۔ اس نے کہا: ہاں، مگر تو نے عینیہ بن موسیٰ کی ایک عورت سے شادی کی، اور اس سے تجھے یہ مال ملا، عینیہ وہ شخص تھا جس نے عینہ میں بغداد فتح کی تھی اور میرا مال لے لیا تھا۔ یہ مال اسی میں سے ہے۔

جعفر صادق سے کہا گیا کہ المنصور ہر وہی تجھے پستاپے اور اپنے قمیص میں بیوند لگاتا ہے۔ جعفر صادق نے کہا: محمد بن خدا کی جس نے اس کے ساتھ ہرانی کی اور اسے اس کی پادشاہی میں بھی فقر فاق میں مبتلا کر دیا۔

کہا جاتا ہے: المنصور جب کسی عامل کو معزول کرتا تھا تو اس کا مال لے لیتا تھا اور وہ مال ایک الگ بیت المال میں رکھتا تھا جس کا نام اس نے بیت المال النظام رکھ رکھا تھا۔ اور اس مال پر اس شخص کے نام کی چٹ لگا دیتا تھا جس سے وہ مال لیا جاتا تھا۔

اس نے امہدی سے کہا: میں نے تیرے لیے ایک چیز مہیا کر رکھی ہے۔ جب میں مر جاؤں تو ان لوگوں کو بلاؤ جن کے مال میں نے لیے ہیں اور یا سوال ان کو دالیں کہ ان کیوں کہ اس طرح تو ان کے نزدیک اور غم لوگوں کے نزدیک محمود ہو جائے گا۔ امہدی نے ہی کیا اور اس کے متعلق اس کی ضد بہت سی باتیں ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ بن ہریک کے آزاد کردہ غلام زید نے بیسان کیا کہ میرے آقا کے مرنے کے بعد المنصور نے مجھے بلایا اور مجھ سے پوچھا کہ اس نے کتنی لڑکیاں چھوڑی ہیں؟ میں نے کہا: چھ۔ وہ کچھ دیر سر جھکائے بیٹھا رہا۔ پھر سر اٹھایا اور کہا: گل بہدی کے پاس جانا۔ دوسرے دن صبح میں الہدی کے پاس گیا اور اس نے مجھے ایک لاکھ اتسی ہزار دینار عطا کئے، یعنی ان میں ہریک کے لئے تیس ہزار دینار۔ پھر المنصور نے مجھے بلایا اور کہا: مجھے ان کے اکفاء کے نام بتانے میں ان کی شادیاں کر دوں۔ میں نے ان کے نام بتائے اور اس نے ان کی شادیاں کر دیں۔ اور حکم دیا کہ ان کے چہنبر اس کے اپنے مال میں سے دئے جائیں: ہراکٹ کے لیے تیس ہزار درہم، اور مجھے حکم دیا کہ میں ان کے مال میں سے ان کے لئے چائے اور خیردوں تاکہ وہ ان کے لیے معاش ہوں۔

کہا جاتا ہے: المنصور نے اپنے اہل خاندان کی ایک جماعت پر ایک دن تیس ایک کروڑ درہم تقسیم کئے۔ اور اپنے چچاؤں کی ایک جماعت کے لیے جن میں سلیمان اور عیسیٰ اور صالح اور اسمعیل تھے، فی کس دس دس لاکھ کا حکم دیا۔ وہ پہلا شخص ہے جو عطا وصال دیا اس حد کو پہنچا۔

اس باب میں بھی اس کے بہت سے واقعات ہیں، رہے ہیں کے سوائے اس کے دوسرے واقعات تو زید بن عسبر بن دبیرہ نے کہا: میں نے جنگ میں کوئی شخص نہیں دیکھا اور نہ صلح میں کوئی شخص ایسا سنا جو المنصور سے زیادہ فطین صاحب تدبیر اور اس سے زیادہ شدید التیقف ہو۔ وہ نوہینہ تک میرا محاصرہ کئے رہا، میرے ساتھ عرب کے نامور شہسوار تھے، ہم نے کوشش کی پوری کوشش کہ اس کی فوج پر کامیابی حاصل کریں۔ مگر موقع نہ مل سکا۔ اس نے جب میرا محاصرہ کیا تو میرے سر میں ایک بھی سفید بال نہ تھا۔ اور جب میں اس کے پاس سے نکلتا تو میرے سر میں ایک بھی سیاہ بال نہ تھا۔ کہا جاتا ہے ابن دبیرہ نے المنصور کو جبکہ وہ اس کا محاصرہ کئے ہوا تھا، مبارزہ کی دعوت بھیجی۔ جواب میں المنصور نے اس کو لکھا کہ تو اپنی حد سے تجاوز کرنے والا ہے اور اپنی گمراہی کی لگام تھا مے چلا بار بار۔ اتنے تھوڑے سے اس چیز کا وعدہ کرتا ہے سر کو دیکھ کر دیکھنے والا ہے۔ اور

شیطان تجھے اس چیز کا یقین دلارہا ہے جس کو وہ جھوٹا ثابت کرنے والا ہے۔ اور وہ تجھ سے اس چیز کو قریب کر رہا ہے جس کو اللہ دور کرنے والا ہے۔ بھڑکا، حتیٰ کہ جو کچھ کھا جا چکا ہے اس کی مدد پوری ہو۔ میں اپنی اور تیری مثال دیتا ہوں۔ میں نے سنا ہے ایک شیر ایک سور سے ملا، سور نے کہا: مجھ سے لا۔ شیر نے کہا: تو سور ہے اور میرے برابر کا نہیں ہے اور نہ میرا ہمسرہ ہے۔ اگر میں تجھ سے لڑا اور میں نے تجھے مار ڈالا تو کھا جا چکا کہ میں نے سور کو مارا ہے۔ اور اسے میں اپنے لیے فخر اور ناموری کی بات نہیں سمجھتا۔ اور اگر مجھے تجھ سے کوئی ضرر پہنچا تو یہ میرے اوپر ایک دھبہ ہوگا؟ سور نے کہا: اگر تو مجھ سے نہیں لڑے گا تو میں تمام درندوں کو خبر کر دوں گا کہ تو مجھ سے کئی کاٹ گیا۔ شیر نے جواب دیا: تیرے جھوٹ کا مار برداشت کر لینا میرے لیے آسان ہے، بہشت اس کے کہ میں اپنی شراب تیرے خون سے آلودہ کروں۔

کہا جاتا ہے: المنصور پہلا شخص ہے جس نے غیش ادویٰ [جنوائی] اکا سو روزانہ اس کمرے کو پڑاتے تھے جس میں وہ گرمی بسر کرتے تھے، اور یہی بنی امیہ کا طریقہ تھا۔

کہا جاتا ہے: بنی امیہ میں سے ایک شخص لایا گیا، المنصور نے اس سے کہا: میں تجھ سے چند باتیں پوچھتا ہوں، تو سچ سچ بتا دے، تجھے امان ہے، اس نے کہا: اچھا۔ اس نے کہا: مجھے بتا کہ بنی امیہ پر کس چیز کے باعث تباہی آئی؟ اس نے کہا: خبریں منافع کرنے سے (یا خبر رسائی کی طرف سے بے پروائی برتنے سے) کہا: انہوں نے کس قسم کے اموال نافع تر پائے؟ کہا: جواہر چوچھا، اور انہوں نے کس کے پاس دفا دادی پائی؟ کہا: اپنے موالی کے پاس۔ المنصور نے ارادہ کر لیا کہ خبریں حاصل کرنے میں اپنے اہل بیت سے مدد لے۔ مگر اس امری نے کہا: نہیں، ان سے جو ان سے فرد تر ہوں، چنانچہ اس نے اپنے موالی سے کام لیا۔

صحت نامہ

تاریخ الکامل (حصہ اول)

صیح	غلط	۱	۲	صیح	غلط	۱	۲
۴	۳	۲	۱	۴	۳	۲	۱
الزبیر	الزبیر	۲	۱۳۳	تھامس کے اورنگ	تھامس کے اورنگ	۱۷	۷
محمد بن عثمان	محمد بن عثمان	۲۲	۱۳۸	فصیل	فصل	۲۱	۱۸
پہ قید	پہ قید	۷	۷	کی	کی	۱۲	۲۵
کے گلے	کے گلے	۱۸	۱۴۰	مرثیہ الباشمیر	مرثیہ الباشمیر	۱۴	۲۹
خارج	خارج	۶	۱۴۱	البشیم	البشیم	۲	۳۵
سبیت	سبیت	۲۴	۱۴۳	قبضہ	قبضہ	۶	۳۹
سوتا	چرنا	۱۲	۱۵۳	کر کے	کر کے	۱۳	۴۶
بنت عبد اللہ	بنت عبد اللہ	۲۶	۷	عبد اللہ بن عبد	عبد اللہ بن عبد	۲۰	۷۳
اس قسم	اس اور قسم	۱۰	۱۵۵	الاصحیہ	الاصحیہ	۱۰	۹۶
دروازے	دروازے	۱	۱۶۱	۷	۷	۱۵	۷
ساح ہزار	ساح ہزار	۴	۱۶۲	۷	۷	۱۸	۷
گھوٹا	گھوٹا	۸	۱۶۶	۷	۷	۲۳	۷
لوگوں کے	لوگوں	۲۳	۱۶۹	۷	۷	۲۴	۷
جمعیوں	جمعیوں	۱۹	۱۷۵	ٹھوکر	ٹھوکر	۱۹	۱۰۳
دلاوت	دلاوت	۲۱	۷	سوا	سوی	۱۶	۱۲۹
جنگ	جنگ	۳	۱۷۷	کے انتظام	کے انتظام	۶	۱۳۲

بہا	بہا	عقل	صمیم	بہا	بہا	عقل	صمیم
۱	۲	۳	۳	۱	۲	۳	۳
۱۸۰	۱	عبد العزیز	عبد العزیز	۱۹۳	۹	بہا	بہا
۱۸۹	۳	ابھی	انھی	۲۰۰	۲	سرخ	سوا
۱۹۰	۸	دینہ مبارکہ	دینہ مبارکہ	۲۰۵	۳	اکٹھی	اکٹھی